امامِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کے عقائد

مسندِ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی روشنی میں

علامہ غلام مصطفےٰ مجددی ایم اے

مدیر مسئول مجلۃ الحقیقۃ پاکستان

قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور

امامِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے عقائد

مسندِ ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی روشنی میں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح احادیث مبارکہ کی روشنی میں اسلامی عقائد کی
وضاحت، وہ احادیث جن کی روایت ثقہ اور مستند ترین
تابعین اور تبع تابعین سے عالمِ اسلام کے بطلِ جلیل
حضرت امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مسند" میں فرمائی

تحقیق

علامہ غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

مدیر مسئول مجلہ الحقیقہ پاکستان

قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور

اشاعت نمبر 19

81130

بظلِ عنایت

حضور امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ

نام کتاب ——— امام اعظم کے عقائد (مسند ابوحنیفہ کی روشنی میں)
مولف ——— حضرت علامہ غلام مصطفیٰ مجددی
تقدیم و نظر ثانی ——— حضرت پروفیسر محمد حسین آسی
تصحیح ——— محمد صلاح الدین سعیدی
سرورق ——— محمد رمضان فیضی
سال اشاعت ——— ۱۴۲۴ھ ۲۰۰۳ء
کمپوزنگ ——— عزیز کمپوزنگ سنٹر دربار مارکیٹ لاہور
ناشر ——— چوہدری عبدالمجید
ہدیہ ——— 60 روپے

ملنے کے پتے

- ☆ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور
- ☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور
- ☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز 14 انفال پلازہ اردو بازار کراچی
- ☆ شبیر برادرز اُردو بازار لاہور

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	تقریظ لطیف	5
2	سخنے چند	7
3	سیدنا اعظم امام	10
4	رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر میں	13
5	اہل نظر کی نظر میں	14
6	امام اعظم اور علم حدیث	25
7	امام اعظم کی ثقاہت	30
8	امام اعظم اور اکتساب حدیث	36
9	نتیجہ فکر	41
10	امام اعظم اور صحاح ستہ	43
11	تعارف مسانید	44
12	امام اعظم اور اصول حدیث	46
13.	عالمگیر پذیرائی	48
14	ان کے جانے میں فلک ٹوٹ پڑا	50
15	عقائد	52
16	توحید و رسالت	54
17	مغفرت کا سبب	56
18	ایمان، اسلام، احسان	58
19	علوم خمسہ کی عطاء	60
20	قیامت کا علم	61

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
21	بارش کا علم	64
22	رحم مادر کا علم	66
23	مستقبل کا علم	68
24	مقام موت کا علم	71
25	حاصل بحث	73
26	ایک نفیس بات	74
27	غیب کی خبریں	75
28	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختیارات	109
29	متفرقات	116
30	ابوین کریمین کا ایمان	121
31	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور	145
32	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت	146
33	نصیحت افروز باتیں	147
34	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت و سیرت	150
35	امام اعظم کا قصیدہ	152

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ لطیف

علامہ محمد رضا الدین صدیقی

ایک مسلمان کا دامن اعمال حسنہ سے خالی نہیں ہونا چاہیے اور اسے کوشش بلکہ بھرپور کوشش کرنی چاہیے کہ جب وہ داور محشر کے سامنے پیش ہو تو اس کا دفتر عمل طرح طرح کی حسنات سے معمور ہو۔ اگرچہ کوئی بھی نیکی اس بارگاہ بے نیاز کے شایان شان نہیں ہے لیکن انسان کو اپنی سی سعی تو بہرحال کرنی ہی چاہیے۔

لیکن یاد رکھنے کی بات یہ بھی ہے کہ اعمال چاہے کتنے ہی مزین و کثیر کیوں نہ ہوں ان کا مدار عقیدہ پر ہے۔ اعتقاد میں درستگی نہ ہو تو محض گرانباری اعمال مطلق کفیل و وکیل نہیں ہو سکتی۔

یہ المیہ ہے کہ ہر دور میں اعتقاد خالص کو مجروح کرنے کی کوشش ہوئی۔ ایسے میں صراط مستقیم ایک ہی ہے اور وہ ہے ''سواد اعظم'' کی اتباع' اہل سنت جماعت کا راستہ' کہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور یہی ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔ عصر حاضر کی فتنہ خیزیوں نے عقائد کے ضمن میں سب سے زیادہ نشانہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات جمیلہ' اوصاف ظاہرہ اور کمالات عالیہ کو بنایا ہے۔ ایسے میں اس امر کی ضرورت بہت زیادہ ہو جاتی ہے کہ ہم یہ جستجو کریں کہ قرآن آپ کے بارے میں کیا کہتا

ہے۔ احادیث مبارکہ کے صحیح و وسیع ذخیرہ میں آپ کی شان کا بیان کیسے ہے۔ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور امت کے آئمہ و اولیائے صالحین اور علمائے راسخین کا عقیدہ آپ کے بارے میں کیا ہے۔

برادرم غلام مصطفٰی مجددی کی ذہنی اپج نے اس ضمن میں ایک انوکھا اور خوبصورت راستہ اختیار کیا انہوں نے امام الائمہ حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات سے صحیح اسلامی عقیدہ کو پیش کرنے کی سعی بلیغ فرمائی۔ حضرت امام اعظم کی اکثر مرویات صحابہ تابعین اور تبع تابعین سے ہیں اور ان مقدس شعار لوگوں سے ہیں جو عام طور پر ''مطعون'' ہونے سے محفوظ ہیں۔

اگر کسی کو بے جا قسم کی ضد نہ ہو اور وہ علمی دیانت سے بہرہ ور ہو تو یقیناً ان روشن چراغوں سے اپنی شاہراہ عمل کو منور کرنا چاہے گا جو حضرت سراج الامت رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے ہم تک پہنچے ہیں۔

برادرم مجددی نے محنت شاقہ سے کام لیا ہے اور پھر اپنی اس محنت کو نظر ثانی اور تصحیح کیلئے معروف اور مقتدر عالم دین اور عارف ربانی حضرت پروفیسر محمد حسین صاحب آسی مدظلہ کی خدمت عالیہ میں پیش کیا ہے۔

امید ہے کہ یہ کتاب اختلاف و خلفشار کے اس دور میں صراط مستقیم کی صحیح ترین تعبیر کیلئے معاون ثابت ہوگی۔

زاویہ نشین

محمد رضاء الدین صدیقی

* * *

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

سخنے چند

از مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی

یہ حقیقت تاریخ اسلام کے کسی بھی طالب علم سے پوشیدہ نہیں ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد کتاب و سنت کا جو فیض ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل علیہم الرضوان) کے ذریعے امت مسلمہ کو پہنچا، اس کی مثال نہیں، بعد میں آنے والے مفسرین و محدثین ہوں یا فقہا و متکلمین، علمبرداران شریعت ہوں یا شہسواران طریقت سب ان کے خوشہ چیں اور ان میں سے کسی ایک سے منتسب۔ چنانچہ اپنے اپنے ذوق اور انتخاب کے مطابق کوئی حنفی یا مالکی کہلایا تو کوئی شافعی یا حنبلی۔ اہل سنت و جماعت جنہیں حدیث پاک کی رو سے سواد اعظم یا ناجی گروہ بھی کہا جاتا ہے انہیں چار مذاہب کے مقلد ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ محدث دہلوی جو محدث وفقیہ کے علاوہ صوفی روشن ضمیر بھی ہیں۔ اپنی کتاب ''الانصاف'' میں فرماتے ہیں کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی پیروی کو اختیار کرنے میں ایسا راز ہے جو اللہ تعالیٰ نے علمائے امت کے دلوں میں ڈال دیا۔ اور ''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں فرماتے ہیں کہ ان چاروں پر امت کا اجماع ہو چکا ہے۔

علم وفقہ کے ان چاروں سرچشموں سے جس نے گلشن ملت کی سب سے زیادہ آبیاری فرمائی۔ وہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ ہیں۔ آپ نے بیس صحابہ کرامؓ کی زیارت کی اور بعض سے روایت بھی لی (دوسرے اماموں کو یہ شرف حاصل نہیں ہو سکا) آپ ہی نے سب سے پہلے فقہ کو مدون فرمایا اور کتاب و

سنت کے بحر میں غوطہ زن ہو کر لاکھوں جواہر سے تصنیف و تالیف کا دامن مالا مال کیا اسی لئے حضرت شیخ الاسلام علامہ علاء الدین حصکفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ قرآن پاک کے بعد حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جو بڑے بڑے معجزات ہیں ان میں سے ایک امام ابوحنیفہؓ ہیں (درمختار)

امام المکاشفین سند المجددین حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ کشف کی نظر سے دیکھا جائے تو مذہب حنفی ایک دریائے عظیم نظر آتا ہے اور دوسرے مذاہب (مالکی، شافعی، حنبلی، وغیرہم) حوض اور چھوٹی نالیوں کی طرح دکھائی دیتے ہیں (مکتوبات، دفتر دوم)

حضرت امام اعظم کی عظمت شان پر سب سے بڑا گواہ وہ فرمان نبوی علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام ہے جو صحیحین میں یوں ہے۔

لو کان الایمان عندالثریا لتناولہ رجال من فارس

ترجمہ: اگر ایمان ثریا کے پاس ہو، البتہ فارس کے لوگ اسے حاصل کر لیں گے۔

اور دوسری روایات میں کہیں ایمان کی بجائے علم اور کہیں دین کا ذکر ہے اور یونہی رجال (جمع) کی بجائے کہیں رجل (واحد) بھی وارد ہے۔ امام سیوطی علیہ الرحمہ جیسے اکابر نے ایسی تمام روایات کا مصداق سیدنا امام اعظمؓ کو ٹھہرایا ہے۔

ان روایات سے ظاہر ہے کہ ایمانیات اور دینیات کے بارے میں حضرت امام اعظمؓ کی علمی تحقیق بڑی قابل اعتماد و استناد ہے۔ یوں بھی دوسرے آئمہ کے ساتھ اگر کوئی کہیں اختلاف ہے تو محض فقہی مسائل میں ہے عقائد میں نہیں۔ لہٰذا امام اعظم کے عقائد ہی سب آئمہ اہل سنت کے عقائد ہیں۔ یہی عقائد ہیں جنہیں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سیکھ کر باقی امت تک پہنچایا ہے۔ اسلام انہیں عقائد کی تعلیم دیتا ہے اور امت مسلمہ

کے یہی معتقدات ہیں۔

دورِ حاضر میں جب خارجی دشمنوں اور داخلی باغیوں کی ریشہ دوانیوں سے اسلامی عقائد کا اصل چہرہ چھپانے کی کوشش عروج پر ہے۔ فاضل جلیل، جناب مولانا غلام مصطفیٰ صاحب مجددی ایم اے سلمہ ربہ بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے زیرِ نظر کتاب لکھ کر یوں لگتا ہے انہیں ناپاک سازشوں کا توڑ کیا ہے۔ مولانا نے اپنا شباب تبلیغ دین کیلئے وقف کر دیا ہے اور خداوند کریم نے اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقے میں ان کے دل و دماغ کو علم و عرفان اور زبان و قلم کو اثر سے بھر دیا ہے۔ ان کی کتابیں دھڑا دھڑ شائع ہو رہی ہیں اور مقالات اور نظمیں پاک و ہند کے نامور دینی جرائد کی زینت بن رہی ہیں خصوصاً ماہنامہ انوار لاثانی علی پور سیداں شریف کے تو رئیس التحریر ہیں۔ میری دعا ہے اللہ کریم اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل مزید برکات سے نواز دے۔

سگِ بارگاہ حضور نقش لاثانی
آسی

* * *

سیدنا امام اعظم قدس سرہ

امام الائمۂ سراج الامۂ حضرت ابو حنیفہ نعمان بن ثابت المعروف بہ امام اعظم قدس سرہ صحیح ترین روایت کے مطابق ۷۷ھ کو پیدا ہوئے۔ قاضی ابو عبداللہ صیمری اور امام ابن عبدالبر نے امام ابو یوسف قدس سرہ کی روایت نقل فرمائی جس سے یہ سال ولادت اخذ ہوتا ہے (اخبار ابی حنیفہ وصحابہ ص۴ کتاب بیان العلم و فضل جلد ۱ ص۴۵) ابن خلکان نے ۸۰ھ کو اصح فرمایا ہے (وفیات الاعیان جلد ۵ ص۳۱۳) آپ نسلاً فارسی تھے (ابو حنیفہ و حیاتہ ص۱۳) علامہ عبدالقادر مصری نے آپ کا سلسلہ نسب حضرت آدم علیہ السلام تک ذکر کیا ہے (الجوہر المنیفہ جلد ۱ ص۲۶) امام علی قاری فرماتے ہیں کہ آپ کے آباؤ اجداد میں غلامی کا کوئی اثر نہیں زیادہ یہی صحیح ہے کہ آپ آزاد ہیں (مناقب الامام الاعظم) آپ کے والد ماجد حضرت ثابت علیہ الرحمہ کی ولادت اسلام میں ہوئی تھی (تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص۳۲۴) آپ کے والد ماجد حضرت علی المرتضیٰؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی (ایضاً ص ۳۲۶) گویا آپ کے گھر میں شیر خدا کا فیضان بھی ٹھاٹھیں مار رہا تھا، آپ تابعی تھے اس حقیقت کو علامہ ذہبی نے ''مناقب الامام ابی حنیفہ'' میں امام سیوطی نے ''تبییض الصحیفہ'' میں اور امام ابن حجر ہیتمی نے ''الخیرات الحسان'' میں صراحت سے نقل کیا ہے۔ آپ کا وطن کوفہ تھا جس کو حضرت عمر فاروقؓ نے **رمح اللہ و کنز الایمان و جمجمہ العرب** یعنی اللہ کا نیزہ ایمان کا خزانہ اور عرب کا دماغ کہا۔ حضرت علی المرتضیٰؓ نے سیف اللہ یعنی اللہ کی تلوار کہا اور حضرت سلمان فارسیؓ نے قبۃ الاسلام یعنی اسلام کا گھر کہا ہے (الطبقات الکبریٰ جلد ۶، ص۵) کوفہ تعلیمات اسلامی کا زبردست مرکز تھا جس میں تین سو اصحاب رضوان اور ستر افراد بدر نازل ہوئے (ایضاً ص۱۱) ایک ہزار سے زیادہ صحابہ کرامؓ نے رہائش اختیار فرمائی (ایضاً ص

۷) آپ نے جوان ہو کر ریشمی کپڑے کی تجارت کی اس لئے آپ کو ''الخزاز'' کہتے ہیں آپ کے سوانح نگاروں نے آپ کی صاف ستھری تجارت کا ذکر بڑے اہتمام سے کیا ہے۔

آپ حضرت امام شعبی علیہ الرحمہ کی نصیحت پر علم دین کی طرف راغب ہوئے (المناقب از امام موفق جلد ۱ ص ۵۹) ابتداء علم کلام سے از حد دلچسپی تھی مذاہب باطلہ سے مناظرے بھی کئے جن کیلئے آپ کو بیس سے زائد مرتبہ بصرہ کا سفر کرنا پڑا (ایضا) علم کلام کے ماہر کی حیثیت سے آپ کو بہت شہرت ملی بعدازاں علم فقہ کیلئے حضرت حمادؒ کے حلقہ درس میں حاضر ہوئے (تاریخ بغداد جلد ۱۳ ص ۳۳۳) آپ نے چار ہزار مشائخ سے استفادہ کیا (المناقب جلد ۱ ص ۳۸) ان مشائخ کرام میں بعض صحابہ ہیں جس طرح کہ امام ابن حجر عسقلانی نے بھی ذکر کیا ہے۔ خصوصا حضرت انس بن مالکؓ سے آپ کی ملاقات ثابت ہے (فتاوی ابن حجر) دیباچہ شرح سفر السعادت میں الشیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ نے بھی یہی قول لکھا ہے۔ فقہ میں آپ کا مقام بہت بلند ہوا بے شک آپ نے سب سے پہلے علم شریعت کو مدون فرمایا آپ کی اتباع امام مالک بن انس نے موطا کی ترتیب میں کی (تبییض الصحیفہ ص ۳۶) آپ کی مجلس مذاکرہ میں وقت کے جلیل القدر فقہا ہوتے تھے (تاریخ بغداد) بعض مسائل میں ایک ماہ تک بحث جاری رہتی' اتفاق ہوتا تو اسے امام ابو یوسف اصول میں درج کر لیتے (المناقب جلد ۲ ص ۱۳۳) آپ نے تراسی ہزار مسائل حل فرمائے جن میں سے اڑتیس ہزار کا تعلق عبادات سے ہے باقی مسائل معاملات کے بارے میں ہیں (ذیل الجواہر جلد ۲' ص ۴۷۲) آپ علم کلام و فقہ کے میدان کے شہسوار تو تھے ہی سیرت و کردار کے بھی روشن مینار تھے مثلاً

آپ علم و کرم اور ایثار کا عظیم پہاڑ تھے (اخبار ابی حنیفہ ص ۳۲)

ورع میں اشد اور زبان کے احفظ تھے (ایضاً ' ص ۳۴)

قوت برداشت اور صبر و تحمل کمال درجے کا حاصل تھا (ایضاً ' ص ۳۲)

نہایت شریف و نبیل اور غیبت سے بچنے والے تھے (ایضاً ' ص ۳۲)

معاصر میں سب سے اچھی نماز پڑھنے والے تھے خشیت الٰہی سے مالا مال تھے (ایضاً ' ص ۴۵)

بیت اللہ شریف میں ایک رکعت میں ختم قرآن کیا (الخیرات لاحسان' ص ۳۴)

سارا دن اور ساری رات آخرت کی طلب میں رہتے (ایضاً ' ص ۶)

اس پر سب کا اتفاق ہے کہ آپ سب سے زیادہ عبادت گزار تھے۔ (المناقب جلد ا' ص ۱۹۹)

چالیس سال تک عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی (وفیات الاعیان' جلد ۲' ص ۱۶۵)

رمضان میں ساٹھ بار قرآن ختم فرماتے (تبییض الصحیفہ' ص ۲۳)

اکثر رات کو ایک رکعت میں سارا قرآن ختم کر جاتے (الطبقات الکبریٰ' ص ۴۲)

جس جگہ وصال ہوا وہاں سات ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا تھا (ایضا)

اپنی کمائی سے کھاتے' عطیات کو رد کر دیتے تھے (الخیرات الحسان ص ۵۵)

سب سے زیادہ سخی اور متقی تھے (المناقب جلد ا صف ۹۲) شاگردوں کے بھی اخراجات برداشت کرتے (الخیرات الحسان ص ۳۷) چہرہ اچھا' لباس بہترین' خوشبو

محفل پاکیزہ تھی یاروں کے غمخوار تھے تاریخ بغداد ص ۳۳۰ لطیف الطبع تھے

ایک بوسیدہ لباس والے کو ایک ہزار درہم دیئے اور فرمایا جاؤ حلیہ ٹھیک کرو اللہ چاہتا ہے کہ اپنے بندے پر اپنی نعمت کا اثر دیکھے (البطل الحریۃ' ص ۷۱)

سب سے بڑھ کر آپ کا وصف عشق رسول تھا فرماتے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت سر آنکھوں پر قبول میرے ماں باپ ان پر فدا ہوں، ہم ان کے ارشاد کی مخالفت نہیں کر سکتے (کتاب المیزان از شعرانی)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں

اللہ کریم جل جلالہ نے آپ کو سیرت و کردار کی جملہ خوبیوں سے آراستہ فرمایا تھا جس نے آپ کو دیکھا آپ کا ہوگیا جس نے آپ کی زندگی کا مطالعہ کیا وہ متاثر ہوا چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ آج تک ملت اسلامیہ کے بڑے بڑے مفکرین ومتصوفین نے آپ کے حضور اپنی عقیدت وارادات کے پھول نچھاور کئے ہیں سب سے پہلے ہم حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث نقل کرتے ہیں کہ آپ نے کس طرح اپنے اس عظیم غلام اور محبوب ہستی کی خبر دی۔ فرمایا

☆ لو کان الایمان عند الثریا لذهب به رجل من ابناء فارس حتی یتناوله یعنی اگر ایمان ثریا کے پاس ہوا تو اہل فارس میں سے ایک آدمی وہاں بھی پہنچے گا اور اسے حاصل کرے گا (رواہ مسلم)

☆ لو کان العلم بالثریا یتناوله رجال من ابناء فارس، یعنی اگر علم ثریا کے پاس ہوا تو فارس کے افراد اسے حاصل کرلیں گے (رواہ ابونعیم)

☆ صحیح بخاری میں بھی قدرے اختلاف الفاظ کے ساتھ حدیث موجود ہے۔

☆ ”اگر ایمان ثریا کے پاس لٹکا ہوگا تو عرب اس کو نہ پاسکیں گے البتہ فارس والے اسے حاصل کرلیں گے“ (رواہ طبرانی)

حضرت امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

میں کہتا ہوں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یقیناً ان حدیثوں میں امام ابو حنیفہ قدس سرہ کی خبر دی ہے جس کی روایت ابو ہریرہؓ نے کی ہے (بعض سعد بن عبادہؓ اور ابن مسعودؓ سے مروی ہیں) (تبییض الصحیفہ، ص ۳)

اہلِ نظر کی نظر میں

اب ان احادیث صحیحہ کا فیضان دیکھیں کہ ہر منصف مزاج آپ کا قدر دان نظر آتا ہے۔

امام باقرؒ: فرماتے ہیں ابوحنیفہ کا طریقہ کیا ہی اچھا اور فقہ کیا ہی زیادہ ہے (الانتقا از ابن عبدالبر ص ۱۲۴)

سفیان بن عیینہ علیہ الرحمہ: فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوحنیفہ جیسا انسان نہیں دیکھا (مناقب الامام ابی حنیفہ، ص ۲۷)

یزید بن ہارون علیہ الرحمہ: فرماتے ہیں میں نے ان کے ہم عصر جتنے بھی دیکھے سب کو یہی کہتے ہوئے سنا کہ اس نے امام ابوحنیفہ سے بڑا کوئی فقیہہ نہیں دیکھا (اخبار ابی حنیفہ، ص ۳۶)

عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ: فرماتے ہیں ابوحنیفہ اگر کہہ دیں کہ یہ ستون سونے کا ہے تو ویسے ہی نکل آئے کہ انہیں فقہ میں ایسی توفیق حاصل ہے (ایضاً، ص ۷۴)

امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں کہ **ھذا ابو حنیفہ من افقہ اھل بلدہ** یہ ابو حنیفہ اپنے ملک کے سب سے اونچے فقیہ ہیں۔ (المناقب جلد ۲، ص ۳۲)

یحیٰ بن معین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں عدول، ثقہ، سراپا عدل، قابل اعتبار اس کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے جس کے ابن مبارک اور وکیع بھی معترف ہیں (مناقب ابی حنیفہ، ص ۱۰۱)

نصر بن شمیل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں لوگ فقہ میں سوئے ہوئے تھے امام ابوحنیفہ نے ان کو اپنی تشریح و بیان سے بیدار کیا (تہذیب الاسماء، ص ۷۰۳)

امام مسعر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میں نے ایسا شخص نہیں دیکھا جسنے فقہ میں امام ابوحنیفہ سے بہتر کلام کیا ہو (ایضاً)

امام ابو نعیم علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ مسائل کے غواص تھے (ایضاً)
امام مالک بن انس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ابو حنیفہ ایسے آدمی تھے کہ اگر ستون کو دلائل سے ثابت کرنا چاہیں کہ سونے کا ہے تو کر سکتے تھے (تاریخ بغداد جلد ۱۳، ص ۳۳۷)

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ **الناس عیال علی ابی حنیفہ فی الفقہ** لوگ فقہ میں ابو حنیفہ کے عیال ہیں (حیواۃ الحیوان جلد ۱، ص ۱۲۲، تہذیب التہذیب جلد ۱۰، ص ۴۵۰، تذکرۃ الحفاظ جلد ۱، ص ۱۵۱، وفیات الاعیان جلد ۲، ص ۱۶۴) جو فقہ کو سیکھنا چاہے وہ اصحاب ابو حنیفہ کا دامن تھام لے (تبییض الصحیفہ، ص ۱۹)

خلیفہ منصور: کا قول ہے **ھذا عالم الدنیا الیوم** ابو حنیفہ آج دنیا کا بلند پایہ عالم ہے (ایضاً، ص ۲۰)
حسن بن عمارہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بے شک آپ فقہ میں کلام کرنے والوں کے سردار ہیں اور کوئی آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا لوگ آپ کی نسبت حسد سے کام لیتے ہیں (ایضاً، ص ۲۱)
امام ثوری علیہ الرحمہ: ابو حنیفہ **افقہ اھل الارض** زمین پہ سب سے بڑے فقیہ ہیں (الخیرات الحسان ص ۳۲)
ابو عاصم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم میں ابو حنیفہ کو ابن جریج سے بڑا فقیہ مانتا ہوں (ایضاً، ص ۳۲)
امام شمس الدین بابلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اگر کوئی پوچھے کہ افضل الائمہ کون ہیں تو ہم جواب دیں گے ابو حنیفہ (الجواہر المنیفہ جلد ۱، ص ۹)
امام شعرانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تو علم کے بغیر امام اعظمؒ کی شان میں رخنہ ڈالنے والوں کے ساتھ سے بچ کہ دنیا و آخرت کا نقصان اٹھائے کیونکہ

امام اعظمؒ قرآن و حدیث کے پابند اور رائے سے بیزار تھے جو امام اعظمؒ کے مذہب کی تحقیق کرے گا اسے سب سے زیادہ احتیاط والا پائے گا جو اس کے سوا کہے وہ جاہل ہے (کتاب المیزان' جلد ا' ص ۶۳)

علامہ ابن خلدون علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: انه کبار المجتهدین فی علم الحدیث اعتماد مذهبه بینهم والتعویل علیه واعتباره رداوقبولا وہ عظیم مجتہدین میں سے ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ ان کے مذہب پر اعتماد کیا جاتا ہے اور ردوقبول میں انکا اعتبار قائم ہے (مقدمہ' ص ۲۶۴)

علامہ ابن خلکان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مناقبه و فضائله کثیره ان کے مناقب وفضائل کثیر ہیں (وفیات الاعیان جلد۲' ص ۱۶۵)

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں سبحان اللہ وہ علم' ورع' زہد اور عالم آخرت کو اپنانے میں سب سے آگے ہیں کہ وہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ (مناقب الامام ابی حنیفہ ص ۲۷)

یحی بن سعید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اللہ جل جلالہ سے علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا ان سے صحابہ کو ان سے تابعین کو پھر تابعین سے امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کو ملا چاہے کوئی خوش ہو یا نا خوش (تاریخ بغداد جلد ۱۳' ص ۳۳۶)

علامہ ابن کثیر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں وہ امام ہیں' عراق کے فقیہ' اسلام کے آئمہ میں سے اور بڑی شخصیتوں میں سے ایک ہیں (البدایہ والنہایہ جلد ۱۰' ص ۱۰۷)

امام ذہبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وہ کبیر الشان ہیں (تذکرۃ الحفاظ' جلد ا' ص ۱۶۸)

قاضی حسین بن محمد مالکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام ثوری سے جب

کوئی پیچیدہ مسئلہ پوچھا جاتا تو فرماتے اس کے پاس جاؤ جس سے ہم حسد کرتے ہیں یعنی ابوحنیفہ (تاریخ الخمیس جلد ۲، ص ۳۶۵)

امام ابو یوسف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو ابوحنیفہ کو اپنے اور اللہ کے درمیان رکھے اس نے اپنا دین بچالیا (اخبار ابی حنیفہ، ص ۷۶)

عبداللہ بن داؤد الخریبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اہل اسلام پر واجب ہے کہ وہ اپنی نماز میں ابوحنیفہ کیلئے دعا کیا کریں کہ انہوں نے ان کے فقہ و حدیث کو بچایا ہے (تاریخ بغداد جلد ۱۳، ص ۳۴۴)

مکی بن ابراہیم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کان ابو حنیفه اعلم اهل زمانه ابوحنیفہ اپنے زمانے کے بہترین عالم دین تھے (الخیرات الحسان، ص ۳۵)

امام موفق بن احمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

هذا مذهب العنمان خير المذاهب
كذى القمر الوضاح خير الكواكب
ولا عيب فيه غبران جميعه
خلا از تخلى عن جميعالمعائب
تفقه فى خير القرون معى التقى
فمذهبه لاشک خير المذاهب
ثلاثه الاف والف شيوخه
واصحابه مثل النجوم التواقب
مذاهب اهل الفقه عنه تقلصت
فاين عن الرومى نسيج العناكب
الاعداء قد اقر بحسنه
واقراره بالحسن ضربه الازب

وکان له صحب بنور علومهم
تجلی عن الاحکام سجف الغیاهب

ترجمہ:

مذہب نعمان سارے مذہبوں سے بہترین
جس طرح تاروں میں روشن ہے مہ روشن جبیں
ہر طرح کے عیب سے محفوظ تر دیکھا جسے
ایسا پاکیزہ کہ عیب اس کے قریب آتا نہیں
دور اعلیٰ میں بنے تقوے سے اعلیٰ وہ فقیہ
اس لئے ہے آپ کا مذہب مذاہب میں حسیں
آپ کو چالیس سو افراد نے بخشے فیوض
آپ کے اصحاب دیں کی انجم ضو آفریں
فقہ کے سارے مذاہب ان کے مذہب سے بنے
پر کہاں مکڑی کے جالے رومی چادر کے قریں
معترف ہیں بدترین دشمن بھی جس کی شان کے
اعتراف اس کی جلالت کا ہے ثابت بالیقیں
آپ کے اصحاب کے انوار علم و فکر سے
وہم کی تاریکیاں احکام سے پیچھے ہٹیں

(المناقب ص ۱۴۶، جلد ۲)

اسحاق بن محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام مالک مسائل میں بعض اوقات امام ابوحنیفہ کے قول کا اعتبار کرتے تھے (المناقب جلد، ص ۳۴)

عبدالعزیز بن ابی سلمہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ اچھی دلیلوں سے استدلال کرتے تھے اس میں کوئی عیب نہیں کہ ہم بھی رائے سے بات کرتے

اور اس کیلئے دلیل لاتے ہیں (المناقب' ص۳۴)

ابو عبدالرحمان مقری فرماتے ہیں کہ ہم سے بادشاہوں کے بادشاہ (ابو حنیفہ) نے روایت بیان فرمائی (حدثنا شاہان شاہ) ایضاً' ص۳۰)

علامہ ابن حجر ہیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جس شخص نے گمان کیا کہ وہ حدیث کی طرف کم توجہ دیتے اس نے تساہل یا حسد کی بنا پر کہا (الخیرات الحسان' ص٦٦)

داتا علی ہجویری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام امامان' مقتدائے اہل سنت' شرف فقہا اور عزت علماء ابو حنیفہ نعمان بن ثابت الخزار مجاہدہ و عبادت میں ثابت قدم بزرگ تھے۔ اصول طریقت میں بڑی شان کے مالک تھے آپ اکثر مشائخ کے استاد تھے چنانچہ فضیل بن عیاض' داؤد طائی اور بشر حافی وغیرہم نے آپ سے فیض حاصل کیا پارسائی میں آپ کے بے شمار مناقب ہیں جو اس کتاب میں نہیں سما سکتے (کشف المحجوب' ص۱۲۷' ص۱۷۰)

حضرت داتا علی ہجویری علیہ الرحمہ نے ایک خواب بھی دیکھا جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام اعظمؓ کو اپنی آغوش رحمت میں اٹھایا ہوا تھا۔ استفسار پر فرمایا یہ تیرا امام اور تیرے دیار والوں کا امام ابو حنیفہ ہے۔ فرماتے ہیں مجھے اس خواب سے تسلی ہوئی اور اپنے شہر سے ارادت ہوگئی چونکہ پیغمبر نے ان کو اٹھایا اس لئے یقیناً ان کے ذاتی صفات فنا ہو چکے تھے اور صفات پیغمبر کے ساتھ صاحب بقا تھے پیغمبر حق سہو و خطا سے بالاتر ہیں جس کو ان کا سہارا نصیب ہو وہ سہو و خطا کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک رمز لطیف ہے (ایضاً' ص۱۷۰' ملخصاً)

مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام نے اپنے ورع و تقویٰ کی برکت اور سنت مبارک کی متابعت کی بدولت اجتہاد میں اور مسائل کے استنباط میں ایسا مرتبہ پایا ہے کہ دوسرے افراد اس کے سمجھنے سے عاجز ہیں مذہب

حنفی کی نورانیت کشفی نظر سے ایک عظیم دریا کی طرح ظاہر ہوتی ہے اور دوسرے مذاہب مثل حوضوں اور نالیوں کے نظر آتے ہیں...... سنت کی پیروی میں حضرت امام سب سے آگے ہیں اللہ جل جلالہ ان کے مخالفین کو توفیق دے کہ دین کے سردار اور اہل اسلام کے رئیس کو برا نہ کہیں اور اسلام کی بڑی جماعت کی دل آزاری نہ کریں فقہ کے بانی حضرت امام ہیں فقہ کے تین حصے ان کو مسلم ہیں ایک چوتھائی میں باقی علما ان کے شریک ... ابو حنیفہ کے مقابلہ میں دوسروں کو باوجود ان کے علم وکمال وتقوی کے بچوں کی طرح سمجھتا ہوں (مکتوب ۵۵، دفتر دوم)

خلیفہ ہارون الرشید نے آپ کے اوصاف سن کر کہا صالحین کے اوصاف ایسے ہی ہوتے ہیں کاتب سے کہا لکھو اور بیٹے سے کہا یاد کر لو (مناقب کردری، جلد ۱، ص ۲۲۶)

جمال الدین ظاہری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ابو حنیفہ کے مناقب بہت ہیں ان کا علم عمیق ہے ان کی شہرت طوالت سے کفایت کرتی ہے اگر میں ان کے مناقب غزیرا اور علوم کثیر کے بارے میں لکھوں تو کئی جلدیں تیار ہو جائیں۔ (النجوم الزاہرہ فی ملوک مصر والقارہ جلد ۲، ص ۱۴)

علامہ دیار بکری علیہ الرحمہ نے ایک شعر لکھا ہے

وتدالله الارض بالا علام المنیفه
کماوتدالحنیفیه بعلوم ابی حنیفه

یعنی اللہ نے زمین میں پہاڑوں کی میخیں لگائیں جیسے ملت حنیفہ کو ابو حنیفہ کے علوم کی میخوں سے برقرار رکھا ہے (تاریخ الخمیس ص ۳۲۹، جلد ۲)

ابو جعفر بیاضی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ علم پراگندہ تھا اور اس قبر والے یعنی ابو حنیفہ نے اسے جمع کر دیا (وفیات الاعیان، جلد ۵ ص ۴۱۴)

علامہ ابن تیمیہ حرانی فرماتے ہیں: فلا یستریب احد فی فقهه و فهمه و علمه و قد نقلوا عنه اشیاء یقصدون بها الشناعه علیه وهی کذب علیه قطعا مثل مسئله الخنزیر البری ونحوا کوئی آپ کی فقہ فہم اور علم میں شک نہیں کر سکتا۔ لوگوں نے آپ سے کچھ باتیں نقل کی ہیں اور ان کا مقصد آپ کو بدنام کرنا ہے اور یہ آپ پر جھوٹ ہے جیسے خنزیر بری کا مسئلہ اور اسی طرح اور (منہاج السنہ' جلد ا' ص ۳۵۹)

خلیفہ مامون رشید عباسی فرماتے ہیں اگر ابوحنیفہ کے اقوال کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے خلاف ہوتے تو ہم ان پر عمل نہ کرتے (المناقب از موفق' جلد۲' ص ۵۵)

اگر تم احتیاط اور اپنی نجات چاہتے ہو تو ابوحنیفہ کے قول پر ہی عمل کرو کسی دوسرے کے قول کی طرف نہ جاؤ (ایضا' جلد۲' ص ۱۵۹)

حافظ یوسف بن عبدالبر مالکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ابوحنیفہ فقہ میں امام تھے ان کی رائے خوب' قیاس عمدہ' مسئلہ لطیف' ذہن اچھا اور عقل بروقت ساتھ تھی۔ ذکاوت اور تقویٰ کے مالک تھے (کتاب الاستغنا بحوالہ عقود الجمان' ص ۲۰۹)

امام حماد فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ اچھی سمجھ اور اچھے حافظے کے مالک ہیں (اخبار ابی حنیفہ)

فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ابوحنیفہ ایک فقیہ آدمی تھے اور فقہ سے مشہور تھے ان کا تقویٰ مشہور تھا مال میں فراخی تھی ہر ایک کے ساتھ بھلائی کرتے علم سکھانے میں ہمہ وقت لگے رہتے تھے۔ ان کی رات اچھی تھی بات کم کرتے حرام و حلال کے مسئلہ میں حق کا بیان اچھی طرح کرتے (تاریخ بغداد جلد ۱۳' ص ۳۴۰)

امام اعمش علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''ابو حنیفہ کے حلقہ میں جاؤ'' اور فرماتے ہیں ''کوئی جائے اور ہمارے لئے ابو حنیفہ سے مناسک حج لکھوا کر لائے'' (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ' ص ۷۰)

امام عمر غزنوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ تمام قاضی اور تمام عادل حضرات زندہ ہوں یا مردہ اپنے احوال میں حضرت امام اعظم مجتہد مقدم کی تقلید کے محتاج ہیں (الغرہ المنیفہ)

حضرت علی خواص علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اگر امام مالک اور امام شافعی کے مقلد انصاف سے کام لیں تو امام ابو حنیفہ کے کسی قول کی تضعیف نہ کریں کیونکہ وہ ان کی مدح اپنے اماموں سے سن چکے ہیں (المیزان' ص ۶۴' فصل اول)

حضرت موسی سینانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ابو حنیفہ نے لوگوں کے سامنے علم کے ایسے نکتے رکھے' ان میں سے کچھ سمجھ گئے اور کچھ نہ سمجھے تو ان سے حسد کرنے لگے' (عقود الجمان' ص ۱۹۹)

شاعر المتنبی کہتا ہے۔

امام دست للعلم فی کنه صدره
جبال جبال الارض فی جنبها قف

وہ ایسے امام ہیں کہ ان کے سینے کے گوشوں میں علم کے باڑ جمے ہوئے ہیں کہ زمین کے پہاڑ ان کے مقابے میں پتھریلے ٹیلوں کے سوا کچھ نہیں (ایضاً' ص ۱۸۴)

امام ابو داؤد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ ابو حنیفہ پر رحم فرمائے وہ امام تھے۔ (عقود الجواہر' ص ۶)

یحیی بن معاذ رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میں نے خواب میں حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو دیکھا اور عرض کیا کہ میں حضور کو کہاں تلاش کروں فرمایا ابو حنیفہ کے علم کے پاس (کشف المحجوب' ص ۲۱۶)

81 | 30

علامہ غسان نیشاپوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں قیاس کی ساری بنیاد ابو حنیفہ نے رکھی، آپ واضح حجت و قیاس لے کر آئے اور اپنی تعمیر کی بنیاد آثار مبارکہ پر قائم فرمائی (اشعار کا ترجمہ)

علامہ ابن عماد حنبلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں آپ بنی آدم کے عقلمند افراد میں سے تھے (شذرات الذہب جلد ۱، ص ۲۲۷)

ولی الدین علیہ الرحمہ صاحب مشکوۃ فرماتے ہیں آپ کو علم باطن حاصل تھا اور آپ دین کی مہمات میں مصروف رہا کرتے تھے علوم شریعت کے امام تھے اگرچہ ہم نے اپنی کتاب مشکوۃ میں ان سے کوئی روایت نہیں لی لیکن اس رسالہ میں ان کا ذکر کر کے ان کی بلندی اور ان کے علم کی کثرت سے برکت حاصل کرتے ہیں (الاکمال فی اسماء الرجال)

داؤد طائی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں آپ وہ تارا ہیں جس کی روشنی میں لوگ سفر کرتے ہیں وہ علم ہیں جس کو مومنوں کے دل لیتے ہیں جو علم ان کے علم سے نہیں وہ علم والے کیلئے آفت ہے بخدا ان کے پاس حلال اور حرام کا علم اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات پانے کا علم ہے (اخبار ابی حنیفہ، ص ۶۷)

حافظ محمد بن میمون علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ کے عہد میں سب سے زیادہ علم و ورع، زہد و معرفت اور فقہ میں ابو حنیفہ ہی تھے (الخیرات الحسان ص ۳۲)

حافظ عبدالعزیز رواد علیہ الرحمہ: ابو حنیفہ سے جو محبت کرے وہ سنی ہے اور جوان سے بغض رکھے وہ بدعتی ہے ہمارے اور لوگوں کے درمیان ابو حنیفہ ہیں۔ (ایضا)

خواجہ محمد پارسا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نازل ہونے کے بعد ابو حنیفہ کے مذہب کے مطابق عمل کریں گے (فصول ستہ بحوالہ

مکتوب ۵۵ دفتر دوم از مجدد الف ثانی)

نوٹ: عیسیٰ علیہ السلام کی شان سے بعید ہے کہ وہ کسی امام فقہ کے معاذ اللہ مقلد ہوں اور یہاں صرف یہ مراد ہے کہ ان کے فقہی ارشادات واعمال سے فقہ حنفی کی تائید ہوگی اور یہ حضرت امام اعظم کی حقانیت و ثقاہت کی روشن ترین دلیل ہے۔

حضرت حسن بن صالح علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: امام ابو حنیفہ ناسخ حدیث کی منسوخ حدیث سے زیادہ تلاش کرتے تھے اور حدیث پر عمل پیرا ہوتے تھے جب رسول اللہ اور آپ کے اصحاب باصفا سے ثابت ہو جاتی، آپ کوفہ والوں کی حدیث اور ان کی فقہ کے جاننے والے تھے اور اہل شہر کے طریقہ کے پابند تھے آپ فرماتے کہ اللہ کی کتاب اور رسول اللہ کی حدیث میں ناسخ ومنسوخ ہے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری عمل مبارک پر نظر رکھتے (المناقب از موفق، جلد ا، ص ۸۹)

خواجہ فرید الدین عطار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شرع وملت کے چراغ دین و دولت کی شمع نعمان بن ثابت..... امام اعظمؓ کی صفت تمام زبانوں نے کی۔ آپ تمام ملتوں میں مشہور ہوئے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر حاضر ہوئے تو عرض کی السلام علیکم یا سید المرسلین جواب آیا وعلیکم السلام امام المسلمین (تذکرہ الاولیا ذکر ابوحنیفہ)

شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں امام ابو حنیفہ کے مذہب کی اصل حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے فتوے حضرت علیؓ کے فیصلے اور فتوے قاضی شریح کے فیصلے کوفہ کے قاضیوں کے فیصلے (جوکہ قرآن و حدیث کی روشنی میں ہوا کرتے تھے) ہیں اللہ جل جلالہ نے جس قدر توفیق دی۔ انہوں نے ان کو جمع کیا پھر ان آثار میں وہی تتبع وغیرہ اختیار کیا جوکہ اہل مدینہ کی آثار میں مدینہ کے

علماء نے کیا اور جس طرح انہوں نے تخریج مسائل کی انہوں نے بھی کی (حجتہ اللہ البالغہ (عربی اردو) جلد اول ص ۳۵۱)

فرماتے ہیں مجھے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتایا کہ مذہب حنفی سنت کے زیادہ موافق ہے۔ (فیوض الحرمین)

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں۔ اولیا نے فرمایا ہے کہ امام اعظم اور امام ابو یوسف سرداران اہل کشف و مشاہدہ ہیں فتویٰ رضویہ جلد اول ص ۲۴۵

شاہ ولی اللہ حضرت خواجہ دوست محمد قندہاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں آج کل کے زمانے میں ایک فرقہ ظاہر ہوا ہے انہوں نے اپنا نام ''اہل حدیث'' رکھا ہے اور وہ اپنے خبث باطن اور خراب عقیدے کی بنا پر ہمارے امام حضرت نعمان بن ثابت الکوفی امام المفسرین والمحدثین پر زبان درازی کرتے ہیں اور اب یہ فقیر حضرت امام اعظم کے فضائل بیان کرتا ہے جو ایک سمندر بے کنار کا ایک قطرہ ہیں اور ساتھ ہی ان گمراہوں کے مقابلہ میں کچھ دلائل بھی بیان کرتا ہے۔ (المتجلیات الدوستیہ ص ۲۶۵)

امام اعظم اور علم حدیث

غیر مقلدین حضرات کے نزدیک حضرت امام اعظمؓ حدیث میں بالکل نابلد ہیں اس طرز فکر پر خود غیر مقلدین کے مقتدر عالم جناب داؤد غزنوی صاحب نے اظہار افسوس کیا ہے کہتے ہیں۔

جماعت اہل حدیث کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بددعا لے کر بیٹھ گئی ہے ہر شخص ''ابوحنیفہ'' کہہ رہا ہے کوئی بہت ہی عزت کرتا ہے تو امام ''ابوحنیفہ'' کہہ دیتا ہے پھر ان کے بارے میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے یا زیادہ سے زیادہ گیارہ اگر کوئی بڑا احسان کرے تو وہ سترہ حدیثوں کا عالم گردانتا ہے جو لوگ اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں یہ نقطہ

نظر رکھتے ہوں ان میں اتحاد و یک جہتی کیوں کر پیدا ہو سکتی ہے (حضرت مولانا داؤد غزنوی ص ۱۳۶)

جناب داؤد غزنوی صاحب کے اس تبصرے کے بعد کچھ اور لکھنا فضول ہے البتہ یہ بتانا نہایت ضروری امر ہے کہ امام اعظمؓ کا علم حدیث میں کیا مقام تھا اس بارے میں بھی ہم ملت اسلامیہ کے نامور ائمہ فن کے اقوال پیش کرتے ہیں۔

☆ حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تم پر لازم ہے اثر کا علم حاصل کرنے کیلئے ابو حنیفہ کی صحبت لازم ہے کہ انہیں سے حدیث کا معنی اور تاویل مل سکتی ہے (المناقب، ص ۳۰۷)

یاد رہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک عظیم محدث تھے وہ ایک ایسے آدمی سے تحصیل حدیث کا مشورہ کیسے دے سکتے ہیں جو حدیث کو نہیں جانتا۔

☆ صدر الائمہ موفق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے کتاب الآثار کو چالیس ہزار احادیث سے منتخب فرمایا (المناقب ص ۸۴)

☆ امام علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام اعظم نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار سے زیادہ حدیثیں بیان فرمائی ہیں جبکہ چالیس ہزار سے کتاب الآثار کو منتخب فرمایا ہے (مناقب الامام ذیل الجواہر المضیۃ جلد ۲، ص ۴۷۴)

☆ ابن حجر ہیتمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام نے چار ہزار مشائخ کرام سے جو کہ آئمہ تابعین تھے اور دوسرے حضرات سے روایت کی ہے اس لئے علامہ ذہبی اور دوسرے علماء نے آپ کو حدیث کے حفاظ میں شمار کیا اور جس شخص نے گمان کیا کہ وہ حدیث کی طرف کم توجہ دیتے اس نے تساہل یا حسد کی بنا پر کہا (الخیرات الحسان ص ۶۶)

☆ مسعر بن کرام علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ طلبت مع ابی حنیفه الحدیث فغلبنا میں نے ابو حنیفہ کے ساتھ حدیث کی تحصیل کی وہ ہم سب پر

غالب تھے (مناقب للذہبی ص ۲۷)

اور سب سے بڑھ کر حضرت امام خود فرماتے ہیں کہ میرے پاس ذخیرہ حدیث کے بہت صندوق ہیں جن میں سے بہت تھوڑا حصہ انتفاع کیلئے نکالا ہے (المناقب از موفق) غیر مقلدین حضرات نے ابن خلدون کے حوالے سے یہ پراپیگنڈہ کیا ہے کہ امام کو سترہ حدیثیں یاد تھیں حالانکہ ابن خلدون نے حضرت امام کو حدیث کے کبار مجتہدین میں شمار کیا ہے اور رد و قبول کے سلسلہ میں ان کے مذہب کو قابل اعتماد کہا ہے (مقدمہ، ص ۳۸۴) باقی انہوں نے جو یہ کہا کہ فابو حنیفةؓ یقال بلغت روایته الی سبعه عشر حدیثا او نحوها ابوحنیفہؒ سے سترہ یا اس کے لگ بھگ حدیثیں مروی ہیں اس کی ہم مختلف پہلوؤں سے تشریح کرتے ہیں۔

(۱) ایک ہے اخذ حدیث یعنی حدیث حاصل کرنا اور دوسرا ہے روایت حدیث یعنی حدیث پھیلانا اور پڑھنا ابن خلدون کے قول سے روایت حدیث کی قلت ثابت ہوتی ہے اخذ حدیث کی ہرگز نہیں اور روایت حدیث میں قلیل ہونا کوئی جرم اور علم حدیث میں بے بضاعت ہونے کی دلیل نہیں علامہ ابن حجر نے کیا خوب کہا ہے کہ ''وہ مسائل کے استنباط میں مصروف تھے اس لئے ان کی روایتیں پھیل نہیں سکیں جس طرح حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ کی روایات ان کی مصروفیات کی وجہ سے کم ہوئیں یہ حضرات عوام کے مصالح میں مشغول تھے''۔

اب یہ کہنا کہ حضرت صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان غنی اور علی المرتضیٰؓ کا پایہ حضرت ابو ہریرہ یا دوسرے صحابہ کرام سے کمزور تھا بہت افسوس ناک اور علم حدیث کے ساتھ کھلا مذاق ہے اسی طرح امام مالک اور امام شافعی کی روایات ان حضرات سے کم ہیں جو روایات کے پھیلانے میں فارغ تھے، اس سلسلہ میں ابو زرعہ اور ابن معین کی مثال دی جا سکتی ہے کیا کوئی ان حضرات کو امام مالک اور امام شافعی پر فوقیت دے سکتا ہے لہٰذا روایت حدیث میں قلیل ہونے کو اخذ

حدیث میں قلیل ہونے پر قیاس کرنا بہت بڑا تعصب ہے اور ابن خلدون کے کلام میں بہت بڑی تحریف ہے علامہ ابن خلدون خود فرماتے ہیں۔

قد تقول بعض المبغضين المتعسفين الى ان منهم من كان قليل البغاعه فى الحديث فلهذا قلت روايته ولا سبيل الى هذا المعتقد فى كبار الانمه كان الشريعه انما توخذ من الكتاب والسنه' بعض گمراہ دشمنوں نے تو یہاں تک جھوٹ باندھا ہے کہ بعض ائمہ کبار حدیث میں نا اہل تھے اس لئے ان کی روایات کم ہیں۔ آئمہ کبار کی نسبت یہ اعتقاد کوئی حقیقت نہیں رکھتا کیونکہ شریعت تو کتاب وسنت سے ماخوذ ہے۔ (مقدمہ ص ۲۶۳)

(۲) ابن خلدون نے جو کہا کہ امام اعظمؒ سے سترہ یا اس کے لگ بھگ حدیثیں مروی ہیں تو یہ ان کا اپنا قول نہیں انہوں نے اسے صیغہ مجہول کے ساتھ نقل کیا ہے یعنی یقال کہہ کر اس قول کے ضعف پر مہر تصدیق ثبت کی ہے۔

(۳) ابن خلدون عظیم مورخ تو ہیں محدث نہیں اس لئے انہیں آئمہ کرام کی روایات کا علم کم ہے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے امام مالک کی مرویات کی تعداد موطا میں تین سو بتائی ہے۔ فرماتے ہیں۔

"ومالك رحمه الله انما صح عنده مافى كتاب الموطا وغايتها ثلاث مائه حديث اونحوها" (مقدمہ)

اور امام احمد بن حنبل کی مرویت مسند احمد میں پچاس ہزار بیان فرماتے ہیں

"واحمد بن حنبل رحمه الله فى مسنده خمسون الف حديث" حالانکہ اہل علم سے مخفی نہیں کہ یہ تعداد غلط ہے موطا شریف میں سترہ سو ہیں اور مسند احمد میں تیس ہزار احادیث مروی ہیں جیسا کہ شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ اگر ابن خلدون سے امام مالک اور امام احمد کے بارے میں تساہل ہوسکتا ہے تو امام اعظم کے بارے میں کیوں نہ ہوگا نیز اس سے غیر

مقلدین کی حضرت امام سے دشمنی بھی ظاہر ہوتی ہے کہ انہوں نے محدثین کرام کے اقوال پر اعتبار کی بجائے ایک مورخ کے نقل کردہ انتہائی مجہول قول کو سامنے رکھا گویا

مٹ گئی بربادی دل کی شکایت دوستو
اب گلستاں رکھ لیا ہے میں نے ویرانے کا نام

(۴) امام اعظم روایت حدیث میں قلیل نہیں اس اجمال کی تفصیل دیکھنی ہو تو آپ کے بلند پایہ شاگردوں اور آپ سے روایت لینے والوں کی تعداد پر غور کرنا چاہیے حافظ محمد بن احمد الذھبی الشافعی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے۔

آپ سے محدثین اور فقہا نے کثیر روایات حاصل کی ہیں کہ ان کو شمار نہیں کیا جا سکتا آپ کے اقران میں سے مغیرہ بن مقسم، زکریا بن ابی زائدہ، مسعر بن کرام، سفیان ثوری، مالک بن مغول، یونس بن ابی اسحاق اور انکے بعد کے زائدہ بن شریک، حسن بن صالح، ابو بکر بن عیاش، عیسی بن یونس، علی بن مسہر، حفص بن غیاث، جریر بن عبدالحمید، عبداللہ بن مبارک، ابو معاویہ، وکیع، المحاربی، ابو اسحاق الفرازی، یزید بن ہارون، اسحاق بن یوسف الرزاق، المعافی بن عمران، زید بن حباب، سعد بن صلت، مکی بن ابراہیم، ابو عاصم النبیل، عبدالرزاق بن ہمام، حفص بن عبدالرحمٰن، عبیداللہ بن موسیٰ، ابو عبدالرحمٰن المقری، محمد بن عبداللہ انصاری، ابو نعیم، ہوذہ بن خلیفہ، ابو اسامہ، ابو یحیی الحمانی، ابن نمیر، جعفر بن عون، اسحاق بن سلیمان اور خلق خدا، (مناقب الامام ابی حنیفہ، ص۱۲)

اور علامہ شمس الدین شامی علیہ الرحمہ نے آپ سے روایات اخذ کرنے والوں کے نام درج کئے ہیں جن کی تعداد تقریبا نو سو چوبیس ہے۔ (عقود الجمان، باب ۴، د) اسی طرح خطیب بغدادی نے بھی کافی تعداد کا ذکر کیا ہے۔ حافظ کردری علیہ الرحمہ نے صرف ایک محدث حضرت عبداللہ بن یزید مکی علیہ الرحمہ

کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے حضرت امام سے نو سو احادیث مبارکہ حاصل کی ہیں (مناقب کردری، ص ۴۹۸)

پھر آپ سے پندرہ مسانید منقول ہیں جن میں سے چار کو ان کے عظیم تلامذہ نے بلا واسطہ جمع کیا ہے علامہ زاہد کوثری نے امام دارقطنی اور ابن شاہین کے حوالے سے لکھا ہے کہ خطیب بغدادی کے پاس بھی دارقطنی اور ابن شاہین کی مسند ابی حنیفہ تھیں یہ دو مسندیں ان پندرہ کے علاوہ ہیں (امام اعظم اور علم حدیث بحوالہ تقدمہ نصب الرایہ، ص ۳۸۹) ان مسانید کے علاوہ امام ابو یوسف کی کتاب الخراج عبدالرزاق کی مصنف، ابن ابی شیبہ کی مصنف اور امام محمد کی موطا میں ہزاروں روایات آپ سے متصلا لی گئی ہیں پھر اپنی کتاب الآثار جس کو چالیس ہزار احادیث سے منتخب فرمایا ہے ان حقائق کے ہوتے ہوئے بھی کوئی سترہ روایات کی رٹ لگائے تو تاریخ حدیث کو مسخ کرنے کے مترادف ہے۔

(۵) امام اعظمؒ کے پاس اگر سترہ احادیث کا ہی ذخیرہ ہوتا تو بڑے بڑے محدثین اور نادر روزگار فقہا چند دن کے بعد آپ سے منہ موڑ لیتے جبکہ اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ امام بخاری کے استاد حضرت مکی بن ابراہیم نے اپنے اوپر سماعِ حدیث کیلئے امام اعظمؒ کے درس کو لازمی قرار دیا تھا (المناقب از موفق جلد ۱، ص ۳۰۳) اور حافظ ابن عبدالبر نے امام وکیع کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے حضرت امام سے احادیث کا بہت زیادہ سماع کیا تھا۔

امام اعظم کی ثقاہت

غیر مقلدین حضرات امام اعظم کو ضعیف کہتے ہیں۔ دلیل یہ کہ امام بخاری نے اپنی کتاب الضعفاء میں نقل کیا ہے یہاں ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ جب آدمی دن کو رات کہنے پر تلا ہو تو اسے کون روک سکتا ہے جس عظیم انسان نے صحابہ کرام سے حدیث لی ہو تابعین کی کثیر تعداد کو دیکھا ہو بلکہ خود اس طبقہ میں

نمایاں ترین مقام کا حامل ہو جس کے زہد و تقویٰ خلوص و احتیاط کی اس کے جلیل القدر معاصرین نے گواہی دی ہو پھر سب سے بڑھ کر جس کی بشارت خود سرور عالم مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دی ہو اور اس کو بخاری و مسلم نے اپنی صحاح میں درج کیا ہو اگر وہ بھی ضعیف ہے تو یہ غیر مقلدین کہاں سے ثقہ ہو گئے؟

باقی رہ گئی امام بخاری کی بات تو ہم ان کی جلالت علمی اور ثقاہت فکری کو تسلیم کرتے ہیں کہ انہوں نے کس بنیاد پر حضرت امام کا ذکر کتاب الضعفا میں کیا ہے یہی نا کہ كان مرجسا سكنوا عن روايته وعن حديثه وہ مرجی تھے اور لوگوں نے ان سے روایت و حدیث لینے میں سکوت کیا ہے (معاذ اللہ) حضرت امام پر مرجی ہونے کا الزام اتنا غلط ہے کہ دلیل کی بھی ضرورت نہیں خود حضرت امام نے اپنی مشہور تالیف فقہ اکبر میں ارجاء کی تردید فرمائی اور علامہ مرغینانی نے آپ کا قول لکھا کہ اهل الارجاء الذين يخالفون الحق فكانوا بالكوفه اكثر و كنت اقهرهم بحمدالله' کوفہ میں مرجی کثرت سے رہتے تھے جو حق کے خلاف تھے اور میں ان سے مناظرے میں جیت جاتا تھا (کشف الاسرار بحوالہ مناقب الامام الاعظم جلد۱ص۹) علامہ عبدالکریم شہرستانی شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ فلا يبعدان اللقلب انما لزمه من فريقى المعتزله والخوارج بعید نہیں کہ امام صاحب کو یہ الزام معتزلہ اور خوارج نے دیا ہو (الملل والنحل جلد۱ ص۹۷ ذکر مرجئہ) اسی طرح شرح مواقف اور عقود الجواہر وغیرہ میں اس کی سخت تردید ہے لہٰذا کہا جا سکتا ہے کہ امام بخاری سے تسامح ہوا ہے علاوہ ازیں غیر مقلدین حضرات کے اس الزام کا تجزیہ ہم یوں کرتے ہیں کہ اگر حضرت امامؒ کے ارجاء کی وجہ سے آپ کی روایات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتیں تو یہ الزام امام بخاری پر بھی عائد ہو سکتا ہے کیونکہ انہوں نے اپنی صحیح میں تقریباً سولہ

راویوں سے روایت لی ہے جو مرجئی ہونے میں مشہور تھے (تہذیب التہذیب میں اس کی تفصیل موجود ہے) نیز چار روای نسب کے علمبردار تھے تقریبا ستائیس شیعہ پچیس قدری چار خارجی اور چار جہمی ہیں (یہ کتاب المعارف اور میزان الاعتدال میں دیکھا جا سکتا ہے) صحیح بخاری کے انہی رواۃ کی بنا پر کہا گیا ہے کہ اس میں بھی ضعیف روایات درج ہیں یہی حال مسلم کا ہے علامہ علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

امام بخاری کے چار سو پینتیس راویوں میں سے ۸۰ راوی ضعیف ہیں اور مسلم کے چھ سو بیس راویوں میں سے ایک سو ساٹھ راوی ضعیف ہیں کذا ذکرہ السخاوی فی شرح الفیۃ العراقی (مصطلحات اہل الاثر علی شرح نخبۃ الفکر)

اور محقق علی الاطلاق علامہ ابن ہمام علیہ الرحمتہ نے فرمایا ہے۔

جس نے کہا ہے کہ احادیث میں سب سے زیادہ صحیح وہ حدیث ہے جو بخاری ومسلم میں ہے یا بخاری ، مسلم کی شرطوں پر کسی اور نے روایت کی یہ قول بلا دلیل ہے اس کی تقلید جائز نہیں کیونکہ بخاری ومسلم میں کثرت سے ایسی روایات ہیں جن کے راوی جرح سے نہیں بچ سکے (فتح القدیر باب النوافل' جلد۱)

اب ائمہ فن کی ان تصریحات کی موجودگی میں غیر مقلدین کا یہ کہنا کہ ہم تو بس بخاری ومسلم کو ہی قبول کریں گے صحیحین سے روایت لاؤ بڑے رحم دل واقع ہوں تو کہتے ہیں کہ چلو دوسری صحاح ترمذی' ابو داؤد' ابن ماجہ اور نسائی سے اخذ کر لو سوچنا چاہیے کہ جب بخاری ومسلم کا یہ حال ہے تو باقی کیسے ضعیف روایات سے محفوظ ہو سکتے ہیں۔ دریں حالات اگر صحاح ستہ کو صحیح روایات کا مجموعہ کہا گیا ہے تو صرف اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ ان میں صحیح روایات کی کثرت ہے یہ نہیں کہ ان میں ضعیف روایات موجود ہی نہیں۔

دوسری طرف جس امام جلیل اور مجتہد عظیم کو ضعیف کہا جاتا ہے اس کے

پاس ضعیف روایات لینے کا ذریعہ ہی کوئی نہیں وہ یا تو صحابہ سے روایت لیتے ہیں جیسا کہ امام سیوطی علیہ الرحمہ نے اسناد لکھی ہیں مثلا

(۱) عن ابی یوسف عن ابی حنیفه سمعت انس ابن مالک یقول سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول طلب العلم فریضة علی کل مسلم (تبیض الصحیفہ)

(۲)عن یحیی بن قاسم عن ابی حنیفه سمعت عبدالله بن ابی اوفی یقول سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم من بنی لله مسجدا ولو کمفحص قطاه بنی الله له بیتا فی الجنه (ایضاً)

صحابہ کرام سے روایت بلاواسطہ اخذ کرنا حضرت امام کا وہ اعزاز ہے جو ان کے بعض معاصر محدثین حضرت امام مالک وغیرہ کو بھی حاصل نہیں۔

یا پھر تابعین کرام کی کثرت جماعت سے روایت لیتے ہیں جن کی شان وعظمت صحیح احادیث سے ثابت ہے یہاں یہ نہ کہا جائے کہ امام نے حضرت امام مالک سے بھی روایات لی ہیں جیسا کہ علامہ شبلی نعمانی جیسے مورخ نے بھی کہہ دیا ہے (سیرت النعمان، ص ۵٦) کیونکہ حضرت حافظ عسقلانی نے اسے قبول نہیں کیا فرماتے ہیں لما یثبت روایه ابی حنیفه عن مالک بلکہ حضرت امام مالک کا حضرت امامؒ کے شاگرد حضرت امام محمد سے استفادہ ثابت ہے۔ امام محمد نے سماع حدیث کیلئے تین سال امام مالک کے پاس بسر کئے اس دوران امام مالک نے ان سے امام اعظمؒ کے اصول وقواعد حاصل کئے یہی سبب ہے کہ آپ کی ترتیب کردہ دس ہزار حدیثوں پر مشتمل ''موطا'' سترہ سو بیس حدیثوں پر رک گئی جن میں چھ سو مسند، دو سو بائیس مرسل، چھ سو تیرہ موقوف، روایات اور دو سو پچاس تابعین کے اقوال ہیں (مصفی شرح موطا از شاہ ولی اللہ)

حضرت عبداللہ بن داؤد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امامؒ سے پوچھا کہ

آپ نے تابعین کرام میں سے کن کن کی صحبت سے فیض اٹھایا آپ نے فرمایا قاسم، سالم، طاؤس، عکرمہ، مکحول، عبداللہ بن دینار، حسن بصری، عمر بن دینار، ابو الزبیر، عطا، قتادہ، ابراہیم شعبی، نافع و امثالھم یعنی اور ان جیسوں کی (مسند ابو حنیفہ کتاب الفضائل)

بتایئے ان بزرگان دین میں سے کون ہے جس کی جناب سے آپ کو ضعیف روایت کی توقع ہے اسی لئے حضرت امام کی روایت کی ثقاہت پر امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ نے کیا خوب تبصرہ فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فضل فرمایا کہ میں نے ابو حنیفہ کی تین مسانید کا مطالعہ کیا میں نے دیکھا کہ امام ابو حنیفہ ثقہ اور صادق تابعین کے سوا کسی سے روایت نہیں کرتے جن کے حق میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیر القرون ہونے کی گواہی دی ہے جیسے علقمہ، عطا، عکرمہ، مجاہد، مکحول اور حسن بصری وغیرہ امام اعظم اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان سب راوی عدل کے مالک ثقہ اور بزرگ ہیں جن کی طرف کذب کی نسبت نہیں کی جا سکتی۔ (میزان الشریعہ الکبریٰ، جلد ۱، ص ۶۸)

حضرت محدث کبیر عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں۔

روی الاثار عن نبل ثقات.
غزار العلم مشیخته حصیفه

یعنی آپ نے ''کتاب الآثار'' میں وسیع علم والے ثقہ اور معزز بزرگوں سے روایت لی ہے۔ (المناقب از موفق) حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں جب بھی کوئی مسئلہ میں میرا اختلاف ہوا اور میں نے پورے تدبر سے کام لیا تو حضرت امام کا ہی مسلک نجات دہندہ ثابت ہوا احادیث کی طرف نظر دوڑائی تو وہ حدیث صحیح کی بھی زیادہ ہی بصیرت رکھتے تھے (الخیرات الحسان) حضرت انسؓ

کے شاگرد امام اعمش علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں ابوحنیفہ تم نے تو حدیث و فقہ کے کنارے لے لئے ہیں (ایضاً) اور وکیع علیہ الرحمہ کا بیان نہایت جامع ہے۔

ابوحنیفہ خطا کس طرح کر سکتے ہیں جب کہ ابو یوسف اور محمد و زفر جیسے اصحاب قیاس اور اہل اجتہاد ان کے ساتھ ہیں اور یحی بن زکریا، حفص بن غیاث اور حبان و مندل جیسے حفاظ حدیث اور اصحاب معرفت ان کے ساتھ ہیں اور قاسم بن معن جیسا ادیب اور ماہر لغات ان کے ساتھ ہے اور داؤد طائی اور فضیل بن عیاض جیسے خدا ترس ان کے ساتھ ہیں...... جو شخص اس طرح کی بات کہے وہ حیوان ہے (عقود الجواہر) حضرت یحیی بن معین علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ابو حنیفہ سے صالحوں کی ایک جماعت نے روایت لی ہے وہ روایت میں سچے ہیں (اخبار ابی حنیفہ، ص ۸۰) امام زفر فرماتے ہیں کہ بڑے بڑے محدثین حضرت امام کے پاس آتے اور مشتبہ احادیث کے بارے میں آپ سے پوچھا کرتے تھے (المناقب از موفق، ص ۱۴۸، جلد ۲)

آخر میں ہم امام بدرالدین عینی علیہ الرحمہ کا ارشاد لکھتے ہیں۔

''میں کہتا ہوں کہ یحییٰ بن معین سے امام ابوحنیفہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ثقہ ہیں میں نے کسی کو نہیں سنا کہ آپ کو ضعیف کہا ہو یہ شعبہ بن حجاج آپ کو کہتے ہیں کہ آپ حدیث بیان کریں اور شعبہ اور سعید آپ کو روایت کیلئے کہتے ہیں اور یحییٰ بن معین نے بھی کہا ہے کہ **کان ابو حنیفہ ثقہ من اھل صدق ولم یتھم بالکذب وکان مامونا علی دین اللہ صدوقا فی الحدیث** ابوحنیفہ ثقہ ہیں۔ اہل صدق میں سے ہیں ان پر کذب کی تہمت نہیں وہ دین خدا کے امین اور حدیث میں سچے ہیں۔ عبداللہ بن مبارک، سفیان، اعمش، سفیان، عبدالرزاق، حماد بن زید اور وکیع جیسے ائمہ کبار نے اور ائمہ ثلاثہ مالک و شافعی و احمد وغیرہ نے ان کی تعریف کی ہے اس سے دارقطنی کا ستم اور

تعصب اجاگر ہو گیا ہوگا پس وہ کون ہے جو امام اعظم کو ضعیف کہے وھو مستحق التضعیف وہ خود اس تضعیف کا حقدار ہے کہ اس نے اپنی مسند میں سقیم ومعلول ومنکر وغریب وموضوع روایات نقل کی ہیں اس لیے وہ اس قول کا مصداق ہے جب لوگ امام کی عظمت کو نہ پہنچ سکے تو آپ کے دشمن بن گئے مثل سائر میں ہے کہ سمندر مکھی کے گرنے سے گدلا نہیں ہوتا اور کتوں کے پینے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ وحدیث ابی حنیفه حدیث صحیح اور ابو حنیفہ کی حدیث صحیح ہے امام تو امام ہیں موسیٰ بن ابی عائشہ کوفی ثقات میں سے ہے اور صحیحین کے راویوں میں سے ہے اور عبداللہ بن شداد تابعین اور ثقات میں سے ہے (بنایہ شرح ہدایہ جلد ۱، ص ۷۰۹)

امام اعظم اور اکتساب حدیث

یہ الزام اکثر سننے اور دیکھنے میں آیا ہے کہ امام ابو حنیفہؓ حدیث کا لحاظ نہیں رکھتے۔ حدیث کے مقابلے میں اپنا قول معتبر سمجھتے ہیں یہ کتنا بڑا ظلم ہے اور یہ ظلم صدیوں سے ہوتا چلا آرہا ہے حضرت امام کے دور میں ہی یہ فتنہ عام ہوا تو حضرت امام باقرؓ نے آپ سے گفتگو فرمائی آپ نے انہیں اپنے بارے میں مطمئن کر دیا (الانتقاء قرطبی، ص ۱۲۴) ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق حضرت مقاتل بن حیان اور حماد بن سلمہ وغیرہ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ دین میں کثرت سے قیاس کرتے ہیں آپ نے حضرات علماء سے زوال تک بحث کی اور ثابت کر دیا کہ ان کا مذہب قرآن وحدیث اور صحابہ کرام کی اتباع کا آئینہ دار ہے تو وہ سب حضرت امام کے سر اور گھٹنوں کو چوم کر یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ ہم نے لاعلمی میں آپ کی برائیاں کیں آپ معاف کر دیں آپ نے فرمایا اللہ ہماری اور آپ کی مغفرت فرمائے (المیزان از شعرانی ص ۶۶) مامون رشید کے دور میں کچھ محدثین نے آپ کے بارے میں فتنہ کھڑا کیا تو مامون رشید نے

ان کو لاجواب کیا اور پھر کہا اگر ابو حنیفہ کے اقوال کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف ہوتے تو ہم ان پر عمل نہ کرتے (المناقب از موفق جلد۲، ص۵۵) گویا شروع سے ہی حاسدین و معاندین آپ کے خلاف برسر پیکار ہیں جبکہ علمائے حق تحقیق و جستجو اور عقل سلیم کی روشنی میں آپ کے تفقہ فی الدین کا جائزہ لے کر آپ کے علم و فضل کا اعتراف کرتے رہے ابو الاسود نے کیا خوب کہا ہے۔

حسد والفتی اذا الم ینالو سعیه
فالناس اعداء له و خصوم

آپ امت محمدیہ میں عظیم فقیہہ ہوئے ہیں اور فقاہت بغیر حدیث کے معتبر نہیں جیسا کہ حضرت امام محمد علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ **لا یستقیم الحدیث الا بالرای ولا یستقیم الرای الا بالحدیث**، فقہ کے بغیر حدیث درست نہیں رہتی اور حدیث کے بغیر فقہ (کشف الاسرار شرح منار الانوار از نسفی، ص۵، جلد۱) یہی وجہ ہے کہ محدثین جن کو فقہ میں تبحر اور عبور نہیں تھا ان سے ایسے ایسے ''لطائف'' مروی ہیں کہ خدا کی پناہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کی صحیح کے ابواب اور ان کے تحت احادیث کا اندراج دیکھ کر آپ کی فقاہت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ محدثین کرام صرف احادیث کو جمع کرتے چلے جاتے ہیں ان کے احکام اور ناسخ و منسوخ وغیرہ کا کوئی ادراک نہیں ہوتا جبکہ فقہا ہر حدیث کو خوب جانچتے ہیں اور پھر امام اعظمؒ تو حدیث کے سمندر کے غواص ہیں اس لئے ہر باریک بیں، منصف مزاج اور صاحب علم کو آپ کے مذہب میں کوئی عیب نظر نہیں آتا نیز آپ کا مذہب دو تہائی ملت اسلامیہ نے قبول کیا ہے جس میں نامور فقہا عظیم محدثین اور جید عرفا علیہم الرحمہ شامل ہیں جن مسائل میں آپ پر الزام لگایا جاتا ہے کہ آپ حدیث کے خلاف حکم دیتے ہیں وہ حدیث ان تین حالتوں

سے خالی نہ ہوگی۔ یا منسوخ ہوگی یا نامقبول ہوگی یا خصوصیت پر مبنی ہوگی۔

منسوخ ہوگی

حضرت امام منسوخ حدیث پر عمل نہیں کرتے ناسخ پر عمل کرتے ہیں تو یہ عمل حدیث پر ہی ہوا، ظاہر ہے حدیث کو منسوخ کرنا حدیث کا ہی کام ہے امام اپنے قول سے تو اسے منسوخ نہیں کر سکتے پھر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ امام کا حدیث پر عمل نہیں اس کی واضح مثال تکبیر تحریمہ کے علاوہ نماز میں رفع یدین ہے جو احادیث صحیحہ سے منسوخ ہو چکا ہے۔ غیر مقلدین حضرات منسوخ احادیث پر عمل کرتے ہیں اور الٹا حضرت امام کے خلاف محاذ کھڑا کرتے ہیں کہ ابو حنیفہ حدیث پر عمل نہیں کرتے خدارا انصاف! عمل تو آپ خود نہیں کرتے اگر منسوخ احکام پر عمل کرنا ہی آپ کا دین ہے تو سود و شراب کی حلت کا فتوی بھی دے دو اور ادھر ناسخ احادیث پر عمل کی وجہ سے حضرت امام کی مخالفت کرتے ہو تو پھر حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھی اسی طرح مخالفت کرو کیونکہ انہوں نے آپ کے پسندیدہ فعل کو ختم کر دیا وہ ناسخ احادیث ترمذی، ابو داؤد، نسائی، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند احمد، السنن الکبری، بیہقی، شرح معانی آثار، جامع المسانید، مصنف عبدالرزاق، مسند ابی یعلی، دار قطنی، معجم طبرانی میں موجود ہیں۔ ان سب سے بڑھ کر بخاری و مسلم نے بھی روایت کی ہیں مثلاً بخاری جلد اول میں جو حضرت ابو حمید ساعدی صحابیؓ نے لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز سکھائی ہے اس میں کہیں بھی اس رفع یدین کا ذکر نہیں اسی طرح مسلم نے عباد بن زبیرؓ سے مروی جو حدیث لی ہے اس میں رفع یدین کو بدکے ہوئے گھوڑوں کی دموں سے تشبیہ دی گئی ہے اور حکم دیا گیا ہے اسکنو فی الصلوۃ نماز میں سکون کرو (مسلم جلد ۱ ص ۱۸۱)

پھر خلفائے راشدین اور صحابہ کبار، عبداللہ بن مسعود، ابوہریرہ ابن عمرؓ

حضرت ابن عباسؓ کی مخالفت کرو کہ وہ سب ناسخ احادیث پر عمل کرتے ہوئے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح عظیم تابعین، ابو اسحاق، شعبی، ابراہیم نخعی، اسود بن یزید، علقمہ، قیس بن ابی حازم کا بھی یہی مذہب ہے انہی حقائق کو دیکھتے ہوئے حضرت امامؒ نے عمل فرمایا اور یہ بھی کہہ دیا کہ ترک رفع یدین پر امام مالک کا عمل بھی منقول ہے (المدونہ الکبریٰ) نیز اسی پر اہل مدینہ و اہل کوفہ کا اجماع ہے(ہدایہ المجتہد جلد۱، ص۹۷، ترمذی جلد۱، ص۵۹) بلکہ اور بھی فقہا کا اجماع ہے جیسا کہ ابوبکر بن عیاش علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ **مارایت فقیھا قط یفعلہ یرفع یدیہ فی غیر التکبیرۃ الاولی** (شرح معانی الآثار طحاوی ص ۱۵۶، جلد۱)اب اہل انصاف پر خوب روشن ہوگیا ہوگا کہ اس عمل میں حضرت امامؒ تنہا نہیں اور اسی طرح آمین بالجہر فاتحہ خلف الامام طلاق ثلاثہ کے وقوع وغیرہ مسائل پر آپ کا مذہب آیات و احادیث سے مبرہن و منور ہے۔

نامقبول ہوگی

حضرت امامؒ اس حدیث پر عمل نہیں کرتے جو کسی فنی سقم کی بنا پر نامقبول ہو اس کے برعکس صحیح و محکم حدیث پر عمل کرتے ہیں مثلاً آپ تازہ کھجوروں کی تجارت چھوہاروں کے بدلے جائز قرار دیتے ہیں اہل بغداد نے حدیث بیان کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تازہ کھجوروں کو خشک کھجوروں کے بدلے فروخت کرنے سے روکا ہے امام نے فرمایا یہ حدیث زید بن عیاش پر موقوف ہونے کی وجہ سے نامقبول ہے اس کے برعکس صحیح احادیث سے یہ تجارت جائز ٹھہرتی ہے(فتح القدیر، جلد۵، ص۲۹۶)

خصوصیت پر مبنی ہوگی

حضرت امامؒ اس حدیث پر عمل نہیں کرتے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے ساتھ مخصوص ہوں گی مثلاً غائبانہ نماز جنازہ امام اعظم کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ اس کا تعلق صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہے۔ بخاری کتاب الجنائز میں نجاشی کی غائبانہ نماز جنازہ کا ذکر ہے تو شارحین نے وضاحت کی ہے کہ صحابہ کرام کے نزدیک نجاشی کا جنازہ حضور کی نگاہ نبوت سے اوجھل نہیں تھا (عینی جلد ۴، ص ۲۵) اس عمل کے بعد کوئی حدیث مرفوعاً ثابت نہیں ایک حدیث سے معاویہ بن مزنی کی غائبانہ نماز جنازہ کا ثبوت ملتا ہے تو وہ حدیث ضعیف محض ہے اس کی مختلف اسناد میں بقیہ بن ولید، نوح بن عمر، علاء بن یزید، محبوب بن ہلال جیسے راوی ہیں جن کو آئمہ نے مدلس، منکر الحدیث، متروک الحدیث اور سارق جیسے الفاظ سے یاد کیا ہے اس سے بڑھ کر یہ کہ معاویہ بن معاویہ کوئی صحابی نہیں (الاصابہ، ص ۴۳۸)

اس حدیث پر بھی عمل نہیں کرتے یا اس کے مطابق حکم نہیں دیتے جس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی خاص فرد کیلئے ارشاد فرمایا ہو ترمذی شریف میں ہے کہ جب غیلان بن سلمہ مسلمان ہوئے تو ان کی دس بیویاں تھیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سے جن چار کو اختیار کرنا چاہو کر لو امام اعظم کا مذہب یہ ہے کہ اگر کسی آدمی کی چار سے زیادہ بیویاں ہیں تو پہلی چار کے ساتھ اس کا نکاح صحیح اور ان کے بعد والیوں کا باطل ہے معترضین کہتے ہیں کہ یہاں ان کا مذہب حدیث کے خلاف ہے حالانکہ امام نے یہاں قرآن حکیم کی آیت کو پیش نظر رکھا ہے۔ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلاث و رباع یعنی نکاح میں لاؤ جو عورتیں خوش آئیں دو دو تین تین چار چار (سورۃ النساء) قرآن حکیم سے ثابت ہوا کہ پانچویں اور چھٹے درجے کی عورت سے نکاح باطل ہے۔ اب رہا حدیث ترمذی کا معاملہ تو وہ یا تو قرآن کے اس حکم سے منسوخ ہے یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے خداداد اختیار سے اسے

اس فرد خاص کیلئے مخصص کر دیا۔

نتیجہ فکر

اگر کوئی نظر انصاف سے ان تمام پہلوؤں کو سامنے رکھے اور حضرت امام اعظم کی تعلیمات کا جائزہ لے تو اسے معلوم ہوگا کہ آپ کی کوئی بات قرآن و حدیث اور اتباع صحابہ سے گریزاں نہیں۔ اس پر ہم جید آئمہ کرام کی گواہی بھی نقل کر دیتے ہیں پہلے امام اعظم کا اپنا ارشاد سنئے۔

☆لانقیس الا عندالضرورة الشدیده وذلک اننا ننظر اولا فی دلیل تلک المسئله من الکتاب والسنه واقضیه الصحابه فان لم نجد دلیلا قسنا حینئذ مسکوتا عنه علی منطوق به بجامع اتحاد العلمه بینهما ہم قیاس نہیں کرتے مگر شدید ضرورت کے وقت ہم مسئلہ کی دلیل کتاب اللہ، رسول اللہ کے ارشادات اور صحابہ کی قضایا سے تلاش کرتے ہیں۔ اگر ان میں نہ ملے تو ہم نہ کہے ہوئے کو کہے ہوئے پر علت مشترکہ کی بنا پر قیاس کرتے ہیں (المیزان از شعرانی ص ۶۵) نیز فرماتے ہیں لوگوں پر حیرت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں قیاس پر فتوی دیتا ہوں میں تو اثر پر فتوی دیتا ہوں (الخیرات الحسان)

باقی رہ گئی تابعین کی بات تو آپ فرماتے ہیں فھم رجال ونحن رجال پس وہ بھی مرد ہیں اور ہم بھی مرد ہیں یعنی جسطرح ان کو اجتہاد کا حق ہے ہمیں بھی حق ہے۔

علامہ ابو محمد علی ابن حزم اندلسی فرماتے ہیں کہ اصحاب ابو حنیفہ اس پر متفق ہیں کہ مذہب ابوحنیفہ میں ان ضعیف الحدیث اولی عنده من القیاس والرای ضعیف حدیث بھی قیاس اور رائے سے بہتر ہے (مناقب الامام ابی حنیفہ، ص ۲۱)

شارح مسلم امام نووی فرماتے ہیں کہ حدیث مرسل کے بارے میں امام مالک امام ابوحنیفہ اور امام احمد وغیرہ کا مذہب ہے کہ اسے بطور دلیل پیش کیا جا

سکتا ہے (مقدمہ شرح مسلم جلد ۱، ص ۱۷)

حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ اگر مسئلہ میں صحیح حدیث ملتی ہے تو ابو حنیفہ اس کو لیتے ہیں اور اگر صحابہ یا تابعین سے ہو تو یہی صورت ہے ورنہ وہ قیاس کرتے ہیں اور قیاس اچھا کرتے ہیں (الخیرات الحسان، فصل ۱۱)

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں ابو حنیفہ کے اصحاب کا اتفاق ہے کہ ان کے نزدیک ضعیف حدیث قیاس سے بہتر ہے۔ انہوں نے ضعیف حدیث کی وجہ سے سفر میں کھجور کی نبیذ سے وضو کرنے کو قیاس اور رائے پر مقدم کیا ہے اور ضعیف حدیث کی وجہ سے دس درہم سے کم کی چوری میں ہاتھ کاٹنے سے روکا ہے وہ آثار صحابہ کو قیاس اور رائے پر مقدم رکھتے ہیں۔ یہی امام احمد کا طریقہ ہے اور سلف کے نزدیک ضعیف حدیث کی وہ اصطلاح نہیں جو متاخرین کی ہے جس کو متاخرین حسن کہتے ہیں اس کو سلف نے ضعیف کہا ہوتا ہے (اعلام الموقعین، ص ۷۷، جلد ۱)

اب ہم آئمہ فن کی تشریحات کی روشنی میں حضرت امام کے اساسی اصولوں کا ذکر کرتے ہیں۔

(۱) قرآن حکیم

(۲) احادیث قولی، فعلی، تقریری

(۳) صحابہ کے فتاوی

(۴) اجماع

(۵) قیاس

(۶) قیاس کی وہ قسم جو خفی ہوتی ہے مگر اس کا اثر قوی ہوتا ہے (مبسوط سرخسی جلد ۱۰، ص ۱۴۹)

(۷) تعامل بندگان خدا

آخر میں غوث العارفین شیخ المجاہدین سیدنا حضور مجدد الف ثانی قدس سرہ کا ارشاد نقل کیا جاتا ہے۔

آپ مرسل حدیث کو مسند حدیث کی طرح متابعت کے شایان جانتے ہیں اور اسکو اپنی رائے پر فوقیت دیتے ہیں۔ دوسرے اماموں کا یہ حال نہیں، باوجود اس کے آپ کے مخالفین آپ کو صاحب رائے قرار دیتے ہیں اور ایسے الفاظ بیان کرتے ہیں جن سے بے ادبی کا اظہار ہوتا ہے۔ حالانکہ امام کے زہد وتقویٰ اور علم وکمال کا سب کو اعتراف ہے..... چند ناقصوں نے چند حدیثوں کو رٹ لیا اور شریعت کو انہی میں محصور مانتے ہیں اور ان احادیث کا انکار کرتے ہیں جن کا انہیں علم نہیں ان کی مثال پتھر کے کیڑے کی طرح ہے اور وہ پتھر کو اپنی زمین اور آسمان سمجھتا ہے (مکتوب ۵۵، دفتر ۲)

امام اعظم اور صحاح ستہ

کوئی اسے تسلیم کرے یا نہ کرے یہ اٹل حقیقت ہے کہ صحاح ستہ میں امام اعظمؓ کی برکات موجزن ہیں اگرچہ اصحاب صحاح نے آپ سے روایت لینے میں کمال بے نیازی کا مظاہرہ کیا ہے اور تو اور صاحب مشکوٰہ نے بھی ان کی روایات کی طرف کوئی توجہ نہیں کی لیکن جس چشمہ صافی سے یہ سب سیراب ہوئے وہ امام اعظمؓ کے قلم سے پھوٹتا ہے اس سلسلہ میں اصحاب صحاح کی مجبوری بھی تھی کہ وہ شافعی المسلک ہونے کے ناتے اپنا مخصوص ذوق رکھتے تھے۔ صاحب مشکوٰۃ بھی شافعی تھے لیکن ان لوگوں کی اسانید میں بہت سے حنفی شیوخ موجود ہیں امام بخاری علیہ الرحمہ کے مشہور استاد حضرت مکی بن ابراہیم اور عبدالرزاق بن ہمام امام اعظمؓ کے اجل تلامذہ میں سے تھے۔ امام بخاری علیہ الرحمہ کی صحیح کا یہ بھی اعزاز ہے کہ انہوں نے اس میں بائیس ثلاثیات روایت کی ہیں یعنی ایسی روایات جن میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور راوی کے درمیان تین واسطے

ہوں اور ان روایات میں سے گیارہ روایات صرف حضرت امام مکی بن ابراہیم علیہ الرحمہ سے لی ہیں گویا امام بخاری علیہ الرحمہ کو اعلیٰ ترین سند حضور امام اعظم کے فیض سے حاصل ہوئی۔ یہاں یہ بھی عرض کردوں کہ امام مالک علیہ الرحمہ کی روایات ثنائیات ہیں یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور راوی کے درمیان دو واسطے جبکہ امام اعظمؒ کی روایات میں وحدان ہیں یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور راوی کے درمیان ایک واسطہ یہ امام اعظمؒ کی آئمہ اربعہ میں خصوصی فضیلت و عظمت ہے **ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء** فتح المغیث میں امام سخاوی نے بھی اس پر بحث فرمائی۔

امام اعظم کے نامور شاگرد امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ ہیں۔ امام محمد سے امام شافعی نے اتنا استفادہ کیا کہ فرماتے ہیں۔ **امن الناس علی فی الفقه محمد بن الحسن** یعنی فقہ میں مجھ پر سب سے بڑا احسان محمد بن حسن کا ہے (تاریخ بغداد جلد۲، ص۱۶۶) امام شافعی کے شاگرد رشید حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ ہوئے۔ (تذکرۃ الحفاظ، جلد۲، ص۳۱) امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے سامنے امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے زانوئے تلمذ تہ کیا جو کہ اصحاب صحاح میں سے ہیں (تہذیب التہذیب جلد۱، ص۷۲) امام ترمذی علیہ الرحمہ نے امام بخاری و مسلم سے استفادہ کیا (تذکرہ الحفاظ، ۲ص، ۴۵) امام ابن ماجہ و نسائی بھی اسی سلسلۃ الذہب سے بندھے ہوئے ہیں جس میں امام اعظم کا فیضان لہر لہر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ کاش لوگ اسطرح بھی سوچتے کہ جس کے تلاندہ کی شوکت و منزلت کا یہ عالم ہے اس استاذ اعلی امام والا اور مقتدائے ارفع کی شوکت و منزلت کا کیا عالم ہوگا۔

تعارف مسانید

امام اعظمؒ نے اپنے شیوخ سے احادیث مبارکہ کو روایت کیا تو لوگوں نے

آپ کے ہر شیخ کی مرویات کو الگ الگ اکٹھا کر لیا اس طرح مرویات کے الگ الگ نسخے وجود میں آ گئے۔ وہ نسخے مندرجہ ذیل جید فقہا کی کوشش سے اہل علم تک پہنچے۔

حافظ ابو محمد عبداللہ بن محمد البخاری، حافظ ابوالقاسم طلحہ بن محمد، حافظ ابوالحسین محمد بن المظفر، حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی، شیخ ابو بکر محمد بن عبدالباقی انصاری، امام ابوبکر احمد عبداللہ بن عدی جرجانی، حافظ حسن بن زیاد اللولوی، حافظ عمر بن حسن اشنانی، ابو بکر احمد بن محمد الکلامی، قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری، امام محمد بن حسن شیبانی، امام حماد بن ابو حنیفہ، امام عبداللہ بن ابی عوام، امام حسین بن محمد بلخی، امام محمد بن حسن قدس سرہم مسانید امام اعظم کے ان نسخوں کو ابوالموید محمد بن محمود خوارزمی متوفی ۶۵۵ھ نے جمع فرمایا، امام خوارزمی اس عظیم کاوش کی وجہ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

”میں نے ملک شام میں بعض جاہلوں کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت امام اعظمؒ کی روایت حدیث کم ہے ایک نالائق نے امام شافعی کی مسند، امام مالک کی موطا اور امام احمد کی مسند کا حوالہ دے کر حضرت امام اعظم کی شان میں گستاخی کی یہ سن کر میری مذہبی غیرت نے جوش مارا کہ میں حضرت امام اعظم کی پندرہ مسانید کو ایک مسند کی صورت میں ترتیب دوں چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے ابواب فقہ کو سامنے رکھ کر مسند ترتیب دی تاکہ جاہل دشمنوں کا وہم دور ہو جائے“ اس مسند کے مقدمہ میں امام خوارزمی علیہ الرحمہ نے حضرت امام اعظم کی شان میں کیا خوب لکھا ہے کہ۔

”اجتہاد میں تمام علماء کرام سے پیش قدم، اعتقاد میں سب سے پاکیزہ، ہدایت میں سب سے واضح، طریقے میں سب سے درست، امام الائمہ، سراج ھذہ الامہ، ابوحنیفہ النعمان بن ثابت ہیں۔ انہوں نے شریعت مطہرہ کے رخ روشن سے

نقاب ہٹایا اور فقہ کے ماتھے پر سے ظلمت کی پرچھائیوں کو دور کیا اپنے زمانے کے اہل علم کو آگے بڑھایا جہاں قدم پھسلنے کا موقع تھا وہاں قدم جمائے اور احکامات کو مضبوط کرنے میں پوری کوشش کی۔ اب علما دریائے نعمان میں غوطے لگا لگا کر بیش بہا نعمتیں حاصل کر رہے ہیں'' (مسند امام اعظم مطبوعہ محمدی دہلی)

امام خوارزمی علیہ الرحمہ نے یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ حضرت امام اعظم دو سو پندرہ احادیث مبارکہ میں دیگر آئمہ حدیث سے قطعاً منفرد ہیں اس سے بھی آپ کے اخذ حدیث اور روایت حدیث میں تبحر کا بین ثبوت ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ حضرت امام اعظمؒ کی مسانید حدیث کی سب سے پرانی کتابیں ہیں لہٰذا ان کی روایت دوسری کتابوں کی نسبت زیادہ محکم و مقدم ہونی چاہیے۔

ہمارے سامنے مسند امام اعظمؒ کا وہ نسخہ ہے جو قاضی صدر الدین موسیٰ حصکفی متوفی ۶۵۰ھ نے جمع فرمایا اس نسخے کو محدث کبیر علامہ محمد عابد سندھی متوفی ۱۲۵۷ھ نے ابواب فقہ کے حساب سے مرتب کیا امام حصکفی علیہ الرحمہ کے اس نسخے کی حضرت امام علی قاری علیہ الرحمہ نے شرح لکھی ہے ان کے علاوہ علامہ محمد حسین بن ظہور سنبھلی علیہ الرحمہ نے بھی ''تنسیق النظام'' کے نام سے شرح لکھی دیگر مسانید پر بھی علمائے امت کی شروح موجود ہیں جن کی تفصیل کشف الظنون جلد دوم میں دیکھی جا سکتی ہے۔

امام اعظم اور اصول حدیث

فقہ کی ترتیب و تدوین کے علاوہ حضرت امام اعظم نے اصول حدیث بھی تشکیل دیئے جبکہ اصحاب صحاح اور ان کی تالیفات کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ ان اصول حدیث کو دیکھ کر آپ کی ''کتاب الآثار'' اور مسانید کی روایت کی ثقاہت کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے۔ وہ دور عجیب دور تھا' روافض و خوارج اور قدریہ و ناصبہ کا زور تھا ہر فریق احادیث کو اپنے نظریات کے مطابق تبدیل کر رہا تھا بہت

سی موضوع روایات نے جنم لیا بلکہ امام دار قطنی کے بقول اصل احادیث موضوعی احادیث میں اس طرح چھپ گئیں جیسے بیل کے کالے بالوں میں سفید بال چھپ جاتے ہیں یہیں سے روایت بالمعنی کی وبا پھوٹی، اس صورتحال میں حضرت امام اعظم کا اصحاب حدیث پر احسان تھا کہ آپ نے حدیث کو پرکھنے کیلئے بنیادی ضابطے تیار کئے۔ حضرت علامہ عبدالحکیم جندی علیہ الرحمہ نے ان اصول وضوابط کو ''الفجار قنبلہ'' کہا ہے جب وہ اصول وضوابط اصحاب حدیث نے دیکھے تو ان کو اپنی روایات اپنی ہی نظروں میں تشنۂ تحقیق دکھائی دینے لگیں اس کی تفصیل ابطل الحریہ میں علامہ جندی نے لکھی ہے ذیل میں کچھ اصول وضوابط لکھے جاتے ہیں۔

۱۔ راوی حدیث کیلئے حدیث کا حافظ ہونا ضروری ہے۔

۲۔ صحابہ وفقہائے تابعین کے سوا کسی اور کی روایت بالمعنی قابل قبول نہیں۔

۳۔ صحابہ سے روایت کرنے والی اہل تقوی کی ایک جماعت کا ہونا ضروری ہے ایک یا دو شخص نہیں۔

۴۔ احکام میں روایت کا ایک سے زیادہ صحابہ سے منقول ہونا ضروری ہے۔

۵۔ حدیث سے اسلام کے کسی مسلمہ اصول کی مخالفت نہ ہوتی ہو نیز عقل قطعی کے خلاف نہ ہو۔

۶۔ خبر واحد قرآن کی کسی آیت پر زیادتی یا اس کے حکم عام کو مخصص نہیں کرسکتی۔

۷۔ خبر واحد قرآن کے خلاف ہو تو نامقبول ہوگی۔

۸۔ خبر واحد سنت مشہور کے خلاف ہو تو نامقبول ہوگی۔

۹۔ مبیح ومحرم روایات میں محرم کو ترجیح ہوگی۔

۱۰۔ ایک واقعہ کے بارے میں ایک راوی امر زائد کو بیان کرتا ہے دوسرا نفی کرتا ہے تو اگر نفی کرنے والے کے پاس دلیل نہیں تو اسکی نفی نا مقبول ہوگی۔ پہلے راوی کا بیان معتبر ہوگا یعنی نفی کیلئے دلیل کی حاجت ہے۔

۱۱۔ ایک حدیث میں حکم عام ہے دوسری میں خاص چیزوں میں اس کے خلاف حکم ہو تو حکم عام کے مقابلے میں حکم خاص کو نہ دیکھا جائے۔

۱۲۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صریح قول وفعل کے خلاف کسی صحابی کا قول وفعل نامقبول ہے کہ ہوسکتا ہے اسے حضور کا وہ قول وفعل نہ پہنچا ہو۔

۱۳۔ خبر واحد کے خلاف اگر آثار صحابہ ہوں تو ان پر عمل کیا جائے ہوسکتا ہے وہ خبر واحد منسوخ ہو اور صحابہ اس کے ناسخ پر عمل پیرا ہوں۔

۱۴۔ راوی کا اپنا عمل روایت کے الٹ ہو تو روایت نامقبول ہوگی۔

۱۵۔ متعارض روایات میں کثرت تفقہ کو قلت وسائط پر ترجیح دی جائے۔

۱۶۔ حد یا کفارہ کی کوئی حدیث ایک صحابی سے ہی مروی ہونا مقبول ہوگی کہ حدود کفارہ شبہات سے ساقط ہو جاتے ہیں۔

۱۷۔ جس حدیث میں اسلاف پر طعن ہو نامقبول ہوگی (ملخصاً تذکرۃ المحدثین، ص ۸۸)

۱۸۔ خبر واحد اور مرسل کو قیاس پر فوقیت ہوگی۔

عالمگیر پذیرائی

امام اعظمؒ کے مسلک میں فکر و تدبر کی ہمہ گیری اور ذکاوت و فقاہت کی بالادستی ہے۔ عقل پرستی سے اجتناب کیا گیا ہے قرآن و حدیث اور آثار صحابہ سے پورا لگاؤ ہے لہٰذا آپ ہی ہیں جنہوں نے اسلام کے فطری اور حقیقی ثمرات سے اہل جہان کو مالا مال کیا آپ کا مسلک آپ کی زندگی ہی میں بہت مقبول ہو گیا تھا، آپ کی وفات کے بعد آپ کے فضیلت مآب تلامذہ نے اس کی عالمگیر

پیمانہ پر اشاعت کی اور بلادِ عجم' ایشیائے کوچک' ترکستان' ہندوستان اور چین تک پہنچ گیا (تفہیم الفقہ' ص ۸۱)

حضرت امام حصکفی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

''یقیناً آپ عالم' عامل' عابد' صاحب ورع اور شریعت کے علوم کے امام تھے آپ پر ایسے الزام لگائے گئے ہیں کہ آپ کی قدر و منزلت ان سے بہت بلند ہے جیسے خلق قرآن' قدر اور ارجائی وغیرہ' ان الزامات کے موجدوں کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ آپ ان سے پاک و صاف ہیں دیکھو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذکر کو تمام اکناف عالم میں پھیلا دیا ہے آپ کا علم تمام روئے زمین پر چھایا ہوا ہے اگر اس میں کوئی راز نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ نصف عالم اسلام کو ان کا مقلد نہ بناتا جو آپ کی رائے پر آج تک عمل کر رہا ہے یہ بہت بڑی دلیل ہے کہ آپ کا مذہب بالکل درست ہے (تنسیق النظام' ص ۷) ہم کہتے ہیں کہ حضرت امام ابو یوسف یعقوب بن احمد علیہ الرحمہ نے کیا خوب دل کے جذبات کی عکاسی کی ہے۔

اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ابھی پکار رہے ہیں۔

حسبی من الخیرات ماعدرته
یوم القیامه فی رضی الرحمن
دین النبی محمد خیر الوری
ثم اعتقادی مذهب النعمان

مجھ کو کافی نیکیاں ہیں میں نے جو تیار کیں
تاکہ مجھ سے راضی ہو جائے ملیک یوم دین
میرے دامن میں جو دین شاہ انس و جان ہے
میرے دل میں اعتقاد مذہب نعمان ہے

ان کے جاتے ہی فلک ٹوٹ پڑا

بنو عباس کے ظلم و ستم عروج پر تھے۔ بنو امیہ کو قبروں سے اکھاڑ کر ان کی ہڈیوں تک کی بے حرمتی کی گئی حضرت امام اعظم یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے اس لئے آپ نے بنو عباس کے ساتھ کوئی تعاون نہ کیا بلکہ ایک غیور انسان کی طرح الگ رہے جب خاندان سادات کے فرد وحید حضرت امام زید بن علی بن حسینؓ نے خلیفہ منصور عباسی کے خلاف آواز اٹھائی تو آپ نے ان کی اعانت کیلئے فتوی دیا اسی طرح جب حضرت ابراہیم بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن حسن بن علی مرتضی نے خلافت کا دعوی کیا تو منصور عباسی کے کان بھرے گئے کہ یہ سب کچھ حضرت امام کے اشارے پر ہوا ہے چنانچہ اس نے آپ پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیئے۔ منصور عباسی کا حکم تھا کہ آپ کو روز قید خانہ سے نکال کر دس کوڑے مارے جائیں اور بازاروں میں گھمایا جائے۔ یہ ظلم و ستم آپ نے دس دن تک برداشت کیا بالآخر آپ کو زہر دیا گیا جس کی وجہ سے عالم اسلام کے عظیم محسن کی زندگی کا ستارہ موت کے افق پر ڈوب گیا۔ یہ ۱۵۰ھ کا المناک واقعہ ہے' حضرت حسن بن عمارہؒ نے آپ کو غسل دیا اور جو تاریخی الفاظ ادا فرمائے وہ آپ کی سیرت طیبہ پر انمول گواہی ہے۔

”اللہ تعالٰی تم پر رحمت فرمائے تم نے تیس سال سے افطار نہیں کیا' چالیس سال سے رات کو کروٹ نہیں بدلی' ہم میں سب سے زیادہ فقیہ اور عبادت گزار تھے اور زیادہ نیکیاں جمع کرنے والے تھے“ (الخیرات الحسان)

امام ابن جریج نے کہا ”علم چلا گیا“ امام شعبہ نے کہا ”کوفہ کا نور گم ہو گیا“ دیکھتے ہی دیکھتے کہرام مچ گیا' آپ کے جنازہ پر پہلے پچاس ہزار یا زیادہ افراد جمع ہوئے نماز جنازہ چھ مرتبہ پڑھائی گئی آخری بار آپ کے لخت جگر حضرت سیدنا حماد نے امامت کرائی۔ بعد ازاں قبر پر بھی نماز پڑھی جاتی رہی

● آپ کے وصال سے عالم اسلام گویا یتیم ہو کر رہ گیا تھا۔

کس سے اٹھتے ہیں یہ صدمے ہمدم
ان کے جاتے ہی فلک ٹوٹ پڑا

آپ کا مزار پر انوار خیزران میں ہے۔ حضرت ابن حجر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

جان لو آپ کی قبرِ انور کی زیارت کیلئے علماء اور اہل حاجت ہمیشہ سے چلے آ رہے ہیں وہ آپ کے پاس جا کر اپنی حاجتوں کیلئے آپ کی ذات مبارکہ کو وسیلہ بناتے ہیں اور اپنی حاجت دور ہوتی دیکھتے ہیں، ان علما میں امام شافعی بھی ہیں۔ آپ سے مروی ہے کہ میں ابو حنیفہ کی قبر پر ان سے برکت حاصل کرنے کیلئے جاتا ہوں۔ جب مجھے حاجت درپیش ہو تو میں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور ان کی قبر کے پاس اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہوں تو میری حاجت ٹل جاتی ہے۔
(الخیرات الحسان، فصل ۳۵)

* * *

عقائد

عقائد کی اہمیت

عقائد انسان کے ان اصولی خیالات اور مضبوط تصورات کو کہتے ہیں جن کے گرد اس کے افعال و اعمال گردش کرتے ہیں۔ عقائد کا اصل ٹھکانہ اس کا دل ہے جہاں سے اٹھنے والی اچھی یا بری آواز پر انسان عمل کرتا ہے اسی لیے معلم انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"الاوان فی الجسد مضغه اذا صلحت صلح الجسد کله و اذا فسدت فسدالجسد کله الاوهی القلب" خبردار انسانی جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ صحیح ہے تو تمام جسم صحیح ہے اگر وہ بگڑ گیا تو تمام جسم بگڑ گیا خبردار وہ دل ہے۔ (مسند امام اعظم کتاب الرقاق، صحیح بخاری، کتاب الایمان)

قلب انسانی کی اسی اہمیت کے پیش نظر اس کی تصدیق کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ہر انسان کو اس کے دل کے ارادے کے مطابق ثمرات حاصل ہوتے ہیں۔ انما الاعمال بالنیات (عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے) سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ عقل انسان کی راہنما ہے لیکن جب عقل بھی انسان کے دلی خیالات وجذبات کے ساتھ کسی موڑ پہ ٹکراتی ہے تو پاش پاش ہو جاتی ہے۔

اس لئے انسان کو مسلمان کرنے والے پیغمبر صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے "تزکیہ قلب" پر زور دیا ہے اس کے دل کو تبدیلی خیالات پر مجبور کیا ہے اور یہی وہ کارنامہ ہے جو بڑے بڑے فلسفیوں سے نہ ہو سکا اندازہ کیجئے کہ صدیوں سے ایک ہی مشرکانہ سوچ اور کافرانہ نہج پر دھڑکنے والے دل اس محبوب نازنین کی ایک ہی نگاہ رحمت سے سیدھے ہو گئے تورات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اسی صفت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ "ویفتح بها اعین

عمیا واذانا صما وقوبا غلفا" یعنی وہ رسول آخر جس کی برکت سے اندھی آنکھیں بینا بہرے کان شنوا اور تاریک دل روشن ہو جائیں گے (صحیح بخاری)

جب دل کو دولت ایمانی نصیب ہو جائے تو اس کا اظہار انسان کو اپنی زبان سے بھی کرنا چاہیے تاکہ وہ منافقت سے نکل کر پورا پورا اسلام میں داخل ہو جائے دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ عقائد پر زور نہیں دیتے اعمال کی تبلیغ کرتے ہیں حالانکہ عقائد درست نہ ہوئے تو اعمال خواہ جتنے بھی درست ہوں کوئی فائدہ نہ دیں گے۔

قرآن پاک نے واضح فرمایا ہے۔

مثل الذین کفروا بربھم اعمالھم کرما داشتدت بہ الریح فی یوم عاصف لا یقدرون مما کسبوا علی شئی اپنے رب کے منکروں کا حال ایسا ہے کہ ان کے کام ہیں جیسے راکھ کہ اس پر ہوا کا سخت جھونکا آیا آندھی کے دن میں ساری کمائی میں سے کچھ ہاتھ نہ لگا (سورہ ابراہیم آیت ۱۸)

اس مضمون کی بہت سی آیات مقدسہ قرآن پاک میں موجود ہیں جو بتاتی ہیں کہ عقیدہ محور ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ بھی دیکھئے بدر کی لڑائی میں ایک بہادر مشرک نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی میں آپ کی طرف سے لڑنا چاہتا ہوں کہ مجھے بھی غنیمت کا مال مل جائے۔ آپ نے فرمایا تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہو اس نے جواب دیا نہیں آپ نے فرمایا واپس جاؤ میں اہل شرک سے مدد نہیں لیتا جب اس نے تیسری دفعہ حضور کی خدمت میں یہی سوال کیا تو آپ کا پھر بھی وہی جواب تھا بالآخر وہ مسلمان ہو گیا اور جہاد کرنے لگا (صحیح مسلم باب غزوات)

معلوم ہوا جب تک اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ ہو۔ اسلام کی حمایت میں لڑنا بھی سود مند نہیں۔ دوسری نیکیوں کا تو ذکر ہی کیا اسی طرح حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عبداللہ بن جدعان کے بارے میں پوچھا کہ وہ نیک کام کرتا تھا مگر مشرک تھا کیا اسکو ثواب ملے گا۔ آپ نے فرمایا نہیں کیونکہ اس نے کبھی نہیں کہا تھا یا اللہ میرے گناہوں کو بخش دے (مصنف ابن ابی شیبہ غزوات) آیئے اب عالم اسلام کے ان مبارک عقائد کا مطالعہ کرتے ہیں جن پر حضرت انسان کی نجات موقوف ہے۔

توحید و رسالت

امام اعظم ابوحنیفہ نے حضرت عطار سے روایت کی انہوں نے کچھ اصحاب سے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ کے پاس ایک لڑکی ملازمہ تھی لڑکی بکریاں چراتی تھی۔ ایک دن ایک بھیڑیا فربہ بکری اٹھا کر لے گیا۔ حضرت عبداللہ کو اس نے بتایا تو انہوں نے غصے میں آ کر اس کے ایک تھپڑ مارا پھر نادم ہوئے اور اس کا ذکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا حضور نے فرمایا تم نے ایک بے قصور مومنہ کو تکلیف دی۔ انہوں نے عرض کی وہ تو ایک حبشن عورت ہے اس کو ایمان سے کیا غرض حضور نے اس کو بلوایا اور پوچھا خدا کہاں ہے۔ اس نے جواب دیا آسمان میں اور پوچھا میں کون ہوں، اس نے جواب دیا اللہ کے رسول، حضور نے فرمایا یہ مومنہ ہے اس کو آزاد کردو (مسند امام اعظم، باب ۳)

امام اعظم ابوحنیفہ نے حضرت علقمہ سے روایت کی انہوں نے حضرت بریدہ سے انہوں نے فرمایا۔ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا چلو اپنے ہمسائے یہودی کے لڑکے کی عیادت کریں، جب حضور وہاں گئے تو دیکھا کہ وہ عالم نزع میں ہے آپ نے اس کی حالت پوچھی اور فرمایا کہ کہو اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اس کا رسول ہوں لڑکے نے باپ کی طرف دیکھا مگر وہ نہ بولا، حضور نے پھر دعوت دی اس نے پھر باپ کی طرف دیکھا اب اس نے کہا اقرار کرلے، اس

نے اقرار کر لیا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا الحمدلله الذی انقذبی نسمته من النار، تمام تعریف اللہ کی جس نے میرے وسیلے سے ایک انسان کو آگ سے بچایا۔ (ایضاً)

اشارات

ان روایات سے معلوم ہوا کہ حضور ہر ایک کے ایمان سے واقف ہیں اسی لئے تو اس لڑکی کے بارے میں فرمایا وہ مومنہ ہے بعد میں اس کی تصدیق بھی ہو گئی۔

لڑکی کا کہنا کہ خدا آسمان میں ہے عرفاً ہے کہ آسمان اس کی تجلیات و فیوضیات کا مرکز ہے نا یہ کہ وہ آسمان میں منحصر ہے۔ انالله علی کل شی محیط وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اس کی شان پر نص قطعی ہے۔ اس قسم کی احادیث سے مجسمہ وغیرہ اللہ تعالیٰ کیلئے صرف سمت فوق کو متعین کرتے ہیں حالانکہ سمت فوق حادث ہے اور اللہ تعالیٰ محل حوادث نہیں قدیم ہے اور ہر جگہ ہے سو ان احادیث کا وہ مفہوم نہیں جو ان کی عقل ناقص نے تراشا ہے لڑکی کے اتنے الفاظ کو اس لئے کافی سمجھا گیا کہ اس کے دل و دماغ میں تصور توحید موجود ہے۔ اللہ اعلم ورسولہ اس موضوع پہ امام بریلوی علیہ الرحمہ کی کتاب ''الصمصام'' نہایت قابل دید ہے۔

(۱) ہمسائے کے حقوق میں سے ہے کہ وہ بیمار ہو تو اسکی عیادت کی جائے۔

(۲) نجات کا دارومدار توحید و رسالت کی گواہی پر ہے۔

(۳) توحید و رسالت کے اقرار کی دولت حضور کے وسیلہ سے ملتی ہے۔ گویا نجات ومغفرت انہی کے کرم سے ہوگی اسی لئے فرمایا اللہ تعالیٰ کی تعریف کہ اس نے میرے وسیلے سے ایک انسان کو آگ سے بچالیا۔

وہ جہنم میں گیا جوان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ

مغفرت کا سبب

امام اعظم ابوحنیفہ نے حضرت عبداللہ بن حبیبہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابوالدرداء سے سنا کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر سوار تھا۔ حضور نے فرمایا جو شخص یہ اقرار کرے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں "وجبت له الجنة" اس کیلئے جنت واجب ہوگئی میں نے کہا کہ اگرچہ زنا اور چوری کرے۔ حضور تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا جو شخص یہ اقرار کرے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اس کیلئے جنت واجب ہوگئی۔ میں نے پھر کہا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے حضور تھوڑی دیر خاموش رہے پھر وہی فرمایا میں نے پھر وہی سوال کیا اس بار حضور نے فرمایا ان زنی وان سرق وان رغم انف ابی الدرداء اگرچہ زنا کرے اور چوری کرے اور اگرچہ ابوالدرداء کی ناک پہ خاک پڑے۔ (مسند امام اعظم باب ۷)

روایت کیا حضرت امام اعظم نے حضرت ابو مالک سے انہوں نے ربعی بن چراش سے انہوں نے حضرت حذیفہؓ سے انہوں نے فرمایا "اسلام ایسے مٹ جائے گا جیسے کپڑے کے نقش و نگار حتی کہ ایک بوڑھا اور بڑھیا ہوں گے جو کہیں گے کہ پہلے ایک قوم ہوتی تھی جو لا الہ الا اللہ کہا کرتی تھی اور یہ خود لا الہ الا اللہ نہ کہیں گے" صلہ بن یزید نے پوچھا اے عبداللہ ان کو لا الہ الا اللہ کہنے سے کیا فائدہ ہوگا نہ وہ نماز و روزہ و حج ادا کرتے تھے نہ زکوٰۃ حضرت حذیفہ نے فرمایا وہ اس کے طفیل آگ سے بچ جائیں گے (ایضا)

امام اعظم نے ابو زبیر سے انہوں نے حضرت جابر سے روایت کی کہ حضور

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہے کہ میں اس وقت تک کافروں سے لڑتا رہوں جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہیں جب وہ کہہ لیں گے تو اپنی جانوں اور مالوں کو مجھ سے بچالیں گے (مسند امام اعظم' باب ۵)

اشارات

ان روایات سے معلوم ہوا کہ نجات عقیدے کے درست ہونے پر ہوگی۔

ان کا یہ مطلب نہیں کہ گناہ کرنے چاہئیں معاذ اللہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مذاق ہوا صرف یہ مطلب ہے کہ توحید و رسالت کا عقیدہ دوزخ سے رہائی کیلیے کافی ہے۔ اعمال کے برے ہونے کی سزا مل سکتی ہے لیکن آخر نجات ہوگی۔

ان میں خوارج کا رد بلیغ ہے کہ وہ گناہوں کے ارتکاب کو کفر سمجھتے ہیں اور ابدی عذاب کی وعید سناتے ہیں حالانکہ یہ امر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے نہ صحابہ کرام سے حضرت امام اعظم نے یزید تابعی علیہ الرحمہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے صحابہ کرام سے خوارج کے اس عقیدہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا۔ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال بخلاف ماکنت بے شک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد اس کے خلاف ہے جو تو کرتا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھے خوارج کے برے عقیدے سے بچالیا (مسند امام اعظم' باب ۷) بعض حضرات کا خیال ہے کہ نجات کیلیے لا الہ الا اللہ کہنا کافی ہے تصدیق رسالت ضروری نہیں ہم کہتے ہیں کہ جہاں لا الہ الا اللہ منقول ہے وہاں تصدیق رسالت بھی اسی کے تحت ہے کیونکہ اللہ کو مع اس کی صفات کے ماننا شرط ہے اور اسکی صفات میں سے ایک صفت ارسال رسل ہو الذی ارسل رسولہ اور ایک صفت کا انکار سب صفات کا انکار ہوگا اور اسکی صفات کا انکار قطعی کفر ہے۔ معلوم ہوا کہ تصدیق رسالت کے بغیر کوئی چارہ نہیں یاد رہے کہ زمان فترت کے احکام کو آج نافذ نہیں کیا جا سکتا کہ اس وقت

رسالت ظاہر نہیں تھی اس لئے اقرار وحدانیت ہی نجات کیلئے کافی تھا۔ اب رسالت ظاہر ہے اور ظاہر رہے گی لہٰذا انکار کا کوئی عذر قابل قبول نہیں ہوگا جیسا کہ قرآن پاک نے فرما دیا جوکوئی اسلام کے علاوہ دوسرا دین لائے گا فلن یقبل منه اسے ہرگز قبول نہ کیا جائیگا۔

ایمان، اسلام، احسان

امام اعظم نے حضرت علقمہ سے انہوں نے یحیٰی بن یعمر سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کی کہ انہوں نے کہا ہم اصحاب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ اچانک ایک سپید رنگ، سفید پوش لمبی زلفوں والا اور خوشبو سے مہکتا ہوا آدمی ہمیں سامنے سے آتا ہوا نظر آیا۔ اس نے قریب آ کر کہا السلام علیکم کہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور ہم نے بھی، اس نے اجازت چاہی کہ میں قریب بیٹھ سکتا ہوں حضور نے اجازت دی، وہ اپنے گھٹنے حضور کے گھٹنوں سے جوڑ کر بیٹھ گیا اور بولا ایمان کیا ہے۔ حضور نے فرمایا اللہ، اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں، روز قیامت میں اس کی ملاقات کو ماننا، روز قیامت کو ماننا اور تقدیر اچھی ہے یا بری اسی کی طرف سے ہے اس کو ماننا اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا، ہم حیران ہو گئے پھر اس نے پوچھا شرائع اسلام کیا ہیں، حضور نے فرمایا، نماز، زکوٰۃ، حج اگر استطاعت رکھتا ہو، رمضان کے روزے اور جنابت کا غسل کرنا اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہم حیران ہو گئے پھر اس نے سوال کیا احسان کیا ہے حضور نے فرمایا تو عمل کرے کہ تو اللہ کو دیکھ رہا ہے اگر یہ حالت نصیب نہ ہو تو یہ خیال رکھے کہ اللہ تجھے دیکھ رہا ہے اس نے کہا اگر میں نے ایسا کیا تو کیا میں احسان کرنے والا ہوں آپ نے فرمایا ہاں اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا پھر اس نے کہا قیامت کب آئے گی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے سوال کرتے ہو وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا، ہاں قیامت کی کچھ نشانیاں

ہیں، پھر آپ نے فرمایا ان چیزوں کو اللہ ہی جانتا ہے کہ قیامت کب آئے گی، بارش کب ہوگی، عورت کے رحم میں کیا ہے، کل انسان کیا کرے گا اور انسان کس جگہ مرے گا اور اللہ جاننے اور خبر رکھنے والا ہے۔ اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا پھر وہ واپس چلا گیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ذرا بلانا اس آدمی کو ہم اس کے نقوش پا پر دوڑ پڑے مگر وہ ہمیں نظر نہ آیا ہم نے آخر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی تو حضور نے فرمایا یہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو تمہیں دین کی باتیں سکھانے آئے تھے۔ اللہ کی قسم میں نے اس کے علاوہ بھی جب وہ کسی صورت میں آئے ان کو پہچان لیا (مسند امام اعظم باب ۱)

اشارات

اس کو حضرت عبداللہ بن مسعود نے بھی روایت فرمایا ہے۔ یہ حدیث بہت مشہور ہے الفاظ کے معمولی اختلاف کے ساتھ صحاح ستہ میں بھی منقول ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ۔

حضرت جبرئیل امین اگر نور ہو کر لباس بشری میں آ جائیں تو انکی نورانیت میں کوئی فرق نہیں آتا گویا بشریت، نورانیت کی ضد نہیں جیسے آگ اور پانی کہ دونوں کا اجتماع محال ہو، اس لئے قرآن پاک نے بھی جبرئیل امین کو "بشرا سویا" کے لقب سے یاد کیا ہے۔ یہی عقیدہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں رکھا جائے تو کیا استحالہ ہے۔ حضور نور بھی ہیں اور بشر بھی لیکن یاد رہے۔

وہ نور ایسے کہ نوریوں میں مثال ان کی محال دیکھی
بشر بھی ایسے کہ بزم امکان میں کوئی ان سا بشر نہیں ہے

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شارع بن کر آئے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم کو خود اپنی رحمت وقدرت سے علم کے خزانے دیئے ہیں۔ حضور اللہ جل جلالہ کے سوا کسی اور کے محتاج نہیں یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبرئیل امین

سے علم حاصل کیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان و عظمت سے بے خبری کی دلیل ہے۔ جبریل امین تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شاگرد رشید ہیں۔

(۱) توحید کے ساتھ رسالت، کتب آسمانی، ملائکہ، آخرت وغیرہ کو ماننا بھی ضروری ہے یہ کہنا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مان، سراسر تعلیمات ایمان کے منافی ہے۔

(۲) نماز و روزہ حج و زکوۃ اسلام کے ستون ہیں ان کی فرضیت کا انکار کفر ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک حصول معرفت کے بعد ان کی حاجت نہیں معاذ اللہ یہ شریعت کے ساتھ بغاوت ہے آدمی کہیں بھی پہنچ جائے مسلمان ہو کر ان شرائع اسلامی سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔

(۳) عبادت میں خلوص وللہیت کا جذبہ ہو اللہ تعالیٰ جل جلالہ پر پختہ یقین ہو اسی کا نام احسان ہے اور یہ رتبہ کمال اہل دل کو میسر ہوتا ہے وہ اسی کی طرف اہل دنیا کو بلاتے ہیں۔

(۴) علوم خمسہ کا بیان ہے کہ ذاتی طور پر ان کو نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ان کا علم ممکن ہے۔ ماالمسئول عنها باعلم من السائل سے علم کلی کی نفی نہیں بلکہ زیادتی علم کی نفی ہے ورنہ صاف فرما دیا جاتا ہے کہ ہمیں کوئی علم نہیں ذیل میں تفصیل کے ساتھ علوم خمسہ پر بحث کی جاتی ہے۔

علوم خمسہ کی عطا

حدیث جبریل میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی ایک آیہ مقدسہ پیش فرمائی ہے۔

ارشاد باری ہے۔

ان الله عنده علم الساعه وينزل الغيث ويعلم مافى الارحام وما تدرى نفس ماتكسب غداوماتدرى نفس باى ارض تموت ان الله

علیم خبیر یعنی بے شک قیامت کا علم، بارش کا علم، رحم مادر کا علم، اللہ کے پاس ہے کوئی نہیں جانتا کہ کوئی جان کل کیا کمائے گی اور کوئی کس جگہ مرے گا، بے شک اللہ جاننے والا ہے (سورہ لقمان، آیت ۳۴)

ان علوم خمسہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کا یہی مفہوم ہے۔ ان علوم غیبیہ کو ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ہاں وہ چاہے تو اپنے محبوب کریم کو انکا علم عطا فرما دے۔ مفسرین کرام نے اسی کی تصریح فرمائی ہے جیسا کہ تفسیر صاوی، روح البیان، تفسیرات احمدیہ، عرائس البیان وغیرہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ انکے نزدیک خبیر بمعنی مخبر بھی ہے یعنی وہ خبر والا ہے اور خبر دینے والا بھی ہے۔ اگر مفسرین کرام کی ان توضیحات کو تسلیم نہ کیا تو نجانے کتنی آیات و احادیث کی تردید ہو جائے گی جو کہ مستحسن نہیں، لہذا بہتر یہی ہے کہ قرآن کی قرآن کے ساتھ تفسیر بیان کی جائے یا احادیث کو احادیث کی روشنی میں دیکھا جائے۔

قیامت کا علم

اس علم کے بارے میں ہم سادہ سی بات کرتے ہیں کہ کیا قیامت کا علم قرآن میں نہیں اگر جواب نفی میں ہو تو ہم کہیں گے کہ یہ جامعیت قرآنی کا انکار ہے جو متعدد آیات مبارکہ سے ثابت ہے مثلا لا رطب ولا یابس الافی کتاب مبین ہر خشک و تر کا بیان قرآن میں موجود ہے۔ تفصیلا لکل شئی اس میں ہر چیز کی تفصیل ہے اور اگر جواب اثبات میں ہو تو ہم کہیں گے کہ حضور معلم قرآن ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ قیامت کا علم قرآن میں ہو اور معلم قرآن اس کو جانتا نہ ہو اس لیے امام صاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ فلم یخرج نبینا علیہ السلام حتی اطلعه الله علی جمیع المغیبات ومن جملتها الساعه ہمارے نبی علیہ السلام دنیا سے اس وقت تک تشریف نہ لے گئے جب تک اللہ

نے تمام غیبوں سے باخبر نہ کر دیا قیامت سمیت (تفسیر صاوی)

شارح بخاری امام قسطلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ **لا یعلم متی تقوم الساعة الا الله والا من ارتضی من رسول فانه یطلعه علی غیبه والولی التابع له یاخذه عنه** کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی مگر اللہ جانتا ہے اور اس کے پسندیدہ رسول جانتے ہیں کہ اللہ ان کو اپنے غیب پر اطلاع دیتا ہے اور ان سے ان کا تابع ولی وہ غیب حاصل کرتا ہے (ارشاد الساری شرح بخاری کتاب التفسیر) علامہ سیوطی، امام عینی، علامہ علی قاری، شاہ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ نے بھی اسی پر اتفاق فرمایا ہے۔

اب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ پیش کی جاتی ہیں۔

لاتقوم الساعته الا فی یوم الجمعه، قیامت جمعہ کے روز قائم ہوگی۔ (مشکوٰۃ باب الجمعہ)

بعثت انا والساعته کھاتین ہم اور قیامت آپس میں ملے ہوئے ہیں جیسے یہ انگلیاں (ایضاً)

فاکبرنابما کان وبما ھو کائن حضور نے ہمیں جو ہو چکا اور جو ہوگا اس کی خبر دی (مسلم مشکوہ باب المعجزات)

ماترک شیایکون فی مقامه الی یوم القیامه حضور نے قیامت تک ہر چیز کی خبر دے دی (بخاری، مسلم، مشکوہ باب الفتن)

فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنه منازلھم واھل النار منازلھم حضور نے ہمیں ابتدائے خلق سے لے کر جنتیوں اور جہنمیوں کے اپنے مقام میں داخل ہونے تک کی خبر دی (بخاری کتاب بدء الخلق)

فتجلی لی کل شی و عرفت میرے لئے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے اسے پہچان لیا (مشکوہ باب المساجد، ترمذی) کوئی کہے کہ قیامت تک کی

خبروں کا علم ہے۔ وقوع قیامت کا علم نہیں تو جہالت ہوگی کیونکہ دنیا کی انتہا قیامت کی ابتدا ہے اگر دنیا کی انتہا کو جانتے ہیں تو قیامت کی ابتدا کو جاننا امر بدیہی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وقوع قیامت کے علم کو پوشیدہ رکھنا حکمت خداوندی ہے۔ حدیث کے الفاظ **ماالمسئول عنھا باعلم من السائل** یعنی جس سے سوال کیا گیا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا' سے بھی یہی اخذ ہوتا ہے کہ حضور خصوصا اس سوال کے بارے میں جواب ظاہر کرنا نہیں چاہتے' اس میں علم کی نفی نہیں بلکہ زیادتی علم کی نفی ہے' یعنی جتنا تم جانتے ہو اتنا ہم جانتے ہیں یہ نہیں کہ نہ تم جانتے ہو نہ ہم جانتے ہیں۔ سوال ہے کہ ایک آیت میں انما کلمہ حصر ہے جو علم قیامت کو خدا تعالیٰ کے ساتھ مخصوص کر رہا ہے اس کا جواب حضرت علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمہ سے سنئے فرماتے ہیں **انما المنع من الاحاطه ومن معرفته علی سبیل النظر والفکر** یعنی یہ کہنا کہ علم قیامت کو کوئی نہیں جانتا تو اس کا معنی یہ ہے کہ کسی کا علم احاطہ کئے ہوئے نہیں نہ کوئی فکر و نظر سے اس کو جان سکتا ہے (روح المعانی' جلد۳ ص۸۷) حضور امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ''ہر علم غیب کہ مخصوص باوست سبحانہ خلص رسل رااطلاع می بخشد'' جو علم غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اس پر اپنے محبوب رسولوں کو مطلع کر دیتا ہے (مکتوب ۳۰۱ دفتر اول) سورۃ جن کی تفسیر میں علامہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے بھی یہی بات لکھی ہے یہاں ہم ایک آیت کریمہ لکھتے ہیں جو اہل محبت کا ایمان تازہ کر دے گی فرمایا **وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما** اور ہم نے تمہیں وہ کچھ سکھا دیا جس کا تمہیں علم نہیں تھا اور اللہ تعالیٰ کا تم پر بہت بڑا فضل ہے' اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ کو قیامت کا علم نہیں تھا اور اللہ تعالیٰ کا تم پر بہت بڑا فضل ہے اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قیامت کا علم نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ نے

سکھایا کیونکہ آیت کریمہ کا حکم مطلق تمام علوم و معارف کو محیط ہے ان علوم و معارف سے قیامت کا علم و عرفان باہر نہیں حضور فرماتے ہیں **فعلمت مافی السموات والارض** جس نے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو جان لیا (مشکوہ باب المساجد) اسی بنا پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔

جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وقت قیامت سے مکمل آشنا کر دیا ہو لیکن وہ مکمل علم ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علم محیط کے برابر ہو (روح المعانی جلد ۶، ص ۱۱۰)

اب آخری بات کہ وقوع قیامت کا علم حضرت اسرافیل علیہ السلام کو تو دیا جائے گا جبھی تو وہ صور پھونکیں گے جو بات اسرافیل علیہ السلام کے لیے ممکن ہے وہ بات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ممکن کیوں نہیں وہ حضور کے امتی ہیں تو کیا امتی نبی سے زیادہ علم والا ہوتا ہے؟۔

بارش کا علم

بارش کب برسے گی اس کا حقیقی و ذاتی علم بھی خدائے تعالیٰ کے پاس ہے اور جسے چاہے عطا فرمادے یہ اس کی شان کریمی سے بعید نہیں قرآن پاک میں واضح ثبوت ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بارش کے علم سے آگاہ فرمایا تھا آپ نے بادشاہ مصر کے خواب کی تعبیر بیان فرمائی کہ تم سات سال کھیتی کرو گے اور جو کاٹو اسے بالیوں میں رہنے دو مگر تھوڑا جتنا تم کھالو پھر اس کے بعد سات سال سخت ہوں گے کھا جاؤ گے جو تم نے جمع کیا تھا مگر تھوڑا جو بچا لو **ثم یاتی من بعد ذالک عام فیه یغاث الناس وفیه یعصرون** پھر انکے بعد ایک سال آئے گا جس میں لوگوں کو بارش دی جائے گی اور لوگ اس میں رس نچوڑیں گے (سورہ یوسف آیت ۴۹)

اس واضح آیت مبارکہ کے ہوتے ہوئے کسی تبصرے کی ضرورت نہیں۔

اب حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث سنیئے ایک مرتبہ قحط سالی نے اہل مدینہ کا جینا دوبھر کر دیا۔ ایک آدمی نے فریاد کی یارسول اللہ ہمارے جانور ہلاک ہو گئے دعا کریں ہمارے لئے بارش ہو آپ نے دعا کی آسمان صاف تھا اسی وقت بادل گھر آئے اور آسمان نے ایسا منہ کھولا کہ صحابہ بارش میں اپنے گھروں کو گئے پھر متواتر اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی وہی آدمی پھر اٹھا اور فریاد کی یارسول اللہ ہمارے مکان گر رہے ہیں لہٰذا دعا کریں اللہ تعالیٰ بارش کو روک دے۔ حضور نے مسکرا کر دعا فرمائی اے اللہ ہمیں چھوڑ کر ہمارے ارد گرد برسا دے۔ یہ کہنا تھا کہ بادل مدینہ منورہ کے اوپر سے ہٹ کر یوں چاروں طرف رہے گویا وہ تاج ہیں (بخاری کتاب الانبیاء نسائی، مسلم، معانی الآثار) امام اعظم نے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

و دعوت عام القحط ربک معلمنا
فانہال قطر السحب حین دعا کا

(قصیدہ النعمان)

اب غور کیجئے جس محبوب کی دعا میں یہ تاثیر ہو اس کے بارے میں کہنا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے بھی بارش کا علم نہیں جانتا کتنی بے ذوقی ہے۔

اللہ کی عطا کا تو انکار مت کرو
سرکار کی جو شان ہے بیشک عطائی ہے

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے واضح فرمایا ہے کہ یاجوج ماجوج کی ہلاکت کے بعد ایک عظیم بارش ہوگی (ترمذی باب علامات قیامت) اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ حضور اللہ تعالیٰ کے بتانے سے اس علم خاص کو بھی جانتے ہیں ویسے موجودہ سائنسی دور میں قرآن پاک کو اس انداز سے پیش کرنا عجیب بات ہے آئے دن موسمیاتی سائنس بارش کے برسنے بادلوں کے پھٹنے کی

پیش گوئی کرتی رہتی ہے کیا جدید ذہن یہ نہ کہیں گے کہ قرآن انسان کو پیچھے کی طرف لے جا رہا ہے۔ اس اعتراض کا ایک ہی جواب ہے کہ سائنس والے آج یہ معرکے مار رہے ہیں جبکہ قرآن صدیوں پہلے اللہ کے ایک نبی کے اس علم و خبر کو بیان کر چکا ہے۔

رحم مادر کا علم

ماں کے شکم میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اگر وہ کسی کو بتا دے تو کوئی حرج نہیں اس سے اس کے علم محیط میں ذرہ بھر بھی کمی واقع نہ ہوگی۔ قرآن پاک میں فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت دی اور ان کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام کی بشارت دی (سورہ ہود ۷۱) اسی طرح آپ کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں بتایا گیا آیت مبارکہ یذبحون ابناء کم (تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے ہیں) کے تحت مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ کاہنوں نے فرعون مصر کو بتایا کہ بنی اسرائیل کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تمہاری بادشاہی کو ملیا میٹ کر دے گا اس لئے اس نے ستر ہزار بچے قتل کرائے اور نوے ہزار حمل گرائے (خزائن العرفان سورہ البقرہ)

حضرت زکریا علیہ السلام کو فرشتوں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی خوشخبری دی (آل عمران ۳۹) معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اس غیب پر اطلاع دی نیز جب حضرت یحییٰ علیہ السلام شکم مادر میں جلوہ افروز تھے تو حضرت زکریا علیہ السلام کو پورا یقین تھا کہ ان کے ہاں بیٹا ہی پیدا ہوگا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سیدہ مریم علیہ السلام سے کہا لاھب لک غلاما ذکیا کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں (مریم ۱۹) اور جب حضرت مریم کے شکم اطہر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے پرورش پا رہے تھے تو حضرت مریم علیہ السلام کو وثوق تھا کہ ان کے شکم اطہر میں بیٹا ہی ہے جبرئیل امین کو بھی علم تھا کہ

ان کی گود میں بیٹا ہی پیدا ہوگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت سنائی (سورہ الصف آیت) جب حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور مبارک سیدہ آمنہ کے شکم انور میں نور افروز تھا تو وہ فرماتی ہیں۔

میں خواب و بیداری کے درمیان تھی کہ میرے پاس کوئی آنے والا آیا اور اس نے پوچھا تجھے علم ہے کہ تو حاملہ ہے میں نے کہا نہیں اس نے کہا تیرے بطن مطہر میں اس امت کا سردار اور رسول تشریف فرما ہے (الوفا جلد ا' ص ۸۸ از ابن جوزی' طبقات ابن سعد جلد ا' ص ۹۸)

میرے پاس آنے والا آیا اس نے فرمایا جب اس کی ولادت ہو جائے تو اس کا نام محمد رکھنا تورات و انجیل میں اس کا نام احمد ہے۔ زمین و آسمان والے سب اس کی تعریف کریں گے (سیرت حلبیہ جلد ا ص ۴۶)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت سے پہلے آپ کے بارے میں عرش و فرش میں دہائیاں مچی ہوئی تھیں کہ سیدہ آمنہ کی آغوش رحمت میں رحمۃ للعالمین کا ظہور ہونے والا ہے گویا آپ کے حوالے سے علم غیب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں' حوروں' نبیوں اور فطرت کے مظاہر میں خوب تقسیم فرما دیا بلکہ حضرت عباس سے روایت ہے کہ جب سیدہ آمنہ کے شکم اطہر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور روشن تھا تو قریش کے جانور بھی بول پڑے ورب الکعبۃ وھو امان الدنیا وسراج اھلھا رب کعبہ کی قسم دنیا کی امان اور اس کے سورج آ گئے۔ مشرق کے جانور مغرب کے جانوروں کو مبارک دے رہے تھے۔ سمندری مخلوق بھی مبارک دے رہی تھی زمین و آسمان میں ایک ہی صدا تھی کہ خوش ہو جاؤ رسول آخر کی تشریف آوری کا وقت قریب ہے (الخصائص الکبریٰ جلد ا ص ۴۷) خود سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں ابراہیم کی دعا عیسیٰ کی بشارت اور اپنی ماں کا خواب ہوں۔ انہوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ان سے

ایک نور نکلا ہے جس سے شام کے محل چمک اٹھے (سیرۃ الرسول از ابن عبدالوہاب، ص ۳۰ مطبوعہ جہلم) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسین کی بشارت دی (مشکوٰۃ باب فضائل اہل بیت) حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ میرے بعد میرے گھر بیٹی ہوگی (انجاح الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ باب اشراط قیامت) اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شکم مادر میں موجود بچے کے بارے میں فرشتہ چار باتیں لکھتا ہے اس کا عمل، اس کی موت، اس کا رزق، اس کی سعادت یا شقاوت پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے (مشکوٰۃ کتاب الایمان) یہ علم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اولیاء کرام کیلئے بھی ثابت ہے جیسا کہ امام سیوطی نے کہا (روض النظیر شرح جامع صغیر) موجودہ سائنسی دور میں ایسے آلات بھی بن چکے ہیں جن سے شکم مادر کے سربستہ راز کو فاش کیا جا رہا ہے گویا اسلام نے اس سائنسی کمال کے ممکن ہونے کی بہت پہلے خبر دے دی اس سائنس کا علم ظنی ہے لیکن اسلام کا علم قطعی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا عطا فرمودہ ہے اور ومن اصدق من اللہ قیلا (اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہو سکتی ہے) کا مصداق ہے۔

مستقبل کا علم

اس کا حقیقی و ذاتی علم خدا تعالیٰ ہی کو معلوم ہے اگر کسی کو عطا فرما دے تو کوئی قباحت نہیں اور اس نے ایسا کیا بھی ہے جس پر قرآن و حدیث اور آثار صحابہ و اولیاء کے شواہد پیش کئے جا سکتے ہیں قرآن پاک میں ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا اے یوسف اپنا خواب اپنے بھائیوں پہ ظاہر نہ کرنا ورنہ وہ تمہارے ساتھ کوئی چال چلیں گے (سورہ یوسف آیت ۵)

اللہ تعالیٰ تجھے اپنی نبوت کیلئے چن لے گا اور تجھے باتوں کا انجام بتائے گا اور تجھ پر اپنی نعمت تمام کرے گا (سورہ یوسف، آیت ۶)

میں ڈرتا ہوں اسے کوئی بھیڑیا نہ کھا جائے (سورہ یوسف، آیت ۱۳)

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے میرے قیدی ساتھیو! تم میں سے ایک اپنے بادشاہ کو شراب پلائے گا اور دوسرا تختہ دار پر چڑھے گا (یوسف آیت ۴۱)

میری قمیض لے جاؤ میرے باپ کی آنکھوں پر رکھنا ان کی بینائی لوٹ آئے گی (سورہ یوسف آیت ۹۳)

خضر علیہ السلام نے فرمایا اے موسیٰ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے (سورہ الکہف آیت ۶۷)

خضر علیہ السلام نے کشتی کا تختہ اکھاڑ دیا کہ وہ کشتی محتاجوں کی تھی کہ دریا میں کام کرتے تھے ''تو میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کردوں اور ان کے پیچھے ایک بادشاہ تھا جو ہر ثابت کشتی زبردستی چھین لیتا'' (سورہ الکہف، آیت ۷۹)

(حضرت خضر علیہ السلام نے ایک بچے کو قتل کردیا کہ) اس کے ماں باپ مسلمان تھے ہمیں ڈر ہوا کہ وہاں کو سرکشی اور کفر پر چڑھا دے تو ہم نے چاہا کہ ان دونوں کو رب اس سے بہتر بیٹا عطا کردے (سورہ الکہف، آیت ۸۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے کتاب دی اس نے اور نبی بنایا (سورہ مریم آیت ۳۰)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو مستقبل کا علم عطا فرماتا ہے اب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ پڑھ کر ایمان تازہ کیجئے۔

صحابہ کرام نے ایک شخص کے انداز جنگ کی تعریف کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار وہ دوزخی ہے بالآخر وہ شخص خودکشی کرکے مرا (صحیح بخاری جلد ۱)

حضور نے فرمایا کل میں ایسے آدمی کو جھنڈا دوں گا جسکے ہاتھ پہ اللہ تعالیٰ فتح دے گا (صحیح بخاری، مشکوٰۃ مناقب علی)

فرمایا دجال سے جہاد کرنے والوں کے نام ان کے آبا اجداد کے نام اور ان

کے گھوڑوں کے رنگ پہچانتے ہیں وہ زمین کے بہترین سوار ہوں گے (مشکوۃ کتاب الفتن، مسلم جلد ۲)

فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر اتریں گے انکا نکاح ہوگا اور اولاد ہوگی چالیس سال قیام کریں گے اور پھر ان کا انتقال ہوگا۔ میرے ساتھ دفن ہوں گے میں اور عیسیٰ ایک قبر سے اٹھیں گے ابو بکر و عمر کے درمیان (مشکوٰۃ)

خلفائے ثلاثہ کو جنت کی بشارت دی (صحیح بخاری جلد ۱) عشرہ مبشرہ میں حضرت مولا علی اور چھ دوسرے صحابہ کرام کو بھی جنت کی بشارت میں شامل کیا گیا مبشرہ کے لفظ سے واضح ہے (رضی اللہ عنہم)

حضور کے پاس دو کتابیں تھیں جن میں جنتیوں اور جہنمیوں کے نام ان کے آباء و قبائل کے نام درج تھے (ترمذی جلد ۲)

حضور نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کی خبر ان کے شہید ہونے کی جگہ سے بہت دور رہتے ہوئے عطا فرمائی (بخاری جلد ۲، مشکوٰۃ)

حضرت عمر و عثمان کی شہادت کی خبر دی (صحیح بخاری)

میری امت کی ہلاکت قریش کے کچھ لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی (بخاری جلد ۲) اس میں یزید کی خبر ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کو صحت اور بلندی کی خوش خبری دی (بخاری جلد ۱)

حضور نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو مدینہ منورہ میں بھوک موت اور قتل عام کے پھیلنے کی خبر دی (مشکوٰۃ) حضرت ابوذر غفاری کو مدینہ منورہ میں بھوک موت اور قتل عام کے پھیلنے کی خبر دی۔ (مشکوٰۃ)

تبوک میں آندھی آنے کی خبر دی اور ہدایت کی کہ ہر شخص کھڑا نہ رہے اور اونٹ کو باندھ لے (بخاری جلد ۱)

جو چاہے مجھ سے پوچھ لو ایک نے پوچھا میرا باپ کون ہے فرمایا حذیفہ دوسرے نے پوچھا میرا باپ کون ہے فرمایا سالم مولی شیبہ (بخاری جلد ۱، مسلم جلد ۲)

حضرت زید بن ارقم کو نابینا ہونے اور اس پر صبر کرنے کے صلہ میں جنتی ہونے کی بشارت دی (مشکوٰۃ)

فرمایا مجھے علم دیا گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا کون میرا انکار کرے گا منافقوں نے اس بات کا مذاق اڑایا۔ آپ نے فرمایا قوم کو کیا ہو گیا میرے علم میں طعن کرتی ہے جو چاہے سوال کرے میں قیامت تک ہر سوال کا جواب دوں گا (تفسیر خازن جلد ۱)

فرمایا تم ضرور اپنے سے پہلے لوگوں کی اندھی پیروی کرو گے بالشت کے برابر بالشت، گز برابر بالشت اگر وہ گوہ کے سوراخ میں گھس گئے تو تم بھی اس میں جا گھسو گے لوگوں نے کہا ان سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ فرمایا اور کون (بخاری کتاب الانبیاء)

قیصر و کسریٰ کی تباہی کی خبر دی (بخاری کتاب الجہاد)

زمانہ آخر کی قوم کی خبر دی جس کی زبان پر حدیثیں ہوں گی مگر اسلام سے خارج ہو گی (بخاری و مشکوٰۃ و ترمذی)

ایسی بے شمار احادیث صحاح ستہ میں موجود ہیں جن میں حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بارے میں خوب فرمایا کہ فلاں جان کیا کمائے گی لہٰذا ماننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ خاص علم عطا فرمایا تھا ورنہ تمام آیات قدسیہ اور احادیث صحیحہ کی مخالفت ہو جائے گی۔

مقام موت کا علم

واقعی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے لیکن اس کے فضل و کرم سے اس کے برگزیدہ نبی اور ولی جان لیں تو اس کے خزانہ علم میں کیا کمی آ سکتی ہے اس پر بھی بہت

سے دلائل ہیں مثلاً

حضرت یوسف نے فرمایا واما الاخر **فیصلب** اور دوسرے کو تختہ دار پر چڑھایا جائے گا اور یہ خبر اتنی حتمی تھی کہ فرمایا فیصلہ ہو چکا اس کا جو تم مجھ سے پوچھتے تھے (سورہ یوسف آیت ۴۱)

اور موت کا فرشتہ تمہیں مارتا ہے جو تم پر متعین ہے (سورہ السجدہ آیت ۱۱)

جب ان کے پاس ہمارے فرستادہ ان کی جان نکالنے آئیں تو ان سے کہتے ہیں کہاں ہیں وہ جن کو تم خدا کا شریک ٹھہراتے تھے (سورہ الاعراف آیت ۳۷)

ان آیات قدسیہ سے معلوم ہوا کہ ملک الموت اور دیگر فرشتوں کو یہ علم ہوتا ہے کہ کوئی کہاں مرے گا اور کس کی کس جگہ روح قبض کرنی ہے اب آپ احادیث مبارکہ میں اس موقف کی تائید دیکھئے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرہ کے وصال کی خبر دی کہ سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی (بخاری ومسلم ومشکوۃ)

غزوہ بدر سے ایک دن پہلے ہی حضور نے بتایا کہ یہ جگہ فلاں کافر کی قتل گاہ ہوگی زمین پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کل فلاں کافر اس جگہ قتل ہوگا پھر زمین پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کل فلاں کافر اس جگہ مرے گا راوی کہتا ہے کہ جس جگہ حضور نے نشان لگایا تھا اللہ کی قسم کوئی وہاں سے ادھر ادھر نہ ہو سکا (ابو داؤد جلد۲، مسلم جلد۲)

امام حسین کی شہادت کی خبر دی (ترمذی جلد۲، مشکوہ دلائل النبوۃ بیہقی جلد۷، مسند احمد جلد۲)

فرمایا مجھے جبریل نے خبر دی کہ میرا بیٹا حسین طف میں شہید کر دیا جائے گا وہ میرے پاس وہاں کی مٹی لائے ہیں (صواعق محرقہ ص۱۹۰، خصائص کبری ص ۱۲۵) یہ روایت مختلف الفاظ کے ساتھ البدایہ والنہایہ، المستدرک، سر الشہادتین میں بھی موجود ہے۔ فرمایا انہ یقتل بکر بلا وہ کربلا میں شہید کئے جائیں گے۔

تہذیب التہذیب، دلائل النبوۃ ابونعیم میں بھی یہ روایت ہے۔

حضرت علیؓ نے شہادت حسین کی جگہ پہ آ کر فرمایا یہاں ان کے اونٹ بیٹھیں گے یہاں ان کے کجاوے کھلیں گے یہاں ان کا خون بہے گا یہاں کتنے جوانان آل رسول قتل ہوں گے کہ آسمان و زمین ان پر روئیں گے (دلائل النبوۃ ابونعیم، ص ۵۰۹)

زہیر بن قین جلبی کو حضرت سلمان فارسی نے فرمایا تم جوانوں کے سردار امام حسین کو پاؤ گے اور ان کے دشمنوں سے جنگ کرو گے (تاریخ طبری جلد ۲، ص ۲۲۵) چنانچہ وہ کربلا میں شہید ہوئے مزید یہ کہ احادیث میں واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذمے بعض کام لگا رکھے ہیں مثلاً بارش برسانا، رزق کا حساب رکھنا، رحم میں صورتوں کو تشکیل دینا، مارنا وغیرہ اس کی تائید قرآنی آیت "المدبرات امرا" سے بھی ہوتی ہے اب ظاہر ہے ان باتوں کا فرشتوں کو علم دیا جاتا ہے تو وہ انہیں سر انجام دیتے ہیں یہی علم کسی نبی یا ولی کے حق میں مان لیا جائے تو کیا ہوتا ہے۔

حاصل بحث

دلائل آپ کے سامنے ہیں ایک آیت کہہ رہی ہے کہ علوم خمسہ کو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور دوسری متعدد آیات و احادیث اور آثار صحابہ سے ثابت ہو رہا ہے کہ علوم خمسہ کو اللہ تعالیٰ کے بندے بھی جانتے ہیں۔ اب ایک باشعور قاری کو یہی فیصلہ کرنا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ ذاتی و حقیقی طور پر جانتا ہے اس کے بندے اس کی عطا و رحمت سے جانتے ہیں تا کہ ان تمام آیات و احادیث کا اس آیت سے تضاد ختم ہو جائے۔ دیکھئے ایک آیت کو ماننا اور باقی آیات و احادیث کا انکار کرنا کہاں کا انصاف ہے علامہ صاوی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ان باتوں کو اپنے آپ کوئی نہیں جانتا اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ہی بندے

کے جاننے میں کوئی چیز مانع نہیں جیسے انبیاء کرام اور اولیاء عظام نے فرمایا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے علم کو نہیں گھیر سکتے مگر جس قدر اللہ تعالیٰ چاہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر کسی کو ظاہر نہیں کرتا سوائے اپنے پیارے رسولوں کے پس اگر وہ اپنے بعض بندوں کو بعض غیبوں کی اطلاع دے دے تو کیا حرج ہے یہ علم غیب نبی کا معجزہ اور ولی کی کرامت ہوگا اسی لئے علماء نے فرمایا کہ حضور دنیا سے نہیں گئے یہاں تک کہ انہیں ان پانچوں علوم کی خبر دے دی گئی۔ (تفسیر صاوی سورہ لقمان)

ایک نفیس بات

اللہ کریم نے فرمایا ہے: **عالم الغیب والشهاده الکبیر المتعال** وہ ہر چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے سب سے بڑا بلندی والا (سورہ الرعد آیت ۹) اس آیت کریمہ کو سامنے رکھ کر سوچئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے بندوں کے علم غیب کا اقرار کرنا شرک ہے تو پھر علم شہادت کا اقرار کرنا بھی شرک ہوگا کیونکہ یہاں علم شہادت بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اس کو سب مانتے ہیں کہ علم شہادت اللہ تعالیٰ کے بندوں کو حاصل ہے جب ہم کہہ سکتے ہیں کہ جب علم شہادت جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اللہ جل جلالہ کہ بندوں کیلئے ثابت کرنا شرک نہیں تو علم غیب اس کے بندوں کیلئے ثابت کرنا کیونکر شرک ہوگا۔

ہمیں چشم بینا دکھاتی ہے سب کچھ
وہ اندھے ہیں جو جام جم دیکھتے ہیں

* * *

غیب کی خبریں

غیب کیا ہوتا ہے ہر وہ چیز جو حواس خمسہ اور بداہت عقل سے نہ جانی جا سکے غیب کہلاتی ہے مثلاً ملائکہ، انبیاء سابقین، حالات برزخ، علامات قیامت، حشر و نشر، صراط و میزان، جنت و دوزخ عرش و کرسی، لوح و قلم، حور و غلماں، علامہ قرطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ **الغیب کل ما اخبربه الرسول علیه السلام ممالا تهتدی الیه العقول** (تفسیر قرطبی جلد ۱) غیب وہ ہے جس کے بارے میں رسول علیہ السلام نے خبر دی کہ عقلیں اس کو حاصل نہیں کر سکتیں غیب تک نبی کی رسائی ہوتی ہے بلکہ نبی کا معنی ہے۔ غیب بتانے والا ہے جیسا کہ ائمہ لغت نے نبوت کا معنی بتایا کہ **النبوه التی هی الاطلاع الغیب** نبوت کہتے ہی اطلاع غیب کو ہیں اب ظاہر ہے کہ جو نبوت پر فائز ہوگا وہ ''مطلع علی الغیب'' ہوگا یہ ہر نبی کی شان ہے کہ وہ غیب کو دیکھتا ہے جبکہ ہمارے نبی آخر و اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب الغیب یعنی ذات خداوندی کو بھی دیکھتے ہیں۔ **کما قال رایت ربی فی احسن صوره** (جامع ترمذی مشکوٰۃ) یعنی میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا پس جو شخص نبی کی بتائی ہوئی غیبی خبروں پر ایمان لاتا ہے وہی مومن ہے۔ **الذین یومنون بالغیب**، وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ (سورہ البقرہ آیت ۲) حضور سرور عالم مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بے شمار غیب کی خبروں سے اپنے غلاموں کو مطلع فرمایا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **وما هو علی الغیب بضنین** اور نبی غیب بتانے میں بخل سے کام نہیں لیتا (سورہ التکویر آیت ۲۴) یہاں مولانا شبیر احمد عثمانی نے کیا خوب لکھا ہے۔

''یعنی یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے اللہ کے اسماء صفات سے یا احکام شریعہ سے یا مذاہب کی حقیقت و بطلان سے یا جنت و دوزخ کے احوال سے یا واقعات بعد الموت سے اور ان چیزوں کے

بتلانے میں ذرا بخل نہیں کرتا" (تفسیر عثمانی) بلکہ اس بات کیلئے دلیل کی حاجت نہیں کہ نبی کو دلائل توحید کا غیب دیا جاتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ دلائل توحید میں تو ذرہ ذرہ شامل ہے لہٰذا پھر نبی کو بھی ذرے ذرے کا غیب معلوم ہونا چاہیے۔

اس مدلل بحث کے بعد ہم مسند امام اعظم سے چند غیب کی خبریں نقل کرتے ہیں کہ ایمان والے اپنے آقا کے ہمہ گیر علم کو دیکھ کر ایمان تازہ کریں۔

قدریوں کی خبر

امام اعظم نے حضرت نافع سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قدریہ (جو تقدیر کے منکر ہیں) اس امت کے مجوس ہیں اور دجال کے ساتھ چلنے والے ہیں (مسند امام اعظم باب ۱۰)

امام اعظم نے حضرت ہیثم سے انہوں نے حضرت نافع سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایک قوم آئے گی جو کہے گی کہ قدر کوئی چیز نہیں پھر وہ زندیق ہو جائے گی تو تم اس قوم سے ملو تو سلام نہ کرو بیمار ہو تو بیمار پرسی نہ کرو مر جائے تو جنازہ نہ پڑھو کیونکہ وہ دجال کے ساتھی اور اس امت کے مجوس ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ وہ ان کو ان کے ساتھ دوزخ میں ڈال دے گا (مسند امام اعظم باب ۱۰)

یہی روایت حضرت امام اعظم نے بلا واسطہ حضرت نافع تابعیؒ سے بھی حاصل کی ہے۔

امام اعظم نے علقمہ سے انہوں نے حضرت ابن بریدہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قدریوں پر لعنت کی اور کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس نے ان پر لعنت نہ کی ہو اور اپنی امت کو ان سے بات کرنے سے منع نہ کیا ہو (ایضا)

اشارات

ان روایات سے معلوم ہوا کہ بعض حضرات جو حضرت امام پر ایسے فرقوں کی اعتقادی حمایت کا الزام لگاتے ہیں تو زیادتی کرتے ہیں آپ تو ان کی تردید میں وارد ہونے والی احادیث کو نقل کر کے گویا ان کے باطل ہونے اور اپنے کامل الایمان ہونے کا اعلان کر رہے ہیں۔

جو اللہ تعالیٰ کے دشمن اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باغی ہیں۔ ان کے ساتھ معاشرتی میل جول حرام ہے قرآن حکیم نے فرمایا ہے جو تم میں سے ان کے ساتھ محبت کرے وہ ان میں سے ہے۔

علوم خمسہ میں سے ایک علم ہے کہ کوئی کل کیا کمائے گا اس کی واضح اطلاع ہے۔

ماضی کی خبر دی کہ سرور عالم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ نبوت کے سامنے ماضی و حال و مستقبل کے اسرار روشن ہیں۔

قوم لوط کی خبر

امام اعظم نے حضرت سماک سے انہوں نے حضرت ابو صالح سے انہوں نے حضرت ام ہانی سے روایت کی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قوم لوط میں کیا بری بات تھی جو اپنی محفلوں میں کیا کرتی تھی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ دوسروں پر گٹھلیاں اور کنکریاں پھینکا کرتے تھے اور مسافروں کا مذاق اڑاتے تھے (مسند امام اعظم کتاب التفسیر)

اشارات

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے امور غیبیہ سے متعلق سوال کیا کرتے تھے گویا انہیں یقین ہوتا تھا کہ حضور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم ان کے ہر سوال کا جواب دینے پر قادر ہیں۔

ماضی کی خبر دی

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سوال کا فورا جواب دیا یہ نہ کہا کہ جبریل امین کو آ لینے دو وہ بتائیں گے تو تمہیں بتا دوں گا گویا اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے بلا واسطہ اپنے محبوب کو نوازا ہے جب جبریل امین کو بھیجا جاتا تھا تو ان کو حضور کی صحبت سے مشرف کرنے کیلئے بھیجا جاتا تھا۔

قیامت کی خبر

امام اعظم نے حضرت عبدالملک سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایمان والوں میں سے ایک گروہ اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں جائے گا تو مشرک کہیں گے تم کو تمہارے ایمان نے فائدہ نہ دیا ہم اور تم ایک ہی جگہ عذاب میں گرفتار ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب جوش میں آئے گا اور وہ حکم دے گا جہنم میں ایک بھی ایسا نہ ہو جو لا الہ الا اللہ کہتا رہا تھا بس وہ نکالے جائیں گے کہ ان کے بدن جل کر سیاہ کوئلے کی طرح ہو چکے ہوں گے۔ سوائے ان کے چہروں کے ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی نہ ان کے چہرے کالے ہوں گے۔ پھر انہیں جنت کے دروازے پر بہتی ہوئی نہر میں غسل کیلئے لایا جائے گا تو غسل سے ان کی طبیعت ہشاش بشاش ہو جائے گی اور جسم کی سوزش ختم ہو جائے گی پھر انہیں جنت میں پہنچا دیا جائے گا۔ جنت کا داروغہ کہے گا تم پاک ہو گئے لو اب جنت میں ہمیشہ کیلئے رہو جنت میں ان کا نام جہنمی پڑ جائے گا پھر وہ اللہ تعالیٰ سے فریاد کریں گے تو ان کا نام مٹ جائے گا کہ کبھی نہ اس نام سے پکارے جائیں گے جب یہ مسلمان جہنم سے باہر آئیں گے تو کافر کہیں گے یا لیتنا کنا مسلمین

ہائے ہماری خرابی ہم بھی مسلمان ہوتے یہی معنی ہیں۔ اس ارشاد باری کے ایما یود الذین کفر والو کانوا مسلمین (مسند امام اعظم کتاب الشفاعۃ)

ایک دوزخی کا واقعہ

امام اعظم نے حضرت حماد سے انہوں نے حضرت ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا موحدین سے بھی کوئی دوزخ میں رہے گا فرمایا ہاں ایک شخص دوزخ کی تہہ میں پکارتا ہوگا یا حنان یا منان' جبریل امین اس کی آوازیں سن کر کہیں گے العجب العجب پھر عرش الٰہی کے سامنے سجدہ ریز ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اپنا سر اٹھا تو وہ اپنا سر اٹھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا تم نے کوئی عجیب بات دیکھی حالانکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے پس وہ اس شخص کے بارے میں کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا دوزخ کے داروغے کے پاس جاؤ اور یا حنان یا منان پکارنے والے کو نکال دو۔ جبریل امین داروغے کو کہیں گے وہ تلاش کرے گا مگر اس کو نہ ملے گا حالانکہ وہ دوزخیوں کو اتنا پہچانتا ہے جتنا کہ ماں اپنی اولاد کو وہ حیران ہو کر کہے گا کہ دوزخ نے اس وقت ایسی سانس لی ہے کہ میں پتھر اور لوہے اور آدمی میں فرق نہیں کر سکتا' جبرائیل امین واپس اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں سربسجدہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ داروغے سے کہو میرا بندہ فلاں پوشیدہ کونے میں ہے جبریل امین داروغے سے کہیں گے وہ جا کر دیکھے گا کہ وہ شخص اس حال میں پڑا ہوگا پیشانی اس کے پیروں سے بندھی ہوگی' ہاتھ اس کی گردن میں پڑے ہوں گے اور سانپ بچھو اس کے ساتھ لپٹے ہوں گے داروغہ جھٹکا دے گا تو طوق اور زنجیریں ٹوٹ جائیں گی۔ سانپ بچھو گر جائیں گے اور وہ اسے چشمہ حیات میں نہلا کر جبرئیل امین کے حوالے کر دے گا۔ حضرت جبریل اسے لیتے ہوئے فرشتوں کی

ایک جماعت میں سے گزریں گے تو وہ کہیں گے تف ہے اس بندے پر جب وہ اللہ تعالیٰ کے پاس جائے گا تو اللہ تعالیٰ پوچھے گا میرے بندے کیا میں نے تجھے اچھی صورت نہیں دی تیری طرف پیغمبر نہیں آیا کتاب نہیں اتری تجھ کو اچھائی کا حکم نہیں دیا گیا برائی سے نہیں روکا گیا وہ ہر بات کا اقرار کرے گا اور کہے گا اللہ میں نے جان پر ظلم کیا اتنے سال دوزخ میں جلا ہوں مگر تیری رحمت سے امید نہیں توڑی تجھے یا حنان یا منان کہتا رہا ہوں اب تو نے میری سن لی ہے تو مجھ پر رحم فرما اللہ تعالیٰ فرمائے گا فرشتو گواہ بن جاؤ میں نے اس پر رحم کیا (ایضا)

خدا کا دیدار

امام اعظم نے حضرت اسماعیل بن ابو خالد اور بیان بن بشر سے انہوں نے حضرت قیس بن ابو حازم سے انہوں نے حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انکم سترون ربکم کما ترون هذا القمر لیله البدر لا تضامون فی رویته عنقریب تم اپنے رب کو اس طرح دیکھتے ہوگے جیسے چودھویں رات کے چاند کو تمہیں اس کے دیکھنے میں کوئی تکلیف نہ ہوگی پس خیال رکھو کہیں فجر اور ظہر، عصر کی نماز سے غفلت نہ ہو جائے (ایضا)

شفاعت کی خبر

امام اعظم نے حضرت عطیہ سے انہوں نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آیہ عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا یعنی عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود عطا فرمائے گا کے تحت فرمایا المقام المحمود الشفاعه یعذب الله تعالی قوما من اهل الایمان بذنوبهم ثم یخرج بشفاعه محمد صلی الله تعالی علیه وسلم مقام محمود سے مراد شفاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل ایمان میں سے ایک قوم کو عذاب

دے گا ان کے گناہوں کی وجہ سے پھر شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے عذاب سے نکالے گا پھر وہ نہر حیات میں نہلائے جائیں گے اور ان کو جنت عطا کی جائے گی جنتی ان کو جہنمی کہیں گے وہ فریاد کریں گے تو ان کا یہ نام مٹا دیا جائے گا ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان اور اہل قبلہ میں سے ایک قوم (جن پر عذاب ہو رہا ہوگا) کو شفاعت محمدی کی بدولت رہائی عطا فرمائے گا (ایضا)

امام اعظمؒ نے محمد بن منصور حضرت محمد بن عیسیٰ اور یزید الطوسی سے انہوں نے قاسم بن امیہ سے انہوں نے نوح بن قیس سے انہوں نے یزید الرقاشی انہوں نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی کہ ہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کن لوگوں کی شفاعت کریں گے فرمایا لاھل الکبائر، واھل العظائم، واھل الدماء، اہل کبائر، اہل عظائم کی اور جن لوگوں نے ناحق خون کیا۔ (ایضاً)

اشارات

ان روایات سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت تک بلکہ قیامت کے بعد بھی ہونے والے احوال سے واقف ہیں۔

☆ جس نے ایک بار بھی کلمہ شریف پڑھا ہوگا اس کی بخشش ہو جائے گی اس میں معتزلہ و خوارج کا رد ہے جو کبائر کے مرتکب کیلئے عذاب ابدی ثابت کرتے ہیں یہ یاد رہے کہ لا الہ الا اللہ سے مراد پوری دعوت ایمانی کو قبول کرنا ہے۔ ضروریات دینی کا انکار کرنے والا اس بشارت کا مستحق نہیں (فیوض الباری، ص ۳۴۰، جلد ۱)

☆ شفاعت برحق ہے ومالکم من دون اللہ من ولی ولا شفیع کی آیت میں اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے حق میں شفاعت و اعانت کا انکار ہے

دوستوں کے حق میں نہیں۔ شفاعت اہل ایمان اور اہل قبلہ کیلئے ہوگی۔

حدیث میں اہل قبلہ کا ذکر آیا۔ اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو قبلہ کی طرف منہ کرنے کے ساتھ ساتھ تمام ضروریات دین کا اقرار کرتے ہوں یہ کہنا کہ ہر کلمہ گو اہل قبلہ میں شامل ہے باقی عقائد کے بارے میں جیسا چاہے۔ ظالمانہ رویہ اپنانے یہ اہل قبلہ کی تعریف کے ہی خلاف ہے۔ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ اعلم ان المراد باھل القبلہ الذین اتفقوا علی ماھومن ضروریات الدین فمن واظب طول عمرہ علی الطاعات والعبادت مع اعتقاد قدم العالم و نفی الحشر اونفی علمہ سبحانہ و تعالی بالجزئیات لایکون من اھل القبلہ جان لے کہ اہل قبلہ ان کو کہا جائے گا جو تمام ضروریات دین پر متفق ہوں جو شخص ساری زندگی عبادات اور اطاعات کا پابند رہا ہو مگر عالم کے قدیم ہونے کا قائل قیامت کا انکار کرتا ہو یا اللہ تعالیٰ کے علم محیط کا منکر ہو وہ اہل قبلہ میں شامل نہیں (شرح فقہ اکبر ص۱۸۹)

امام شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں لاخلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اھل القبلہ جو آدمی ضروریات اسلام کا مخالف ہو اگرچہ اہل قبلہ میں سے ہو اس کے کفر میں کسی کا اختلاف نہیں (شامی جلد۱، ص۲۷۷) اور نبراس شرح عقائد نسفی، مواقف اور شرح تحریر الاصول میں بھی یہی درج ہے۔

مسلک اہل سنت و جماعت صحابہ و تابعین کا مسلک ہے اسی کی پیروی کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے اتبعوا السواد الاعظم سب سے بڑے گروہ کی اتباع کرو یہی عین اسلام ہے یہی صاحب ایمان ہے اس کے علاوہ دوسرے بہتر فرقے ناری ہیں جو کہ حدیث کلھم فی النار الاواحدہ سے ثابت ہے ہاں ان بدبختی فرقوں میں سے اگرکوئی ضروریات دین کا انکار نہ

کرے تو اس کی تکفیر سے زبان روکنی چاہئے کما قال الامام الربانی رضی الله عنه

''وچوں ایں فرقہ متبدعہ اہل قبلہ اند در تکفیر آنہا جرات نباید نمود تازمانے کہ انکار ضروریات دینیہ نماید ورد متواترات احکام شریعہ نکنند وقبول ماعلم مجیہ من الدین بالضرورۃ نکنند'' (مکتوبات شریفہ دفتر دوم)

☆ ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گستاخ ہے۔ خلافت صدیقی کا منکر ہے۔ اہل بیت کی توہین کرتا ہے یا صحابہ کو گالیاں بکتا ہے وہ ہزار قبلہ کی طرف منہ کرے نمازیں پڑھے زہد و عبادت سے دنیا کو متاثر کرے اہل قبلہ کی تعریف سے خارج ہے کہ مذکورہ تمام باتیں دین کے خلاف ہیں۔

☆ دیدار الٰہی برحق ہے دنیا میں خدا کو نہیں دیکھا جا سکتا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے واعلموا انکم لن تروا ربکم حتی تموتوا (صحیح مسلم) ہاں قیامت کے دن اہل ایمان کو اس کا دیدار نصیب ہوگا جیسا کہ قرآن پاک میں فرمایا وجوہ یومئذ ناضرة الی ربها ناظره یعنی قیامت کے دن کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے ہوں گے اس مسئلہ میں معتزلہ کی تردید ہے کیونکہ وہ دیدار الٰہی کے منکر ہیں۔

☆ سبحان اللہ ہمارے آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا شان ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بڑے بڑے گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے جن کا سہارا نہ ہوگا حضور سہارا بنیں گے۔ یاد رہے کہ حدیث ''میں اہل کبائر کی شفاعت کروں گا'' بہت مشہور ہے مسند احمد، سنن نسائی، جامع ترمذی، مستدرک حاکم، سنن ابن ماجہ میں موجود ہے۔

اور فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے اسی کا ترجمہ کیا ہے۔

گنہگاروں کو ہاتف سے نوید خوش مآلی ہے
مبارک ہو شفاعت کیلئے احمد ساوالی ہے

فرقہ مرجئہ باطلہ کا عقیدہ ہے کہ گنہگاروں کو ان کے گناہ کوئی نقصان نہ دیں گے وہ بھی بغیر روک ٹوک کے جنت میں جائیں گے۔ ان احادیث مبارکہ میں ان کا رد بھی موجود ہے۔ گنہگار جہنم میں جا بھی سکتے ہیں لیکن ایمان و شفاعت کی وجہ سے نکل آئیں گے۔ یہاں ہم ان لوگوں کو بھی دعوت فکر دیتے ہیں جو حضرت امام اعظم پر ارجاء کا الزام عائد کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں امام بخاری علیہ الرحمہ کا حوالہ دیتے ہیں۔ دیکھیے اگر آپ وہ تھے تو ایسی احادیث پھیلاتے رہے جن میں ارجاء کی جڑیں تک اکھاڑ دی گئی ہیں۔ یاد رہے کہ گنہگار کے بارے میں تین عقیدے ہیں۔

(۱) آدمی ارتکاب گناہ کی صورت میں مومن نہیں رہتا یہ خوارج و معتزلہ کا عقیدہ ہے۔

(۲) ایمان کے ہوتے ہوئے گناہ کوئی بھی نقصان نہیں دیتا یہ مرجئہ باطلہ کا عقیدہ ہے۔

(۳) گنہگار مومن کافر نہیں اللہ تعالیٰ چاہے تو عذاب دے چاہے تو معاف کر دے عذاب کی صورت میں بھی بالآخر اس کے ساتھ بخشش کا وعدہ ہے یہی امام اعظم اور جمہور مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ لہٰذا اگر کوئی اس تیسرے عقیدے والے کو بھی مرجئہ میں شامل کرے تو اس صورت میں بقول علامہ ابو زہرہ صرف امام ابوحنیفہ ہی میں ارجاء نہیں تمام فقہا اور محدثین اس ارجاء میں آپ کے ساتھی ہیں (ابوحنیفہ آراۂ وفقہہ) امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ آخرت میں اللہ کی رحمت سے محرومی کافروں کا حصہ ہے اور جس کے دل میں ذرا بھی ایمان ہوگا وہ رحمت کا امیدوار ہے۔ اور ابتدا میں رحمت تک نہ پہنچا تو آخر اس کو رحمت ملے گی۔ (مکتوبات دفتر ۳)

ابن سبا کی خبر

امام ابو حنیفہؒ نے حضرت حارث سے انہوں نے ابوالخلاس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے عبداللہ سبائی سے ایک سنگین بات سنی ہم اس کو کھینچ کر حضرت علیؓ کے پاس لائے حضرت علیؓ نے پوچھا تو اس نے اپنا کلام دہرایا آپ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کی وحی سے تجھے پتا چلا ہے اس کی کتاب سے اس کے رسول سے اس نے کہا نہیں میں اپنے دل سے بات کرتا ہوں آپ نے فرمایا اگر تو اللہ تعالیٰ کی وحی کتاب اور رسول کی طرف نسبت کرتا تو میں تجھے عبرتناک سزا دیتا پس تو ہوتا جھوٹا ولکی سمعت رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم یقول بین یدی الساعه ثلثون کذا باانت منهم لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قیامت سے پہلے تین جھوٹے ہوں گے اور تو ان جھوٹوں میں سے ایک ہے (مسند امام اعظم کتاب الفتن)

اشارات

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت تک ہونیوالے فتنہ گروں کو جانتے ہیں اور ان کے شہر علم سے نعمتیں لینے والے حضرت علی المرتضی کو بھی اس کی خبر ہے۔

عبداللہ بن سبا حقیقت میں یہودی تھا اس نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر حضرت عثمان کی خلافت کے خلاف ایک تحریک کا آغاز کیا جس کے نتیجے میں اسلام کو ایک عظیم انسان خلیفہ عادل حضرت عثمانؓ کی شہادت کا صدمہ اٹھانا پڑا۔ ابن سبا نے سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلانے کیلئے محبت اہل بیت کا ڈھونگ رچایا اور ان میں گمراہ کن عقائد کی اشاعت شروع کردی مثلاً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ایک دن دنیا میں تشریف لائیں گے ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے اور حضور کے وصی حضرت علی المرتضیٰ ہیں۔ خلافت حضرت علی المرتضیٰ کا حق ہے جو خلفائے ثلاثہ نے غصب کر رکھی تھی۔ حضرت عثمان غنی نے ظلم سے خلافت حاصل کی یہی وہ عقائد ہیں جن پر تشیع کی بنیاد ہے۔

☆ حضرت علی المرتضیٰ کو عبداللہ بن سبا سے کوئی دلچسپی نہیں تھی آپ تو اسے کذاب سمجھتے تھے لہذا سبائی عقیدے کسی دور میں بھی رواج حاصل کر لیں۔ حضرت علی المرتضیٰ کی نظر میں کذب و افتراء کا نمونہ ہوں گے۔

اللہ کی نظر رحمت

امام اعظم نے حضرت قیس سے انہوں نے حضرت طارق سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کی کوئی رات ایسی نہیں جس میں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو (نظر رحمت سے) تین مرتبہ نہ دیکھتا ہو اللہ تعالیٰ اس شخص کو بخش دیتا ہے جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے (مسند امام اعظم باب ۶۳)

نیز فرمایا جمعہ کے دن فوت ہونے والا عذاب قبر سے محفوظ رہے گا (ایضاً)

فرشتوں کا سایہ

امام اعظم نے علی بن الاقمر سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک جماعت سے گزر ہوا وہ جماعت ذکر خدا میں مشغول تھی۔ آپ نے فرمایا تم وہ ہو جن کے ساتھ رہنے کا مجھے حکم ہے اور تم جیسے لوگ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کیلئے بیٹھتے ہیں تو فرشتے انہیں اپنے پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں اور رحمت الٰہی ان کو چھپا لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان فرشتوں میں کرتا ہے جو اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں (ایضاً باب ۱۴)

شان علماء

امام اعظم نے حضرت حماد سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن علماء سے فرمائے گا میرا تمہارے دلوں میں علم و حکمت رکھنا تمہارے ساتھ خیر کیلئے تھا تو جاؤ جنت میں تمہارے سب گناہ بخش دیئے گئے جو تم نے کیے تھے (ایضاً باب ۱۴)

شان عائشہ صدیقہ

امام اعظم نے حضرت حماد سے انہوں نے حضرت ابراہیم نخعی سے انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا آسان ہوگئی موت مجھ پر کہ میں نے تجھے جنت میں اپنی زوجہ کے طور پہ دیکھا ہے (ایضا باب ۱۹۲)

امام اعظم نے حضرت ہیثم بن عکرمہ سے انہوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے فرمایا میں موت سے ڈرتی ہوں۔ میں نے کہا پس بشارت سنیئے بخدا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عائشہ فی الجنہ عائشہ جنت میں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے نزدیک اس سے شریف تر تھے کہ ان کا نکاح دوزخ کی ایک چنگاری سے کرتا اس پر سیدہ نے فرمایا تم نے میرا دکھ دور کیا ہے اللہ تمہارے غم دور فرمائے (ایضا)

شان خدیجۃ الکبریٰ

امام اعظم نے حضرت یحییٰ بن سعید سے انہوں نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو جنت میں ایسے گھر کی بشارت دی گئی

جس میں شور وغل نہ ہوگا اور رنج وملال نہ ہوگا (ایضا باب ۱۹۱)

شانِ حمزہؓ

امام اعظم نے حضرت عکرمہ سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباد سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن شہیدوں کے سردار حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ہوں گے پھر وہ شخص جو کسی امام امیر کے پاس گیا اور اسے کسی بات کا حکم دیا یا کسی بات سے روکا (اور وہ اسی وجہ سے قتل کر دیا گیا (ایضا باب ۱۸۷)

اشارات

ان روایات سے معلوم ہوا کہ: اللہ تعالیٰ کا نظر رحمت فرمانا، فرشتوں کا سایہ، قیامت میں علما کا وقار، جنت میں سیدہ عائشہ کا مقام، حضرت خدیجہ کا گھر اور حضرت حمزہ کا رتبہ سب کچھ غیب سے متعلق ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو جانتے ہیں۔

کل کسی سے کیا ہوگا یہ غیب ہے مگر حضور پہ عیاں ہے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ قطعی طور پر جنتی ہیں یہ حضور کا فرمان ہے۔

صحابہ کرام کا عقیدہ ہے لہٰذا ان کے بارے میں ہرزہ سرائی کرنا جہنمی ہونے کی دلیل ہے۔

جو کسی سلطان جابر کے خلاف کلمہ حق بلند کرتے ہوئے شہید ہو وہ شہیدوں کا سردار ہے لہٰذا حضرت امام عالی مقام سیدنا حسین سید الشہدا ہیں۔

امت کا شرف

امام اعظم نے ابو بردہ سے انہوں نے اپنے والد ماجد سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب لوگ سجدہ کیلئے بلائے

جائیں گے اور کافروں کو سجدہ کی توفیق نہ ہوگی اور میری امت تمام امتوں سے پہلے دو لمبے سجدے کرے گی پھر میری امت سے کہا جائے گا اپنے سروں کو اٹھاؤ میں نے تمہارے دشمن یہود و نصاریٰ کو تمہارے بدلے آگ میں ڈال دیا (ایضا باب ۱۹۶) امام اعظمؒ نے ابو بردہ سے انہوں نے اپنے والد ماجد سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ہر شخص کو یہود و نصاریٰ میں سے ایک فرد دیا جائے گا اور کہا جائے گا یہ تمہاری طرف سے آگ کیلئے فدیہ ہے (ایضا)

امام اعظم نے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت امت مرحومہ ہے۔ اس کا عذاب اس کے سامنے دنیا میں ہے اور ایک روایت ہے کہ قتل و غارت ہے (ایضاً)

امام اعظم نے اسماعیل سے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے ام ہانی سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے تنگدست امتی پر تقاضے میں سختی کی اللہ قبر میں اس کے ساتھ سختی کرے گا (ایضا باب ۱۷۷)

امام اعظم نے خالد بن علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن حارث سے انہوں نے حضرت ابو موسیٰ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی فنا طعن اور طاعون سے ہے۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ طعن تو ہم نے جان لیا لیکن طاعون کیا ہے آپ نے فرمایا وہ تمہارے جنوں کا نیزہ چبھونا ہے اور ان میں شہادت ہے (ایضاً)

اشارات

ان روایات سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی امت کے احوال کی خبر ہے بلکہ باقی تمام امتوں کی بھی خبر ہے۔

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی برکت سے آپ کی امت کو کیسی کیسی شانیں عطا ہوئی ہیں۔ خیر الوریٰ کے طفیل یہ امت خیر الامم ہے۔ کما قال اللہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس

(۲) یہود و نصاریٰ کی مذمت بیان ہوئی جن قوموں نے اس محبوب کریم سے منہ موڑا اور رشتہ توڑا اللہ جل جلالہ کی رحمت نے اس سے منہ موڑ لیا اور رشتہ توڑ لیا ہم نے عرض کیا ہے۔

اس کی دنیا بھی گئی دین بھی سہارا نہ ہوا
بزم امکان میں جو انسان تمہارا نہ ہوا

(۳) طعن و طاعون میں مرنے والا شہید ہے

(۴) تنگدست کو زیادہ سے زیادہ مہلت دینی چاہیے' مفلوک اور حالات کا ستایا انسان صلہ رحمی اور معافی کا مستحق ہے۔ اس سے اسلام کا انداز عفو اور طرز غریب نوازی روشن ہوتی ہے۔

عفو کا انعام

امام اعظم نے اپنے والد گرامی سے انہوں نے ابو مالک سے انہوں نے ربعی بن حراش سے انہوں نے حضرت حذیفہ سے روایت کی۔ قیامت میں ایک بندہ اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں لایا جائے گا تو وہ کہے گا یا اللہ میں نے ہر نیک کام تیری رضا کیلئے کیا میں ڈھیل دیتا تھا خوشحال کو اور درگزر کرتا تھا تنگدست سے اللہ تعالٰی فرمائے گا میں درگزری میں تم سے زیادہ حق رکھتا ہوں پھر حکم دے گا میرے اس بندے سے درگزر کرو۔ ابو سعود انصاری فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت حذیفہ نے یہ حدیث حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سنی ہے۔ (ایضا باب ۱۷۷)

اشارات

اللہ تعالیٰ عفو درگزر کرنے کا انعام عفو درگزر کی صورت میں دے گا اور یہ خبر غیب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطا فرمائی۔

ــ کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

حضور رسول رحمت بن کر آئے اور حضور نے رحمت کی ترغیب دلائی

جنت کے پھل

امام اعظم نے اسماعیل سے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے ام ہانی سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو مومن بھی بھوکا رہے مگر حرام کاموں سے بچے اور مسلمانوں کا مال ناجائز طریقوں سے نہ کھائے اللہ تعالیٰ اسے جنت کے پھلوں میں سے کھلائے گا (ایضا باب ۹۰)

کافر اور مومن کا کھانا

امام اعظم نے حضرت نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر سات آنتوں سے کھاتا ہے اور مومن ایک آنت سے کھاتا ہے (ایضاً، باب ۱۰۵)

اشارات

اس روایت سے معلوم ہوا کہ کافر کیلئے یہی دنیا سب کچھ ہے وہ اسی دنیا سے اپنا پیٹ بھر لینا چاہتا ہے جبکہ مومن اخروی زندگی پر اپنی نظر رکھتا ہے اس کی نظر میں اس دنیا کی نعمتیں عارضی ہیں۔ وما الحیوة الدنیا الامتاع الغرور وہ اس دنیا کے لذائذ و تسکینات کی طرف آنکھ نہیں اٹھاتا مولانا روم فرماتے ہیں۔

عاشقاں راشش نشانی اے پسر
رنگ زرد و آہ سرد و چشم تر
گر تو می پرسی کہ دیگر سہ کدام
کم خورو کم گفتن و خفتن حرام

حضور شاہد ہیں اس لئے ان کی نظر میں کفر و ایمان کے یہ سب پہلو ہویدا ہیں۔ کما قال المفسرون هو شاهد علی من امن بالایمان و من کفر بالکفر و من نافق بالنفاق و من ارسلت الیهم بتصدیقهم و تکذیبهم حضور ہر ایمان والے کے ایمان پر ہر کفر والے کے کفر پر اور ہر نفاق والے کے نفاق پر اور جن کی طرف بھیجے گئے ہیں ان کی تصدیق و تکذیب کیلئے پر شاہد ہیں۔ اس پر مفسرین کا اتفاق ہے بقول اقبال

اے فروغت صبح اعصار و دہور
چشم تو بینندہ مافی الصدور

ترجمہ: حضور آپ کے نور ہی سے نئے نئے زمانوں کی صبح طلوع ہوئی ہے اور آپ کی چشم مبارک سینوں کے چھپے اسراروں کو دیکھتی ہے۔

جہنم کے دروازے

امام اعظم نے حضرت یحییٰ سے انہوں نے حضرت حمید سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری امت پر تلوار کھینچی اس کیلئے جہنم کا ایک خاص دروازہ ہے اس کے آٹھ دروازوں میں سے (ایضا کتاب الفتن)

اشارات

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جہنم کے بارے

میں تفصیلا جانتے ہیں جو کہ غیب ہے کما قال اریت النار فلم ارمنظرا کالیوم قط افضع رواہ البخاری فرمایا مجھے دوزخ دکھائی گئی اور میں نے ایسا خوفناک منظر نہیں دیکھا۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی امت سے کتنا پیار ہے۔ اپنی امت کے دشمن کیلئے وعید سنائی اس مقام پر ہم محبان یزید کو دعوت فکر دیتے ہیں کہ کیا خیال ہے اس اخبث الناس کے بارے میں جس نے امت تو امت خود حضور کے اہل بیت پر تلوار کھینچی حضور کے جگر گوشوں کو پیاسے شہید کیا۔ مخدرات مطہرہ کو سفر شام کی صعوبتوں میں ڈالا حضور کے شہر رحمت کی حرمت کو پامال کیا۔ مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے اہل مدینہ کے گھروں کو اپنے لئے حلال کر لیا۔ پھر مکہ مکرمہ پر حملہ کیا حرم شریف کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ یہ سب دل دوز واقعے اس کی رضا و رغبت کی بنا پر ہوئے وہ اب بھی جنتی ہے خدارا انصاف کیجئے۔

☆ کسی کے ساتھ کیا ہوگا حضور کو اسکا علم ہے۔

دنیا کے زخم خوردہ

امام اعظم نے حضرت عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک دور آئے گا کہ وہ قبروں کو کثرت سے آئیں اور جائیں گے اوران پر پیٹ رکھ کرکہیں گے کاش ہم اس صاحب قبر کی جگہ ہوتے حضور سے عرض کی گئی اس کی وجہ کیا ہوگی فرمایا دنیا کی سختی بلاؤں اور فتنوں کی بہتات (ایضاً)

اشارات

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا کے مختلف ادوار کی خبر ہے جانتے ہیں کوئی جان کل کیا کمائے گی۔

☆ دنیا آفات و بلیات کی آماجگاہ بن جائے گی فتنے بارش کی طرح برسیں گے کہ انسان کیلئے زندگی کی بجائے موت امیدوں کا مرکز ہوگی گویا۔

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

☆ جو انسان ایمان کی حالت میں چلا جاتا ہے وہ خوش نصیب ہے اس لئے حضور نے فرمایا موت مومن کیلئے تحفہ ہے اس لئے دوسرے اس پر رشک کرتے ہیں۔ اللھم احفظنا من کل بلاء الدنیا والاخرہ

امام عادل کی رفعت

امام اعظم نے حضرت عطیہ سے انہوں نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان ارفع الناس یوم القیامه امام عادل بے شک قیامت کے دن انسانوں میں سب سے بڑا رتبہ عدل کرنے والے حاکم کا ہوگا (ایضاً کتاب الاحکام)

امام اعظم نے حضرت حسن سے انہوں نے حضرت خبیب سے انہوں نے ابوہریرہ سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قاضی تین قسم کے ہیں ان میں دوزخی ہیں یعنی وہ جو لوگوں میں بغیر علم کے فیصلے دیتا ہے اور ایک کو دوسرے کا مال کھلاتا ہے اور وہ جو اپنے علم کو پیچھے رکھ کرنا حق فیصلے دیتا ہے تیسرا جنتی ہے جو کتاب اللہ کی رو سے فیصلہ کرتا ہے۔ (ایضاً)

اشارات

ان روایات سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام عادلوں کے سردار ہیں اور تمام اماموں کے امام ہیں۔ لہٰذا سب سے بلند مرتبہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہی ہے اور ہوگا۔ اس کے باوجود بعض لوگوں کا یہ عقیدہ کہ حضور صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اپنے انجام کی خبر نہیں بداہت عقل کے خلاف ہے اللہ اکبر جب اعدل الانبیاء اعظم المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم مقام محمود پر جلوہ فرما ہوں گے۔ ساری مخلوق حضور کے قدموں میں جمع ہوگی۔ **کما قال انا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی** فرمایا میں حاشر ہوں کہ جس کے قدموں پر انسانوں کو اکٹھا کیا جائے گا (رواہ البخاری) رسول رسالتوں کے تاج پہن کر نبی نبوتوں کے تاج پہن کر صدیق صداقتوں کے تاج پہن کر شہید شہادتوں کے تاج پہن کر ولی ولایتوں کے تاج پہن کر حضور کا طواف کر رہے ہوں۔ بقول سعدی

ہمہ انبیا در پناہ تو اند   مقیم دربار گاہ تو اند
تو ماہ منیری ہمہ اختر اند   تو سلطان ملکی ہمہ چاکراند

خدا بھی تعریف کر رہا ہوگا خدائی بھی توصیف میں مصروف ہوگی فیصلے ایک اشارہ ابرو کے منتظر ہوں گے۔ جنت کی رنگینیاں قدموں کی بلائیں لے رہی ہوں کوثر کی لہریں اچھل اچھل کر نگاہ نازنیں کو ترس رہی ہوں گی زیارت عام ہوگی شفاعت برملا ہوگی اللہ اللہ

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

عبرت ہے ان لوگوں کیلئے جو دنیا کے حصول کیلئے لوگوں کی دنیا و دین برباد کرتے ہیں اپنی حسرتوں کو چار چاند لگانے کیلئے دوسروں کی حسرتوں سے کھیلتے ہیں یاد رکھو غلط فیصلوں سے انصاف دم توڑ جاتا ہے اور جب انصاف دم توڑ جائے تو انسانیت دم توڑ جاتی ہے۔

تری نگاہ غلط بیں نے ظالم
کہاں سے اٹھایا کہاں پہ گرایا
(راقم)

امارت کے بارے میں

امام اعظم نے حضرت ہیثم سے انہوں نے حضرت حسن سے انہوں نے حضرت ابوذر غفاری سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر امارت ایک امانت ہے قیامت کے دن رسوائی کا باعث ہے مگر اس کیلئے نہیں جس نے اسکا حق ادا کیا جو ذمہ داری اس پر عائد ہوتی تھی اس سے پوری طرح سبکدوش ہوا ایسا کہاں ہوتا ہے (ایضا)

اشارات

اس روایت سے معلوم ہوا کہ امارت کی آرزو نہیں رکھنی چاہیے امام مسلم نے یہ حدیث یوں لکھی ہے کہ حضرت ابوذر غفاری نے حضور سے امارت طلب کی تھی پھر آپ نے یہ نصیحت کی تھی۔ یہ بھی حدیث ہے کہ اگر تم امارت طلب کرو گے تو وہ تم پر مسلط ہو جائے گی اور اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی جائے تو اس پر مدد کی جائے گی (او کما قال)

عہد حاضر میں ایک بہت بڑا مسئلہ یہ ہے کہ انسان طلب جاہ میں بہت آگے نکل چکا ہے اور اس کیلئے شرافت کے تمام اصول پامال کر رہا ہے یہ حدیث اس کیلئے تازیانہ عبرت ہے۔

تازہ ہوا کے شوق میں اے ساکنان شہر
اتنے نہ در بناؤ کہ دیوار گر پڑے

احوال قبر

امام اعظم نے حضرت علقمہ سے انہوں نے ایک آدمی سے انہوں نے سعد بن عبادہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت مومن اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتہ آتا ہے اور اس کو بٹھاتا ہے اس

ہے پوچھتا ہے تیرا رب کون ہے وہ کہتا ہے اللہ فرشتہ پوچھتا ہے تیرا نبی کون ہے وہ کہتا ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرشتہ پوچھتا ہے تیرا دین کیا ہے وہ کہتا ہے اسلام پھر اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے اور اسے اس کا مقام جنت میں دکھا دیا جاتا ہے اور جب مردہ کافر ہو تو فرشتہ اس کو بھی پوچھتا ہے تیرا رب کون ہے وہ ایک بھولے ہوئے آدمی کی طرح کہتا ہے۔ افسوس مجھے نہیں معلوم فرشتہ پوچھتا ہے تیرا نبی کون ہے وہ کہتا ہے ہائے افسوس میں نہیں جانتا فرشتہ اس سے پھر پوچھتا ہے تیرا دین کیا ہے وہ کہتا ہے ہائے خرابی میں نہیں جانتا اس کے بعد اس کی قبر اس پر تنگ کر دی جاتی ہے اور دوزخ میں اس کا مقام اسے دکھا دیا جاتا ہے اور فرشتہ اس پر ایسی کاری ضرب لگاتا ہے جس کی آواز جن و انسان کے سوا ہر چیز سنتی ہے۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ یثبت اللہ الذین امنو بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا والاخرۃ یعنی اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو قول ثابت کے ساتھ تقویت دیتا ہے دنیا و آخرت میں (ایضا باب ۸۵)

اشارات

اس روایت سے معلوم ہوا کہ

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احوال قبر سے واقف ہیں۔

☆ قبر میں اہل ایمان کا ثواب اور اہل کفر کا عذاب برحق ہے اور یہ حدیث کتب صحاح میں بھی مختلف الفاظ سے مروی ہے۔ اس کے مشہور ہونے میں کوئی شک نہیں عذاب قبر کے بارے میں کچھ آزاد خیال لوگ وہم کا شکار ہیں کہ یہ قرآن حکیم سے ثابت نہیں لہٰذا عذاب قبر نہیں ہوگا ہم کہتے ہیں۔

اولاً

یہ بات وہی کرسکتا ہے جس کا حدیث پر ایمان نہ ہو کاش وہ قرآن حکیم

کے اس حکم پر عمل کرتا وما اتاکم الرسول فخذوہ جو رسول تمہیں عطا کرے لے لو اور فرمایا فلا و ربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم اے محبوب تیرے رب کی قسم اس وقت تک یہ لوگ ایمان دار نہیں ہو سکتے جب تک تمہیں اپنے باہمی جھگڑوں میں حاکم نہ مان لیں اور فرمایا من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی' اس مضمون کی کتنی آیات اور احادیث موجود ہیں لہذا اگر کوئی بات قرآن حکیم سے ثابت نہیں بلکہ حدیث سے ثابت ہے تو اسے بھی ایسے سمجھنا چاہیے جیسے قرآن حکیم سے ثابت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وما ینطق عن الھوی ان ھوا الا وحی یوحی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فوالذی نفسی بیدہ ما یخرج منہ الاحقارواہ البخاری مجھے اللہ کی قسم اس سے جو کچھ نکلتا ہے حق ہی نکلتا ہے۔ اسی لئے پروفیسر محمد حسین آسی صاحب فرماتے ہیں۔

ٹھیک کہتا ہوں قسم قرآن کی
مصطفیٰ کا قول بھی قرآن ہے

کتنے مسائل ایسے ہیں جو صرف حدیث سے ثابت ہیں نماز کی رکعات کی تعداد روزوں کی تعداد حج کے مناسک کی تشریح' زکوٰۃ کا تفصیلی نصاب' کیا ان تمام مسائل کا انکار کر دیا جائے گا' یہ لوگ مقام نبوت سے بری طرح غافل ہیں اور دانستہ یا نادانستہ طور پر کفار اس قول پر عمل پیرا ہیں۔

هل هذا الا بشر مثلكم ولئن اطعتم بشرا انكم اذالخاسرون

کیا یہ تم جیسا بشر نہیں اگر تم نے اپنے جیسے بشر کی پیروی کی تو ضرور خسارے میں رہو گے (القرآن)

کاش وہ صحابہ کرام کے طریقے پر عمل کرتے سیدنا ابو بکر صدیق فرماتے ہیں فانی اخشی ان ترکت شیئا من امرہ ان ازیغ مجھے خوف ہے کہ اگر میں

حضور کے کسی حکم کو چھوڑ دوں تو بھٹک جاؤں گا۔ مسند احمد جلد ا‘ ص ۲۷) پس عذاب قبر کے ثبوت کیلئے اہل ایمان کے نزدیک یہی کافی ہے کہ ان کے محبوب کریم رسول عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرما دیا۔

ثانیاً

یہ کس نے کہا کہ عذاب قبر قرآن حکیم سے ثابت نہیں قرآن حکیم واضح طور پر کہہ رہا ہے۔

وحاق بال فرعون سوء العذاب النار یعرضون علیھا غدوا و عشیا ویوم تقوم الساعه ادخلو آل فرعون اشد العذاب اورفرعون والوں کو برے عذاب نے آ گھیرا آگ جس پر صبح و شام پیش کیے جاتے ہیں اور جس دن قیامت ہوگی حکم ہوگا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کر دوں (سورہ المومن‘ آیت ۴۵‘۴۶)

ان آیات میں دو عذابوں کا ذکر ہے ایک عذاب برزخ اور دوسرا عذاب قیامت وجہنم آل فرعون عذاب برزخ میں گرفتار ہے اور اس پر آگ پیش کی جاتی ہے یاد رہے کہ برزخ قبر کا عالم ہے اورقبر کا مفہوم وسیع ہے۔ زمین میں دفن ہونا‘ دریا میں ڈوبنا‘ کسی جانور کا کھا جانا سب حکم قبر میں شامل ہیں قوم نوح کے بارے میں فرمایا اغرقوا فادخلو انارا ڈبوئے گئے اور پھر آگ میں داخل کئے گئے۔ (سورہ نوح آیت ۲۵)

یہاں عذاب جہنم مراد نہیں کہ وہ قیامت کے حساب و کتاب کے بعد شروع ہوگا یہاں عذاب برزخ مراد ہے اور فرمایا

یوم لایغنی عنھم کیدھم شیئاً ولاھم ینصرون وان الذین ظلموا عذابا دون ذالک ولکن اکثرھم لا یعلمون جس دن ان کا داؤ کچھ کام نہ دے گا اور نہ ان کی مدد ہو اور بے شک ظالموں کیلئے اس سے پہلے ایک عذاب

ہے مگر ان میں اکثر کو خبر نہیں (سورہ الطور آیت ۴۷)

یہاں بھی قیامت سے پہلے ایک عذاب کا ذکر ہے وہ کونسا عذاب ہے یہی موت و برزخ کا عذاب پس اگر اہل کفر کے حق میں عذاب ہے تو اہل ایمان کے حق میں ثواب بھی ثابت ہونا چاہیے اور یاد رہے کہ عذاب وثواب کا ہونا قبر میں مردے کی زندگی کی دلیل ہے اگر وہ عذاب و ثواب کو محسوس نہ کرے تو عذاب وثواب کیسا پھر اس عذاب وثواب سے روح وجسم دونوں حظ اٹھاتے ہیں جیسا کہ دوزخ میں ہوگا کافر کی روح سجین میں اور مومن کیروح علیین میں ہوتی ہے مگر اس کا تعلق جسم سے ہوتا ہے کہ عذاب وثواب کو محسوس کر سکے نیز قبر پر کسی بات کرنے والے کی بات کو سن سکے جیسا کہ بخاری شریف میں ہے۔ انه یسمع قرع نعالھم بے شک مردہ (دفن کر کے جانے والوں) کے جوتوں کی آواز سنتا ہے اور بخاری شریف میں ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقتولین بدر سے خطاب فرمایا (اس خطاب سے بھی عذاب برزخ کا ثبوت ملتا ہے) تو عمر فاروق نے پوچھا آپ بے روح جسموں سے کیوں کلام فرما رہے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ماانتم باسمع منھم تم ان مردوں سے زیادہ نہیں سنتے یعنی وہ تم زندہ لوگوں سے بھی زیادہ سنتے ہیں اسی طرح انبیا کرام کا اپنی ہلاک شدہ قوموں سے خطاب فرمانا قرآن حکیم سے ثابت ہے۔ (سورہ الاعراف آیت ۷۸٬۷۹)

ثالثاً

حضور نے اپنے ارشاد کو قرآنی آیت سے ثابت کیا ثبت الله الذين امنو لھذا اس آیت سے ثواب قبر اور عذاب قبر ثابت ہو گیا کیونکہ قرآن کی بہترین تفسیر خود قرآن ہے یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے اس پر سب کا ایمان ہے۔ پھر جیسا کہ مجدد الف ثانی قدس سرہ نے فرمایا جو کچھ انبیا نے آخرت

کے بارے میں خبر دی سب صحیح ہے عذاب قبر اور اسکی تنگی، منکرین کے سوال (مکتوب ۱۷ دفتر سوم)

عذاب قبر کا انکار معتزلہ نے کیا جو کہ ایک گمراہ فرقہ ہوا ہے۔

ابو داؤد احمد کی روایات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں آخر میں سوال کیا جائے گا یہ کون صاحب ہیں جو تم میں بھیجے گئے۔ بخاری میں یہ الفاظ ہیں **ما کنت تقول فی ھذا الرجل محمد** تو اس انسان کامل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا (کتاب الجنائز) معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں حتمی سوال ہوگا جس کے جواب پر دوسرے سوالوں کا دارومدار ہے۔ اگر حضور کا ذکر اتنا غیر اہم ہوتا جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں اور اس ذکر پر دوسرے مسائل کے ذکر کو ترجیح دیتے ہیں تو توحید کے بارے میں سوال کر کے معاملہ ختم کر دیا جاتا مگر ایسا نہیں کہ ذکر نبوت کے بغیر ذکر توحید خدا تعالیٰ کو منظور نہیں حدیث قدسی ہے۔ **من ذکر نی ولم یذکرک فلیس له فی الجنة نصیب** جس نے مجھے یاد کیا اے محبوب! تمہیں یاد نہ کیا وہ جنت کا حقدار نہیں

بے ان کے واسطہ کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصری ہے
(امام احمد رضا)

دنیا میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں زبان سنبھال کر گفتگو کرنی چاہیے۔ الحذر کسی لفظ میں گستاخی کا شائبہ تک نہ ہو۔ کما قال عز وجل **لا تقولو راعنا وقولو انظرنا** راعنا نہ کہو انظرنا کہو اس لئے کہ راعنا سے یہودی گستاخی کا پہلو اخذ کرتے تھے خبردار بارگاہ نبوت ہے اور اس کے بارے میں ادا کئے گئے ایک ایک لفظ کا احتساب ہوگا **ما کنت تقول فی ھذا الرجل**

سے یہی ثابت ہے۔

ایمان کا یہ فائدہ ہے کہ ابدی جنت ملے گی اور کفر کا یہ نقصان ہے کہ ابدی عذاب حاصل ہوگا۔

ربنا اتنا فی الدنیا حسنه و فی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار

توبہ کا علم

امام اعظم نے علقمہ سے انہوں نے ابن بریدہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ ماغر بن مالک نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر کہا کہ اس بھلائی سے دور جانے والے نے زنا کا ارتکاب کیا اس پر حد جاری کیجئے حضور نے اس کو رد کر دیا وہ دوبارہ آیا اور پہلی بات دہرائی حضور نے پھر رد کر دیا وہ پھر آیا اور پہلی بات کی حضور نے پھر رد کر دیا وہ چوتھی مرتبہ آیا اور پھر اقرار جرم کیا تو حضور نے اپنے صحابہ کرام سے پوچھا یہ پاگل تو نہیں سب نے کہا نہیں آپ نے فرمایا اسے لے جاؤ اور سنگسار کر دو کہ وہ شادی شدہ تھا۔ بریدہ کہتے ہیں کہ اس کو مرنے میں دیر ہوئی تو زیادہ پتھریلی زمین میں جا کھڑا ہوا لوگوں نے وہاں جا کر اسے پتھروں سے ختم کر دیا۔ یہ خبر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضور نے فرمایا تم نے اس کا پیچھا کیوں نہ چھوڑا' لوگ ماغر کے بارے میں مختلف باتیں کرنے لگے کوئی کہتا اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا' کوئی کہتا اس کی توبہ قبول ہوئی' لوگ اس فرمان کی وجہ سے اس کے حق میں امید ثواب رکھنے لگے اور پوچھا کہ اس کی میت سے کیا سلوک کیا جائے فرمایا جو اپنے مردوں سے کرتے ہو کفن دو اور نماز پڑھو (ایضا' باب ۱۵۹)

اشارات

اس روایت سے معلوم ہوا کہ توبہ کا قبول ہونا یا نہ ہونا غیب ہے اور حضور

اس غیب سے باخبر ہیں۔ نیز ایک توبہ کا لوگوں کی جماعتوں کی توبہ سے موازنہ فرمادیتے تو گویا لوگوں کی جماعتوں کی توبہ سے بھی باخبر ہیں کیا خوب فرمایا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ علیہ نے تمہارے رسول گواہ ہیں تم پر قیامت میں کہ وہ نور نبوت سے ہر صاحب دین کے رتبہ ایمان کے درجہ اور وہ حجاب جسکی وجہ سے وہ ترقی کرنے سے رک گیا کو جانتے ہیں ہر امتی کے گناہوں نیک و بدعملوں اور خلوص و نفاق سے آشنا ہیں لہٰذا آپ کی گواہی امت کے حق میں ازروئے شرع مقبول و منظور ہے (تفسیر فتح العزیز) بلکہ قرآن حکیم نے فرمایا ہے سیری اللہ عملکم و رسولہ عنقریب اللہ اور اس کا رسول تمہارا عمل دیکھتے ہیں۔

☆ یہ حدیث نہایت مشہور ہے ایک منسوخ آیت الشیخ والشیخہ اذازنیا فارجموھما کے حکم کو باقی رکھتی ہے جو لوگ حجیت حدیث کا انکار کرتے ہیں وہ غور کریں کہ قرآن حکیم میں مذکورہ آیت کہیں نہیں ظاہر ہے منسوخ جو ہو چکی اب اس کی جگہ حدیث ہی قطعی الدلالت ہے اور اسی کی روشنی میں رجم پر اجماع امت ہے۔

☆ اسلام کے تعزیراتی نظام میں رحمت کا پہلو دیکھئے کہ زنا میں شرط ہے کہ زانی چار بار اقرار جرم کرے امام اعظم اور امام احمد کا یہی قول ہے۔ شافعی و مالک کے نزدیک ایک مرتبہ ہی کافی ہے۔ وہ حدیث عسیف اور حدیث غامدیہ سے دلیل لیتے ہیں۔ احوط و اسلم وہی ہے جو امام اعظم نے کہا کہ ان کی دلیل نہایت مشہور اور متواتر حدیث سے ثابت ہے جسے اصحاب صحاح نے بھی مختلف طرق سے روایت کیا جبکہ دوسری طرف حدیث عسیف ابتدائے اسلام کی ہے جیسا کہ امام بیہقی کا قول ہے۔ لہٰذا وہ اس مشہور و متواتر حدیث سے منسوخ ہوئی ویسے بھی امام اعظم کا قول اس حدیث صحیح کی روشنی میں درست ہے کہ یسرو اولا تعسرو آسانی پیدا کرو گرانی پیدا نہ کرو۔

☆ اسلام کا احسان عظیم ہے کہ اس نے برائی کے رسیا لوگوں میں خوف خدا اور خشیت اخروی کو اجاگر کیا کہ اگر کوئی بشری علتوں سے مغلوب ہو کر گناہ کر بیٹھتا تو احساس ندامت سے شرابور ہو جاتا اور ایسی توبہ کرتا کہ انسانیت جھوم اٹھتی دوسری تہذیبوں میں ایسی مثالیں کہاں

اسلامی تعزیروں کو وحشیانہ کہنے والے جاہل ہیں اور فطری قوانین کے فیضان سے محروم ہیں۔ اس حدیث میں ایک بہت بڑا جرم کرنے والے کے ساتھ اسلامی رویہ بتایا ہے بلکہ مجرم کا سزا کیلئے خود کو پیش کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ نظام وحشیانہ نہیں اور اس کو مجرم بھی تسلیم کرتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول اس پہ ظلم نہیں کریں گے وہ ارحم الراحمین ہے تو یہ رحمۃ اللعالمین ہیں اور حلم ہے کہ جہاں تک ہو سکے حدود کو ٹالو (ترمذی) ابن ماجہ نے بھی حضرت ابو ہریرہ سے یہ روایت کی ہے فافہم

☆ اسلامی تعزیراتی نظام اصلاح معاشرہ کیلئے ناگزیر ہے کہ عبرت پیدا ہوتی ہے لوگ گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں۔ دور خلافت میں جرائم کی شرح نہ ہونے کے برابر تھی۔ آج بھی عرب میں اس نظام کی کچھ جھلک ہے تو دیکھیے پوری دنیا کی نسبت وہاں جرائم کتنے تھوڑے ہیں اس کے برعکس یورپی تہذیبیں امریکی اور ہندی ثقافتیں ثقافتوں کا نمونہ ہیں اور جرائم سے لبریز ہیں لہٰذا

اے امن پسند و آجاؤ سرکار کے دامن رحمت میں
اس چارہ ہستی کے سوا انساں کا کوئی بھی چارہ نہیں

نابالغ بچے

امام اعظم نے علقمہ سے انہوں نے ابن بریدہ سے انہوں نے اپنے والد بریدہ سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا کہ جو آدمی اس حال میں دنیا سے گیا کہ اس کے تین بچے مر گئے ہوں اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا حضرت

عمرؓ نے کہا اور دو، فرمایا، یا دو (ایضا باب ۸۴)

امام اعظم نے عبدالملک سے انہوں نے اہل شام میں سے کسی فرد سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا تو قیامت میں پیٹ سے گرے ہوئے بچے کو کسی کی تلاش میں سرگرداں دیکھے گا اس سے کہا جائے گا جنت میں چلا جا وہ کہے گا جب تک میرے والدین جنت میں نہ جائیں میں جنت میں نہیں جاؤں گا۔ (ایضا)

اشارات

ان روایات سے معلوم ہوا کہ

☆ قیامت میں چھوٹے بچے بھی مشکل کشائی کریں گے۔

اسی لئے ان کے جنازے میں دعا کی جاتی ہے **واجعلہ لنا شافعا و مشفعا** اور اسے ہمارے لئے ایسا شفیع بنا جسکی شفاعت قبول ہو۔

☆ یہ حدیث اپنے مضمون کے اعتبار سے نہایت مشہور ہے لہٰذا راوی کا نام معلوم نہ ہونے کیوجہ سے بھی ضعف کا شکار نہیں کہ تعدد طرق کی بنا پر حسن ہے عبداللہ بن مسعود اور ابو ذر غفاری سے مرفوعا مروی ہے۔

☆ یہ صریحا غیب ہے اور حضور اس کو جانتے ہیں۔

مسلمانوں کی گواہی

امام اعظم نے سلیمان سے انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے یحیی بن سعید سے انہوں نے عامر بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی بندہ مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی بدعملی کو جانتا ہے مگر لوگ اسے اچھائی کے ساتھ یاد کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے میں نے اس بندے کے حق میں اپنے بندوں کی گواہی قبول کی اور اس کے وہ گناہ معاف کردیئے جو میرے علم میں ہیں۔ (ایضاً)

اشارات

☆ خبر غیب ہے۔

☆ مسلمان کی فضیلت ثابت ہے۔

☆ مسلمانوں کا مسلمانوں کے بارے میں اچھا خیال ہی ان کی حاجت روائی کیلئے کافی ہے۔

☆ مسلمانوں کو مسلمان بھائی کے بارے میں اچھا گمان رکھنا چاہیے اسی کا قرآن نے حکم دیا۔ اجتنبو کثیرًا من الظن فان بعض الظن اثم

جنت کی صفات

روایت کیا امام اعظم نے اسماعیل سے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے ام ہانی سے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان یوم القیمه ذو حسرة وندامه بے شک قیامت حسرت وندامت کا دن ہے۔ (ایضا باب ۲۲۹)

امام اعظم نے انہی سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک شہر مشک اذفر کا پیدا فرمایا ہے جس کا پانی سلسبیل ہے اور اس کے درخت نور کے بنے ہوئے جس میں حوریں ہیں۔ خوبصورت کہ ہر کسی کی ستر زلفیں ہیں اگر ان میں سے ایک بھی زمین کی طرف دیکھ لے مغرب سے مشرق تک روشنی ہو جائے اور آسمان سے زمین تک خوشبو پھیل جائے پوچھا گیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ کس کیلئے ہوگا فرمایا جو قرض کے تقاضے کیلئے نرم ہو (ایضا) اور انہی سے ایک اور روایت ہے کہ وہ شہر عرش کے نیچے لٹکا ہوا ہے۔ (ایضا)

ان روایات معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشیر اور نذیر ہیں جہاں ڈر سناتے ہیں وہاں بشارت بھی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بندے اس کے

غضب سے بے نیاز اور اس کی رحمت سے مایوس نہ ہو جائیں۔

☆ قیامت کی نہایت جامع تعریف فرمائی جو حضور کی فصاحت و بلاغت کا شاہکار ہے قرآن بھی کہتا ہے **وانذرھم یوم الحسرہ** انہیں ڈراوٴ حسرت کے دن سے۔

☆ جنت برحق ہے۔

☆ جنت غیب ہے اور حضور اس غیب کا مشاہدہ فرماتے ہیں بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنت کی سیر کر کے دیکھی جیسا کہ صحاح ستہ کی روایات سے ثابت ہے جنت میں کسی کا دخول حشر سے پہلے محال مگر حضور کیلئے عادت

قصر دنی تک کس کی رسائی آتے یہ ہیں جاتے یہ ہیں

(امام احمد رضا)

☆ قرض کے تقاضے میں نرمی کرنی چاہیے۔

☆ اگر حوروں کے حسن و جمال کا یہ عالم ہے تو محبوب خدا کے حسن و جمال کا کیا عالم ہوگا۔ اگر کسی کو نظر نہیں آتا تو اسکی آنکھوں کا قصور ہے ابوبکر صدیق کی نظر میں تو ہر طرف انہی کے جلوے ہیں۔ امام اعظم حضور کے حسن و جمال کا ذکر کرتے ہیں۔

انت الذی من نورک البدر اکتسی
والشمس مشرقه بنور بھاکا
آپ کے نور جبین سے ضوفشاں ہے ماہتاب
آپ کی طلعت سے روشن ہے جمال آفتاب
واللہ یایسین مثلک لم یکن
فی العالمین وحق من انباکا

آپ یٰسین ہیں جہاں میں آپ سا ممکن نہیں
رب کعبہ کی قسم جس نے عنایت کی کتاب
عن وصفک الشعراء یا مدثر
عجزو کلو من صفات علا کا
اے کہ مدثر ہے عظمت آپ کی برتر از فکر
آپ کے درجات رفعت بے شمار بے حساب

* * *

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختیارات

قرآن حکیم کا تصور خلافت دیکھیں تو حیرت ہوتی ہے کہ قادر مطلق نے ہر انسان کامل کو اپنی خلافت سے سرفراز فرما کر کتنے اختیار و تعرف کا مالک بنایا ہے کبھی وہ نبی کی صورت میں معجزے دکھاتا ہے تو عقل دم بخود ہو جاتی ہے اور کبھی ولی کی صورت میں کرامت ظاہر کرتا ہے تو فکر ششدر رہ جاتا ہے۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے   خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھئے
(غالب)

اور پھر جب بات ہو رسول مختار سید ابرار، عرش علیٰ کے شاہسوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تو حیرتیں سر جوڑ کر بیٹھتی ہیں اور یہی فیصلہ کرتی ہیں۔

لا یمکن الثناء کما کان حقہ   بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حضور کی ذات و صفات میں فعال حقیقی کی ذات و صفات کے جلوے ظاہر ہیں اس لئے ان کی زبان وحی خدا ہے نگاہ اسرار کے پردے فاش کرتی ہے۔ قدم عرش و فرش پر غالب اور ہاتھ خیر کثیر سے لبریز ہے لب ہلتے ہیں تو فطرت وجد کرتی ہے نگاہ اٹھتی ہے تو قدم چلتے ہیں۔ منزل چمکتی ہے ہاتھ بڑھتے ہیں نعمت مچلتی ہے کونین میں حضور کا اختیار کیوں نہ ہو۔

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں
ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے
کن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں
انا اعطینک الکوثر
ساری کثرت پاتے یہ ہیں
(امام احمد رضا)

خزیمہ کی گواہی

امام اعظم نے حضرت حماد سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے ابو عبداللہ جذبی سے انہوں نے حضرت خزیمہ سے روایت کی کہ وہ حضور کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ ایک اعرابی آپ سے بیع کا انکار کر رہا تھا۔ حضرت خزیمہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اعرابی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیع کی ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے خزیمہ تو نے کیسے جانا انہوں نے کہا آپ آسمانی وحی کے بارے میں بتاتے ہیں تو ہم مانتے ہیں (کیا زمین کی بات نہ مانیں) کہتے ہیں کہ حضور نے ان کی شہادت کو دو آدمیوں کی شہادت کے برابر ٹھہرایا (ایضاً، باب ۱۹۰)

ابو بردہ کی قربانی

امام اعظم نے حضرت حماد سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے امام شعبی سے انہوں نے ابو بردہ سے روایت کی کہ انہوں نے عید پڑھنے سے پہلے قربانی کر لی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ قربانی محض تمہارے لئے کافی ہے تمہارے بعد کسی کیلئے جائز نہیں (ایضا باب ۲۰۴) بخاری و مسلم و ترمذی و ابو داؤد و نسائی)

حلال و حرام کا اختیار

امام ابوحنیفہ نے حضرت حماد سے انہوں نے حضرت حذیفہ سے روایت کی۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں سونے اور چاندی کے برتن میں کھانے اور پینے سے منع فرمایا نیز ریشم اور دیباج پہننے سے روکا۔ نیز فرمایا یہ چیزیں مشرکین کیلئے دنیا میں ہیں اور تمہارے لئے آخرت میں (ایضاً، باب ۲۰۷)

امام اعظم نے حضرت نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمر سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ''دبا'' اور ''ختم'' سے منع کیا (ایضا) یہ برتنوں کے نام ہیں جن میں شراب بنائی جاتی تھی۔

امام اعظم نے علقمہ سے انہوں نے سلیمان سے انہوں نے بریدہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا لیکن جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی والدہ ماجدہ کی قبر انور کی زیارت کی اجازت مل گئی تو فرمایا قبروں کی زیارت کیا کرو مگر نازیبا بات نہ کرو ہم نے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنے سے منع کیا کہ تمہارے امیر غریبوں پر خوشحالی لائیں اور اب اللہ نے تمہیں فراخی دی اس لئے کھاؤ اور ہم نے تمہیں ختم اور مزفت میں پینے سے منع کیا تھا۔ ایک روایت ہے ''نقیر'' اور ''دبا'' میں پینے سے منع کیا تھا تو اب پیو جس برتن میں چاہو کیونکہ برتن کسی چیز کو حلال یا حرام نہیں کرتا۔ ہاں نشے والی چیز نہ ہو (ایضا)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورت کے ذبیحہ کو جائز قرار دیا (ایضا باب ۲۲۰)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خرگوش کا گوشت کھانے کا حکم دیا (ایضا)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجثمہ (جسے سامنے باندھ کر تیر سے ہلاک کیا جائے) کا گوشت کھانے سے منع کیا (ایضا باب ۲۰۲)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مچھلی کا گوشت کھانے کا حکم دیا (ایضا باب ۲۰۰)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گوہ کا گوشت کھانے سے منع کیا (ایضا باب ۱۹۹)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیڑے مکوڑے کھانے سے منع کیا۔ (ایضاً باب ۱۹۸)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر چنگل والے پرندے (باز، گدھ، چیل وغیرہ) کھانے سے منع کیا (ایضا باب ۱۹۶)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع کیا (ایضا باب ۱۹۷)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شکاری کتے کی قیمت کی رخصت دی (ایضا باب ۱۷۶)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیع میں دو شرطوں اور قرض سے غیر مضمون چیز سے نفع اٹھانے سے اور غیر مقبوضہ چیز کو بیچنے سے منع کیا (ایضا باب ۱۷۶)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی علت والے غلام اور لونڈی کی خرید و فروخت سے منع کیا (ایضاً باب ۱۷۶)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھجور کے کچلے پھل بیچنے سے منع کیا (ایضاً باب ۱۷۳)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فریب والی بیع سے منع کیا (ایضاً باب ۱۷۱)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خمس کو مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے بیچنے سے منع کیا (ایضا باب ۱۶۴)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مثلہ (مقتول کے ہاتھ پاؤں ناک وغیرہ کاٹنے) سے منع کیا (ایضا باب ۱۶۳)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں سے جماع بالدبر سے منع کیا

(ایضا' باب۱۲۹)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے متعہ سے منع کیا (ایضا' باب ۱۲۶)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رمضان میں عمرہ کو حج کے برابر ثواب کا مستحق قرار دیا (ایضا' باب۱۱۴)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باکرہ عورت کے نکاح جو کہ اسکی رضا کے خلاف ہو سے منع کیا (ایضا باب۱۲۳)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر عورت کے نکاح جو کہ اس کی رضا کے خلاف ہو سے منع کیا (ایضا باب۱۲۴)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع کیا (ایضا' باب۱۶)

مسواک فرض کر دیتے

امام اعظم نے حضرت علی بن الحسین سے انہوں نے تمام سے انہوں نے حضرت جعفر بن ابوطالب سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا کیا وجہ ہے میں تمہارے دانتوں کو زرد دیکھتا ہوں مسواک کیا کرو۔ اگر میں اپنی امت پر اس کو مشکل نہ جانتا تو ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کیلئے حکم دیتا (ایضا باب۲۱)

(موطا' احمد' بخاری و مسلم' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ)

مانگو دیا جائے گا

امام اعظم نے ہیثم سے انہوں نے ایک آدمی سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو یہ پسند ہو کہ قرآن کو اسی نہج پر پڑھے جس میں وہ اترا ہے تو عبداللہ بن مسعود (ابن ام عبد) کی قرات کے طریقہ پر پڑھے پھر آپ نے ان سے فرمایا مانگو دیئے جاؤ

گے۔ حضرت ابو بکر و عمر نے ان کو خوشخبری دی تو انہوں نے مانگا اے اللہ میں تجھ سے ایمان جو زائل نہ ہو اور نعمتیں جو کبھی پوری نہ ہوں اور جنت میں تیرے نبی کا ساتھ مانگتا ہوں (ایضاً باب ۱۸۹) (ملخصاً)

اشارات

ان روایات سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی حکم کو کسی خاص آدمی کیلئے خاص کر سکتے ہیں جیسا خزیمہ کی گواہی اور ابو ہریرہ کی قربانی سے ثابت ہوا ایسی روایات بہت زیادہ ہیں۔ مثلاً

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اذخر گھاس کو حرم کی حرمت سے مستثنیٰ کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حج کو ہر سال فرض نہ کیا، اگر ہاں کہہ دیتے تو فرض ہو جاتا (مسلم و احمد، نسائی)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو ہریرہ کیلئے بکری کا ششماہی بچہ جائز کر دیا۔ (بخاری)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام عطیہ کو نوحہ کی اجازت دے دی۔ (مسلم)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسماء بنت عمیس کیلئے چار مہینے دس دن کا سوگ تین دن کر دیا (طبقات ابن سعد)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روزہ توڑنے والے کا کفارہ معاف کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف کیلئے ریشمی لباس حلال کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کیلئے حالت جنابت میں بھی

مسجد میں داخل ہونے کو جائز کر دیا (ترمذی و بیہقی)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت براء کیلئے سونے کی انگوٹھی حلال کر دی۔ (بخاری و مسلم)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کے شہزادے محمد بن حنفیہ کیلئے اپنا نام اور کنیت رکھنا جائز کر دیا۔ (طبقات)

یہ وہ احکام ہیں جو انہی افراد کیلئے جائز تھے کسی اور کیلئے وہی عام احکام ہیں ان احکام کے خاص ہونے سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختار شریعت ہیں۔ آپ کی رضا اللہ کی رضا ہے۔

آپ کا حکم اللہ کا حکم ہے۔ علامہ شیرانی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ماذون فرمایا ہے کہ خود اپنی رائے سے جو راہ چاہیں اختیار فرما لیں (المیزان الشریعہ) امام بوصیری فرماتے ہیں۔

ببینا الامر الناھی فلا احد
ابرفی قول لامنه ولا نعم

حضور اپنی امت کو طیب و طاہر دیکھنا پسند کرتے ہیں اس لئے پاکیزہ چیزیں حلال کر دیں اور گندی چیزیں حرام جیسا کہ قرآن حکیم نے فرمایا ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث

☆ عبداللہ بن مسعود کو مستجاب الدعوات کر دیا کہ مانگو ہر وقت مانگو تمہاری دعا قبول ہو گی۔

☆ حدیث کی اہمیت اجاگر ہوئی۔

متفرقات

اب ہم مختلف عقائد حسنہ کو بیان کرنے کیلئے مختلف احادیث مبارکہ پیش کرتے ہیں وما توفیقی الا بالله

فراست مومن

امام اعظم نے حضرت عطیہ سے انہوں نے ابوسعید سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اتقوا فراسة المومن انه ینظر بنور الله مومن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ان فی ذالک لا یات للمتوسمین، اس میں کتنی نشانیاں ہیں اہل بصیرت کیلئے (ایضا کتاب التفسیر)

اشارات

☆ اس روایت سے معلوم ہوا کہ: بندہ مومن کی نگاہ ولایت کے سامنے وقت کے حجاب کوئی حیثیت نہیں رکھتے اسلئے غوث اعظم فرماتے ہیں۔

نظرت الی بلاد الله جمعا
کخردلة علی حکم التصالی

☆ یعنی میں اللہ کے شہروں کو اس طرح دیکھتا ہوں جس طرح ہاتھ پر رائی کے دانے کو اقبال بھی کہتے ہیں۔

دیدہ ام ہر دو جہاں را بنگاہے گاہے

☆ اللہ تعالیٰ کے ولی کے سامنے عیاری و چالاکی سے کام نہیں لینا چاہیے کہ اس کی نظر دل پر ہوتی ہے۔

☆ حضور کے غلاموں کی فراست مومنانہ کا یہ حال ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فراست نبوت کا کیا حال ہوگا۔

وراثت مومن

امام اعظم نے محمد بن العاتب سے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسیلمہ کذاب کو خط لکھا اللہ کے نام سے شروع جو مہربان و رحمت والا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے مسیلمہ کذاب کی طرف، سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کا پیروکار ہو۔ اما بعد زمین اللہ جل جلالہٗ کی ہے اور اللہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے اور عاقبت کی بہتری بھی پرہیزگاروں کیلئے ہے۔

اشارات

اس روایت سے معلوم ہوا کہ

☆ زمین اللہ تعالیٰ کے بندوں کی وراثت ہے۔

☆ وراثت میں تصرف و اختیار ہوتا ہے لہٰذا وہ جب چاہتے ہیں حاجت روائی کرتے ہیں۔ ان سے مانگنا جائز کہ وہ اللہ جل جلالہ کے خزانوں سے مستفیض ہوتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے اہل رحمت سے حاجتیں طلب کرو (طبرانی شریف)

☆ آیت کریمہ ہے، مومن کی وراثت کا یہ عالم ہے تو جان ایمان کی وراثت کیوں نہ عرش و فرش پر چھائی ہوگی۔

اللہ اللہ ہے کیا شان جلالت تیری
فرش کیا عرش پر جاری ہے حکومت تیری

☆ جو لوگ مومن کی اس فراست و وراثت کو شرک کہتے ہیں اور اس کے اختیار کا انکار کرتے ہیں انہیں ایمان کی طاقت و دولت کا علم نہیں ایمان ایسی نعمتوں سے مشرف نہ کرے تو بتایئے پھر اس میں اور کفر میں کیا فرق ہے۔ اللہ

کے بندے اور بت کے بندے میں کیا تمیز ہے۔

مومن حضور کے بندے

امام اعظم نے روایت کی مکی بن ابراہیم سے انہوں نے ابولھیعہ سے انہوں نے ابوقبیل سے انہوں نے ابوعبدالرحمٰن سے انہوں نے ثوبان مولی رسول اللہ سے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں دنیا و مافیہا کو اس آیت کے بدلے پسند نہیں کرتا کہ اے محبوب فرما دو **یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمته الله** اے میرے بندو جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اللہ تعالیٰ سب گناہ بخش دے گا (سوا شرک کے) (ایضاً باب ۲۲۷)

اشارات

اس روایت سے معلوم ہوا کہ

☆ یہاں عبد بمعنیٰ غلام ہے نا کہ عبادت گزار اس معنیٰ میں عبدالرسول عبدالنبی وغیرہ نام درست ہیں کہ قرآن حکیم نے اہل ایمان کو حضور کا بندہ قرار دیا ہے۔ حضور فرماتے ہیں اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی آقا نہیں (بخاری کتاب الانبیاء)

☆ صحابہ کرام نے اس حکم پر لبیک کہا حضرت فاروق اعظم فرماتے ہیں کنت عبدہ وخادمہ میں حضور کا بندہ اور خادم (الریاض النظرۃ) اسی طرح حضرت بلال کو آزاد کرانے کے بعد حضرت صدیق اکبر جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئے تو

گفت ما و بندگان کوئے تو
کردش آزاد ہم بروئے تو

کہا ہم دونوں آپ کے کوچہ رحمت کے بندے ہیں۔

عبد بمعنیٰ غلام قرآن و حدیث میں بکثرت مستعمل ہے ۔ قرآن کہتا ہے **فانکحوا الایامی منکم الصالحین من عباد کم وامائکم** (سورہ النور) عبادکم کا معنیٰ ہے تمہارے بندے یعنی غلام

وصال کے بعد پکارنا

امام اعظم نے یزید تابعی سے انہوں نے انس بن مالک سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر صدیق نے آپ کے رخ انور سے کپڑا ہٹایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا **ماکان اللہ لیذیقک الموت مرتین انت اکرم علی اللہ من ذالک** اللہ آپ کو دو موتوں کا مزہ چکھائے گا آپ اللہ کے ہاں اس سے زیادہ بزرگ ہیں (ایضا باب ۱۸۲)

روایت کی امام اعظم نے نافع سے انہوں نے ابن عمر سے کہ حضور کی قبر انور پر قبلہ کی طرف سے آئے اور قبر انور کی طرف چہرہ کر کے کہے **السلام علیک ایھا لانبی** (ایضا)

اشارات

اس روایت سے معلوم ہوا کہ

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے وصال کے بعد صیغہ خطاب سے یاد کرنا **افضل البشر بعد الانبیاء** کی سنت ہے لہٰذا یارسول یا نبی کہنا جائز ہوا بلکہ ہر مومن نماز میں ایھا النبی کہتا ہے جو نماز میں جائز ہے باہر بھی جائز ہے۔

☆ حضور زندہ جاوید ہیں پہلی موت کا مزا اس لئے چھکا کہ کل نفس ذائقۃ الموت کا تقاضا پورا ہو جائے ۔ ذائقہ موت کے بعد حیات ابدی حاصل ہوئی کہ اب کوئی اور موت قریب نہیں آسکتی ہے اسی پر اجماع امت ہے بعض حضرات نے یہ نظریہ تراشا تھا کہ حضور قبر انور میں معاذ اللہ..... لیکن اجماع امت کی

چٹان کے سامنے ان کا نظریہ پاش پاش ہو گیا۔ اس پر صریح حدیث ہے فنبی الله حی یرزق الله کا نبی زندہ ہے اور رزق دیا جاتا ہے (ابن ماجہ) شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ

☆ حیات انبیا متفق علیہ است ہیچ کس را در دخلا فے نیست جسمانی، دینوی، حقیقی، (اشعہ اللمعات جلدا، ص ۵۴۷) یعنی انبیاء کی زندگی پر سب کا اتفاق ہے اس میں کسی کو اختلاف نہیں یہ زندگی جسمانی دینوی اور حقیقی ہے۔

☆ اس مسئلہ کی تحقیق استاذی المکرّم پروفیسر محمد حسین آسی صاحب نے اپنی کتاب ''شاہ ابرار'' میں خوب فرمائی ہے۔

☆ حضور کی قبر انور کی نیت کر کے جانا جائز ہے اور وہاں بھی السلام علیک ایھا النبی یعنی یا نبی سلام علیک کہنا حضرت عبداللہ بن عمر جیسے صحابی کی سنت ہے موطا امام محمد میں ہے کہ آپ جب بھی سفر پر جاتے یا سفر سے آتے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کرتے اور آپ پر درود بھیجتے۔

☆ حضور وصال کے بعد سنتے ہیں ورنہ صدیق اکبر کا پکارنا بے معنی ہوگا کسی صحابی نے ان کو اس عمل سے منع نہیں کیا۔ لہٰذا صحابہ کے اجماع سے ثابت ہوا نیز ان کا عمل دین میں حجت ہے کہ حضور نے فرمایا میرے بعد ابوبکر و عمر کی پیروی کرو۔ (مسند امام اعظم باب ۱۸۳)

☆ حضور جب قبرستان میں تشریف لے جاتے تو آپ کی زبان پر یہ الفاظ ہوتے السلام علی اهل الدیار من المسلمین وانشاء الله بکم لا حقون نسئل الله لنا ولکم العافیه اے قبروں میں بسنے والے مسلمانوں تم پر سلامتی ہو ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں ہم اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت مانگتے ہیں (ایضا) اس سے معلوم ہوا کہ وصال شدہ کو پکارنا جائز ہے

اور یہ کہ وہ سنتا ہے۔

زیارت قبور

امام اعظم نے علقمہ سے انہوں نے بریدہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا۔ اب حکم دیتا ہوں کہ قبروں کی زیارت کیا کرو لیکن بری بات نہ کرو۔ (ایضا باب ۸۶)

امام اعظم نے انہی سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کی قبر انور پر تشریف لے گئے اور اتنا روئے کہ معلوم ہوتا تھا عنقریب آپ کی روح جسم اطہر سے پرواز کر جائے گی۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ آپ اس قدر کیوں روتے ہیں آپ نے فرمایا میں نے اللہ سے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی تو مجھ کو اجازت مل گئی پھر میں نے شفاعت کی اجازت مانگی تو نہ ملی، دوسری روایت میں ہے کہ مجھے ان کی محبت نے اتنا رلایا اور مسلمان آپ کی محبت کی وجہ سے روئے (ایضاً)

اشارات

اس روایت سے معلوم ہوا کہ قبر کی زیارت کرنا جائز ہے یہ حکم ناسخ ہے لہذا اسی پر اہل سنت و جماعت کا عمل ہے۔

☆ اس روایت میں ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی والدہ ماجدہ کی شفاعت کی اجازت نہ ملی جس سے بعض حضرات نے نہایت وحشتناک عقیدہ گھڑ لیا کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ان کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا تھا۔

ابوین کریمین کا ایمان

حضرات محترم! اس ہولناک تصور سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ایمان کی چولیں

ہل جاتی ہیں کہ جان ایمان، محبوب خدا، شاہ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد گرامی سیدنا عبداللہ اور سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہما مومن نہیں تھے۔ وہ جنت میں نہیں جائیں گے۔ ہم پوچھتے ہیں وہ مومن کیوں نہیں؟ وہ جنت میں کیوں نہ جائیں گے، کیا جرم ہے ان کا کیا ایک ضعیف سے ضعیف حدیث بھی دکھائی جا سکتی ہے جس میں ان کا کوئی قول اور کوئی فعل ان کو ایمان کے دائرے سے نکال رہا ہو۔ انہوں نے شرک و کفر کا ارتکاب کیا ہو وہ صفات جاہلی سے متصف رہے ہوں؟ مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی نے کیا خوب کہا ہے۔

''آنحضرت کے والدین کی اخلاقی پاکیزگی اور عملی طہارت ہر کہ ومہ کے نزدیک مسلم ہے، باقی رہا مذہبی طور پر اعتقادی حالت سو اس کیلئے اگر کسی کے پاس کوئی ایسی شہادت موجود ہو کہ معاذ اللہ انہوں نے کبھی بت کو سجدہ کیا یا اسکے نام کی نذر و قربانی چڑھائی یا کسی بت سے دعا و التجا کی تو بے شک لاوے لیکن ہم کمال وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ ایسی شہادت کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکے گی۔ پس کسی معین پاکباز اور صالح الاعمال شخص کے متعلق اسکی بزرگی کے برخلاف کوئی ایسی رائے قائم کرنی جس کی تائید میں کوئی دستاویز نہ ہو، ہرگز ہرگز درست نہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا **کل مولود یولد علیٰ الفطرۃ** یعنی ہر بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ پس جب تک اس کی ذمہ داری کی عمر میں اس کے برخلاف کفر و شرک کے عقائد و اعمال ثابت نہ ہوں، اسے کافر و مشرک نہیں کہہ سکتے۔ (سیرت المصطفی، ص ۷۹)

تاہم اس کے برعکس ایسی روایات موجود ہیں جن سے ان کا موحد و مومن ہونا ثابت ہوتا ہے، اس پر ہم چند مقدموں کے تحت گفتگو کرتے ہیں۔

دور فترت میں وصال

اس پر تمام صحابہ تابعین محدثین اور محققین علیہم الرضوان کا اجماع ہے کہ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابوین کریمین کا وصال دور فترت میں ہوا والد گرامی تو حضور کے دنیا میں جلوہ فرما ہونے سے چند ماہ پہلے ہی وصال فرما گئے اور والدہ مطہرہ حضور کی عمر ظاہری کے چھٹے سال وصال فرما گئیں اب دور فترت میں وفات پانے والوں کے بارے میں تین حکم ہیں۔

اولاً وہ لوگ جو اپنی بصیرت سے توحید کو مانتے رہے کچھ وہ ہیں جو کسی شریعت میں داخل نہیں ہوئے مثلاً قیس بن ساعدہ اور زید بن عمرو اور کچھ وہ ہیں جو کسی شریعت میں داخل ہو گئے جیسے تبع اور اس کی قوم ثانیاً وہ لوگ جنھوں نے شرک کیا اور اپنے لئے حلال و حرام گھڑ لئے۔

ثالثاً وہ لوگ جنھوں نے نہ شرک کیا نہ توحید کو جان سکے نہ کسی شریعت میں داخل ہوئے نہ اپنے لئے کوئی شریعت بنائی تمام عمر غفلت میں رہے۔

یاد رہے کہ پہلے اور تیسرے حکم کے تحت آنے والے لوگوں کو عذاب نہیں دیا جائے گا (الفتح الربانی جلد ۸، ص ۱۶۷) اس کا ثبوت قرآن پاک سے بھی ملتا ہے **وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا** ہم اس وقت تک کسی کو عذاب نہیں دیتے جب تک اس کے پاس رسول نہ بھیج دیں تاریخی و تفسیری شواہد کثرت کے ساتھ ملتے ہیں کہ حضور کے ابوین کریمین کا تعلق پہلے حکم کے ساتھ ہے وہ دین ابراہیمی پر قائم تھے۔ انہوں نے ہمیشہ شرک و کفر سے نفرت کی جہالت کی تمام برائیوں سے اپنا دامن صاف رکھا بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ کوئی صغیرہ گناہ بھی ان سے سرزد نہیں ہوا ذیل میں ہم ان کے اس کمال ایمان پر شواہد پیش کرتے ہیں۔

قرآن حکیم میں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں آیت ہے **وجعلها کلمه باقیه فی عصبه لعلهم یرجعون** اور اسنے اس کی نسل میں کلمہ باقی رکھا کہ وہ باز آتے رہیں (سورہ زخرف آیت ۲۸) اس آیت کے تحت تفسیر طبری اور تفسیر ابن کثیر میں جید مفسرین کرام حضرت ابن عباس مجاہد قتادہ عکرمہ اور

ضحاکؓ کے قول درج ہیں کہ کلمہ باقیہ سے مراد لا الہ اللہ ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہمیشہ اس کے ماننے والے موجود رہے۔

امام شافعی کے استاد سفیان بن عینیہ علیہ الرحمہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد نے بت پرستی کی۔ انہوں نے فرمایا نہیں کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی۔ واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام اس آیت میں حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد شامل نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہاں مکہ کے باشندوں کے بارے میں دعا کی ہے (رب اجعل ھذا البلد امنا کے الفاظ ہیں یعنی اے رب تعالیٰ اس شہر مکہ کو امان والا بنا دے) (مسالک الحنفاء، ۲۷)

ایک اور روایت دیکھئے جو انتہائی واضح ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم ربنا وابعث فیھم رسولا من انفسھم اے ہمارے رب ہمیں اپنا تابع فرمان رکھ اور ہماری اولاد میں سے ایک جماعت تیری تابع فرمان رہے ہمیں حج کے احکام سکھا اور توبہ قبول کر اے ہمارے رب ان میں ان کے نفسوں میں سے ایک رسول بھیج۔ (سورہ البقرہ، آیت ۱۲۸)

اس آیت نے بتا دیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل عیہ السلام کی اولاد میں سے ایک امت و جماعت ہر دور میں مسلمان رہی دور جہالت میں زید بن عمرو قیس بن عبادہ عبدالمطلب بن ہاشم اور عامر بن ظرب اسی جماعت کے نمائندہ تھے۔ دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان رکھتے تھے ثواب اور عذاب کے قائل تھے توحید پر یقین رکھتے تھے۔ نہ مردار کھاتے اور نہ ہی بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ (تفسیر کبیر، تفسیر غرائب القرآن) حضرت ابن جریج سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو

دین اسلام پر قائم رہیں گے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہیں گے اور یہ سلسلہ قیامت تک رہے گا (درمنثور) قرآن حکیم نے شبہات کے تمام پردے چاک کر دیئے کہ حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی اولاد سے جو جماعت مسلمان تھی اسی جماعت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد پیدا ہوئے تاریخ عرب شاہد ہے کہ وہ تمام اپنے اپنے دور میں توحید کے علمبردار انسانی اخلاق سے آراستہ ہوتے تھے کسی ایک سے بھی شرک و کفر کا ارتکاب ثابت نہیں اس کی تائید ان روایات صحیحہ سے بھی ہوتی ہے۔

حضرت عباس سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا مجھے اس کے بہتر حصے میں بنایا بہتر مخلوق کے دو حصے کیے مجھے بہتر حصے میں بنایا پھر اس بہتر حصے کو قبیلوں میں تقسیم کیا مجھے بہتر قبیلے میں بنایا پھر اس قبیلے کے گھر بنائے مجھے بہتر گھر میں پیدا کیا میں اپنی ذات اور گھر کے اعتبار سے سب سے بہتر ہوں۔ (مشکوٰۃ)

حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب بھی انسانی نسل کو دو طبقوں میں بانٹا گیا مجھے بہتر طبقہ میں رکھا گیا میرے نسب کو ایسے والدین میں سے نکالا گیا کہ میرے نسب کو دور جہالت کی کسی برائی نے نہ چھوا میرے سلسلہ نسب میں ہمیشہ نکاح قائم رہا میری ولادت میں کبھی بھی عیب کا عمل دخل نہیں ہو سکا یہ نسبی طہارت حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ اور سیدہ آمنہ تک برقرار رہی۔ پس میں اپنے ذاتی شرف اور آبائی شرف کی وجہ سے بھی تم سے بہتر ہوں (دلائل النبوہ، بیہقی)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں ہمیشہ پاک مردوں کی پشتوں سے پاک بیبیوں کے شکموں میں منتقل ہوتا رہا (شرح الزرقانی جلد ۱، ص ۲۰۳)

واثلہ بن اسقع سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم سے اسماعیل کو چنا اولاد اسماعیل سے کنانہ کو چنا بنی کنانہ سے قریش کو چنا اور قریش سے بنی ہاشم کو چنا اور بنی ہاشم سے مجھے چنا۔ (مسلم و ترمذی، سبل الہدیٰ، جلد اول ص ۲۷۰)

حضرت علی المرتضیٰ سے صحیح روایت ہے کہ زمین پر ہر دور میں سات مسلمان ضرور رہے ہیں ایسا نہ ہوتا تو زمین و اہل زمین ہلاک ہو جاتے (زرقانی ص ۲۰۴)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل امین نے مجھے کہا میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو اچھی طرح دیکھا مجھے آپ سے افضل کوئی بھی نظر نہ آیا اور بنی ہاشم سے بہتر کوئی اولاد نظر نہ آئی (طبرانی بیہقی سبل الہدیٰ جلد اول ص ۲۷۶)

ان احادیث مبارکہ کو بار بار پڑھیں اور اندازہ کریں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کس صراحت کے ساتھ اپنے حسب نسب کی پاکیزگی کا اعلان کیا ہے یعنی وہ اعتقادی طور بھی اور عملی طور پر بھی پاکیزہ تھے جبکہ مشرک و کافر کو پاکیزگی کی ہوا تک نہیں لگتی انما المشرکون نجس جیسی نص قرآنی اس پر دلیل ہے اب انصاف کیا جائے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباء کرام خصوصا سیدنا عبداللہ و آمنہ سلام اللہ علی ابنہ وعلیہ دور فترت میں ہوئے انہیں کسی نبی کی تعلیم نہیں پہنچی پھر بھی انہوں نے اپنے آبائی دین کو سامنے رکھتے ہوئے توحید پر یقین رکھا شرک و کفر سے نفرت کی۔ اٹھتے بیٹھتے خدائے واحد کو پکارا، عملی طہارت کے بلند مقام پر فائز رہے جس پر سب کا اجماع ہے اور کائنات کی تمام خوبیوں کا شاہکار فرزند نصیب ہوا تو کیا ان کا ایمان ثابت نہیں کیا ان کی مغفرت مستحق نہیں۔

اسی طرح سیدہ آمنہ کہ جن کو صرف نبی نہیں نبی کے نبی ہر رسول کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ امام سیوطی علیہ الرحمہ

نے تصریح فرمائی ہے کہ ہر نبی کی والدہ مومنہ تھی (مسالک الحنفاص ۳۸) ہم کہتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نبی سے ہر اعتبار سے افضل ہیں تو اس فضل میں کیسے پیچھے رہے یقیناً جس طرح حضور سب نبیوں کے سردار ہیں اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ سب نبیوں کی ماؤں کی سردار ہیں اور ان سے بڑھ کر مومنہ ہیں اور ایسی مومنہ ہیں کہ ایمان ان کی پہچان بن گیا ہے کہ سب انہیں آمنہ یعنی ایمان والی یا امن والی کہتے ہیں انہوں نے تمام عمر اس پاکیزگی اور عمدگی سے بسر کی کہ حوران بہشت کی طہارتیں ان کے قدموں کی دھول پر قربان اور پھر اپنے نور نظر کی ولادت باسعات کے موقع پر جو معجزات دیکھے عظیم القدر نبیوں کی زیارت کی اور ان کی بشارات سن کر اپنے نور نظر کے امام المرسلین ہونے پر یقین کیا مثلا جب انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت حلیمہ سعدیہ کے سپرد کیا تو فرمایا

اے حلیمہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ نور نظر عجیب شان کا مالک ہے خدا کی قسم مجھے دوران حمل اس کی برکت سے کوئی تکلیف نہ ہوئی جو عام عورتوں کو ہوتی ہے میرے پاس کوئی آنے والا آیا اور اس نے کہا آپ بہت جلد ایسے نور نظر کو جنم دینے والی ہیں جس کا نام احمد ہوگا اور وہ تمام رسولوں کا سردار ہوگا (طبقات ابن سعد جلد اول ص ۱۵۱)

جب سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا حضور کو لے کر روانہ ہوئیں تو سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا **اعیذہ باللہ الجلال من شرما مرعلی الجبال حتی اراہ حامل الحلال ویفعل العرف الی الموال وغیرھم من حشوہ الرجال** میں اس نور نظر کو اللہ کی پناہ میں دیتی ہوں ہر اس شے سے جو پہاڑوں کو عبور کرتا ہے یہاں تک کہ یہ نور نظر اپنے ہتھیار اٹھالے اور غلاموں اور کمزوروں کے ساتھ بھلائی کرے (ایضاً ص ۱۱۱)

علاوہ ازیں سیرت کی جید کتب دلائل النبوۃ، زرقانی، انوار محمدیہ، خصائص کبریٰ، وفاء الوفا وغیرہ میں بھی ایسے واقعات و روایات موجود ہیں ان واقعات روایات کی روشنی میں امام زرقانی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حمل اور پیدائش کے وقت سیدہ آمنہ نے جن عجائب کو دیکھا ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ دین ابراہیم پر قائم تھیں اور وہ نور جو انہوں نے حضور کی ولادت کے موقع پر دیکھا جس سے شام کے محل چمک اٹھے وہ بالکل ایسے ہی دیکھا جیسے تمام انبیاء کرام کی امہات مبارکہ دیکھ چکی تھیں اور جو انہوں نے سیدہ حلیمہ سے فرمایا کہ تم دونوں میاں بیوی کو یہ خوف ہے کہ اس نور نظر پر شیطان اثر کر سکتا ہے۔ اللہ کی قسم شیطان اس کی گرد کو نہیں پا سکتا۔ اسکی شان انوکھی ہے اس قسم کے اور الفاظ بھی ہیں جن سے یہی ظاہر ہے کہ وہ دین ابراہیمی پر قائم تھیں پھر جب حضور کو لے کر مدینہ منورہ آئیں۔ یہودیوں سے حضور کی نبوت کی گواہی سنی واپسی پہ ان کا وصال ہو گیا تو یہ سب باتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ وہ دین ابراہیمی پر قائم تھیں اور حنیفہ (یعنی اللہ کی وحدانیت کی قائل اور شرک سے بیزار) تھیں۔ (زرقانی جلد اول ص ۱۶۵)

جب سیدہ آمنہؓ کا وصال ہوا تو آپ اپنے چھ سال کے لخت جگر کی شان و عظمت کی دہائی دے رہی تھیں۔

بارک اللہ فیک من غلام
یا ابن الذی من حومہ الحمام
نجابعون الملک العلام
فوری غداہ الضرب بالسھام
بمانہ من اھل سوام
ان صح ما ابصرت فی المنام

فانت مبعوث الی الانام
من عند ذی الجلال والاکرام
تبعث فی الحل وفی الحرام
تبعث بالتحقیق والاسلام
دین ابیک ابر ابراھام
فاللہ انھاک عن الاصنام
ان لا تو الیھا مع الاقوام

یعنی اے بیٹا اللہ تجھے برکتیں دے تو اس عظیم باپ کا بیٹا ہے جو اپنی قوم کا سردار تھا جس نے خدائے بزرگ کی امداد سے نجات پائی جس کی زندگی بچانے کیلئے صبح کے وقت تیروں کا قرعہ ڈالا گیا جس کی خاطر ایک سو اونٹ قربان کیئے گئے۔ اے میرے نور نظر میں نے خواب میں جس چیز کو دیکھا تھا۔ وہ درست ہے تو تو خدا تعالیٰ کی طرف سے تمام لوگوں کی طرف نبی بن کر مبعوث ہوا ہے تو اس دین کے مطابق حلال و حرام کا حکم دے گا جو تیرے جد اعلیٰ ابراہیم علیہ السلام کا دین تھا اللہ تعالیٰ تجھے بتوں سے بچائے گا اور ان کے ساتھ تیری دوستی نہ ہوگی جو بتوں کو دوست رکھتے ہیں۔ پھر فرمایا ہر چھوٹی بڑی چیز کو فنا ہونا ہے ہر نیا پرانا ہو جائیگا میں اس دنیا سے جا رہی ہوں مگر میرا ذکر ہمیشہ بلند رہے گا کہ میں نے اس سراپا چیز کو چھوڑا ہے میں نے پاکیزہ لخت جگر کو جنا ہے انہی الفاظ پر ان کا وصال ہوگیا (زرقانی جلد اول ص ۱۶۵)

امام زرقانی فرماتے ہیں۔

سیدہ آمنہ کی یہ باتیں ان کے مومنہ موحدہ ہونے پر واضح ثبوت ہیں۔ انہوں نے دین ابراہیم کا حوالہ دیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کا ذکر چھیڑا بتوں سے نفرت کرنے کا سبق دیا اہل کفر کی دوستی سے منع کیا تو اتنی باتیں

ہی ان کی بیزاری کفر اور محبت توحید کیلئے کافی ہیں پھر زمانہ فترت میں تو ایسی باتیں بدرجہا اولی قائل کے ایمان پر دلالت کرتی ہیں (ایضاً)

امام آلوسی فرماتے ہیں۔

کثیر التعداد علما کا فیصلہ ہے کہ حضور کے تمام اصول یعنی آباو امہات اپنے عیقدے میں توحید کا دم بھرتے ہیں قیامت اور حساب کو مانتے تھے اور ملت حنیف کے پابند تھے (بلوغ الادب فی معرفتہ احوال العرب جلد ۲، ص ۲۸۲)

اے مسلمان اپنے دل سے پوچھ

حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ استفت قلبک ولو افتاک المفتون اپنے دل سے بھی فتوی لے لیا کر اگرچہ فتوی دیں فتوی دینے والے ہم اس حدیث کا دامن تھام کر اہل ایمان کے دلوں پر دستک دیتے ہیں کہ ذرا قیامت کا منظر تو سامنے لائیے۔

انبیا کرام کے والدین پر کیا کیا انعام ہوگا شہدا عظام کے والدین پر کیا کیا احسان ہوگا حفاظ کے والدین کو کیا کیا تاج پہنائے جائیں گے۔ علماء و اولیا کے والدین کو کیسے کیسے نوازا جائے گا یہ تو انسان ہیں صالح علیہ السلام کی اونٹنی، ابراہیم علیہ السلام کا بچھڑا، اسماعیل علیہ السلام کا مینڈھا، موسیٰ علیہ السلام کی گائے، یونس علیہ السلام کی مچھلی، عزیر علیہ السلام کا گدھا، سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی، بلقیس کا ہدہد، اصحاب کہف کا کتا اور رسول آخر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناقہ جنت میں جائیں گے (روح المعانی جلد ۵، ص ۲۳۶)

اللہ اللہ شفاعت عام ہوگی تو ننھے بچے اپنے والدین کو بخشوائیں گے مسلمان کی دعائے مغفرت کی وجہ سے اس کے والدین کے درجات بلند ہوں گے وغیرہ وغیرہ لیکن ایک حضور شفیع المذنبین شہسوار قیامت، خطیب محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کو عذاب دیا جائے لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ عقیدہ کتنا ہولناک

ہے۔ اس عقیدے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کتنی ایذا ہوتی ہوگی اس کا کون اندازہ کرسکتا ہے وہ رحمت عالم جس کی بارگاہ میں عکرمہ بن ابوجہل نے کہا کہ لوگ میرے سامنے میرے باپ کو برا بھلا کہتے ہیں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا **لا توذوا الا حیا بسبب الاموات** مردوں کی وجہ سے زندوں کو تکلیف نہ دو (فتح الربانی جلد ۸، ص ۱۷۱) اگر کوئی حضور کے والدین پر کفر و عذاب کا فتویٰ لگائے ذرا سوچیے اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کتنا دکھ دیا ابو جہل سے بڑا کافر کون ہوگا اگر اس کے بیٹے حضرت عکرمہ کی تالیف قلب کیلئے لوگوں کو اس کی مذمت سے روک دیا جاتا ہے۔ حضور کے والدین سے کوئی جرم صادر ہی نہیں ہوا پھر بھی ان کی مذمت کرنے والا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کا کیسے مستحق ہوگا۔ امام سہیلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ہمیں زیبا نہیں کہ ہم حضور کے والدین پر کفر کا فتویٰ لگائیں کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کی وجہ سے زندوں کو تکلیف نہ دو اور اللہ کا ارشاد ہے جو اللہ جل جلالہ اور اسکے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں دنیا و آخرت میں ان پر لعنت ہے امام ابوبکر قاضی علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کو دوزخی کہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا وہ ملعون ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کے بارے میں ایسا کہنے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جتنی اذیت ہوتی ہوگی کسی اور بات سے نہیں ہوتی (الحاوی للفتاوی جلد ۲، ص ۲۳۱) (مسالک الحنفاص ۵۳)

اس روایت کا کیا مطلب ہے

ان حقائق و دلائل کے ہوتے ہوئے بھی ذہن اس روایت پہ اٹکا رہتا ہے کہ حضور کو والدہ کی شفاعت سے کیوں روک دیا گیا۔ یہ صحیح مسلم کی روایت رہ رہ کر یاد آتی ہے کہ دعائے مغفرت کی اجازت نہ ملی آخر اس روایت کا کیا مطلب

ہے ہم کہتے ہیں آخر اتنی روایات بلکہ آیات کا کیا مطلب ہے؟ کیوں نہ تاویل کا راستہ نکال لیا جائے جس سے اس روایت اور دوسری روایات اور آیات کے درمیان تطبیق قائم ہو جائے اور آدمی اس غلیظ عقیدے سے بچ جائے جو دنیا و آخرت میں لعنت و رسوائی کا باعث ہے۔ یاد رہے کہ تاویل و تطبیق کا قانون مسلمہ ہے۔ اگر اس کا سہارا نہ لیا جائے تو قرآن کی کئی آیات اور حضور کی کئی احادیث کا انکار کرنا پڑتا ہے اہل فکر نے صرف اس مسئلے میں نہیں اور بھی کئی مسائل میں اس کا سہارا لیا ہے۔ اس مسئلے میں تاویل یہ ہے کہ حضور کو والدہ ماجدہ کی شفاعت و مغفرت کی دعا کی اجازت نہ ملنا اس وجہ سے ہے کہ وہ محل استغفار نہیں تھیں جس طرح معصوم بچی کیلئے دعائے مغفرت نہیں کی جاتی بلکہ اس کو مغفرت و شفاعت کا وسیلہ بنایا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ بچہ معاذ اللہ کافر و معذب ہے لہٰذا اس کیلئے شفاعت و مغفرت کی دعا جائز نہیں بلکہ اس کا سراسر یہی مطلب ہوتا ہے کہ وہ گناہوں سے محفوظ ہے ہماری تائید الفتح الربانی کی اس عبارت سے ہوتی ہے۔

> کہا گیا ہے کہ حضور کو اپنی والدہ کیلئے استغفار کی اجازت نہ ملی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ استغفار دراصل گناہوں کے حساب کی فرع ہے اور وہ جسے اسلام کی دعوت ہی نہ ملی ہو (وہ فضل خدا سے توحید پر قائم ہے) اس سے گناہوں کا حساب نہ ہوگا لہٰذا حضور کی والدہ کیلئے استغفار کی ضرورت نہ تھی (کیونکہ آپ سے تو گناہوں کا صدور بھی ثابت نہیں) اور استغفار کی اجازت نہ ملنے سے یہ کہاں ضروری ہے کہ وہ کافر تھیں۔ (جلد ۸، ص ۱۵۹)

امام سیوطی علیہ الرحمہ نے ایک نفیس وجہ لکھی ہے کہ

> استغفار (یا شفاعت) کی اجازت نہ ملنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے حضور کی والدہ کو زندہ فرمایا اور وہ مشرف با اسلام ہوئیں اس طرح ان

کو اعلیٰ مقام سے نوازا تو اجازت استغفار نہ ملنا ایک اعلیٰ مقام دیئے جانے کے سبب تھا۔ (نشر العلمین، ص۵)

یہاں لگے ہاتھ ہم وہ حدیث بھی لکھ دیتے ہیں جس میں حضور کی والدہ کو دوبارہ زندہ کرنے کا واقعہ درج ہے کہ وہ تفصیل کے ساتھ اپنے لخت جگر کا دین قبول کریں۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ مجھے بتایا گیا کہ حضور نے رب تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ ان کے والدین کو زندہ فرما دے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا وہ حضور پر ایمان لائے پھر انہیں وفات دے دی گئی (الروض الانف ص ۱۱۳)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اپنی والدہ کی قبر سے گزرے تو رو پڑے مجھے فرمایا اے حمیرا یہیں رکو! آپ بہت دیر بعد تشریف لائے تو مسکرا رہے تھے وجہ دریافت کی تو فرمایا میں اپنی امی جان کی قبر پر گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ انہیں زندہ کر دے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کیا وہ مجھ پر ایمان لائیں اور پھر وفات پا گئیں (ایضا)

علامہ ابن تیمیہ کا وہم

ابن تیمیہ نے اپنی عادت سے مجبور ہو کر اس حدیث کو بھی موضوع کہہ دیا جیسے اور بہت سی احادیث کو موضوع کہا ہے۔ اس نے اپنے فتاویٰ جلد چہارم میں اس پر مندرجہ ذیل اعتراضات وارد کئے ہیں۔

اہل معرفت کے نزدیک یہ حدیث موضوع ہے۔

اس آیت کیخلاف ہے کہ انہیں ایمان لانا فائدہ نہ دے گا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا۔

صحیح مسلم میں ہے کہ میرا باپ دوزخ میں ہے

صحیح مسلم میں ہے کہ استغفار کی اجازت نہ ملی

ابن تیمیہ کے اس وہم کا یہ جواب ہے کہ وہ کہاں کے اہل معرفت ہیں جن کو حضور کے والدین کے غیر مومن ہونے پر اصرار ہے حالانکہ اس حدیث کو ان جید علما کرام نے نقل فرمایا جن کا پایہ ابن تیمیہ اور اس کے اہل معرفت سے بلند ہے۔ امام جلال الدین سیوطی نے مسالک الحنفا میں امام قرطبی اور بغوی نے اپنی تفاسیر میں، امام قرطبی نے التذکرہ باموراخرہ میں، ابن سید الناس نے عیون الاثر میں، حافظ شمس الدین مشقی نے مورد الصاوی میں، امام سہیلی نے روض الانف میں، خطیب بغدادی نے السابق واللاحق میں، امام ابن شاہین نے الناسخ والمنسوخ میں لکھا ہے علاوہ ازیں البدایہ والنہایہ اور تاریخ الخمیس میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔

یہ حدیث متعدد طریق سے مروی ہے اگرچہ اسے ضعیف کہا گیا لیکن ایک تو فضائل میں وارد ہے اس لئے قابل قبول ہے دوسرا متعدد طریق کی بنا پر ضعیف نہیں رہی اس کو موضوع کہنا تو سراسر زیادتی ہے امام اجل ابن شاہین المتوفی ۳۸۵ھ جو تین سوتیں بڑی بڑی کتابوں کے مصنف تھے جن میں تفسیر کبیر تھی جو ایک ہزار جز پر مشتمل تھی اور ایک مسند تھی جو ایک ہزار پانچ سو جز پر مشتمل تھی (الکنی والقاب جلد ۱، ص ۳۲۴) کی سند میں محمد بن زیاد، احمد بن یحییٰ، ابوغزیہ الزہری، عبدالوہاب بن موسیٰ، عبدالرحمٰن بن ابی الزناد، ہشام بن عروہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ موجود ہیں ان آٹھ رواۃ حدیث میں کوئی بھی ایسا نہیں جو جرح کی زد میں آتا ہو یا کسی کی کسی سے ملاقات ثابت نہ ہو، اس سند نے اس حدیث کو حسن بنا دیا ہے۔ شیخ محقق بھی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا ضعف ختم ہو گیا ہے (اشعۃ اللمعات ۱، ص ۷۶۵) پھر جس شخص نے ان رجال حدیث سے حدیث لی وہ حافظ الحدیث نہایت ثقہ اور محتاط ہے (زرقانی جلد اول ص ۱۶۶) بھلا اس کے مقابلے میں بہت بعد میں آنے والے بہت متنازعہ شخص ابن تیمیہ کی کیا اہمیت ہے پھر مسئلہ حضور کے والدین کی عزت و حرمت کا جن کی خاک پایہ ہزاروں ابن

تیمیہ قربان کئے جا سکتے ہیں۔

دوسرے کا جواب یہ ہے کہ ابن تیمیہ وغیرہ کی یہ عادت ہے کہ وہ کافروں کے رد میں نازل ہونے والی آیات کو مومنوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ یہ کسی نے کہا کہ حضور کے والدین معاذ اللہ مومن نہیں تھے اس لئے جھٹ سے آیت ان پر چسپاں کردی خدا کے بندے وہ موحد تھے دین ابراہیمی کے پیروکار تھے لوث جہالت سے پاک تھے اب ان کو زندہ کیا گیا کہ توحید کے ساتھ ساتھ رسالت محمدی کو بھی مان لیں کہ قیامت کے دن کوئی ان سے افضل نہ ہونے پائے اس میں حضور کا عظیم اکرام ہے اور یہ معجزہ ہے امام سیوطی فرماتے ہیں۔

بعض حضرات نے اس حدیث کی تائید ایک مسلمہ کلیہ قاعدہ سے بھی کی ہے کہ جسے تمام امت نے تسلیم کیا ہے۔ وہ یہ کہ کسی نبی کو جو بھی معجزہ یا خصوصیت ملی وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی ضرور ملی اور مردہ زندہ کرنے کا معجزہ صرف یہی نظر آتا ہے لہٰذا یہ معجزہ عقل سے دور نہیں اگرچہ بکری کی ران کا گفتگو کرنا ستون کا رو کر فریاد سنانا اس کی مثل ہے مگر والدین کو زندہ کرنا بالکل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مردوں کو زندہ کرنے کی مثل ہے (لدرجہ المنیفہ، ص ۷)

جب علماء کرام اس کو حضور کا معجزہ اور خصوصیت قرار دیتے ہیں تو اس پر کسی ایسی آیت کا چسپاں کرنا ہی جہالت ہے جو کافروں کی مذمت میں نازل ہوئی ہو۔

تیسرے کا جواب یہ کہ ان لوگوں کا ایمان صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہی محدود ہے۔ کوئی ان سے پوچھے کہ بھلا بخاری و مسلم کی روایت کمزور نہیں ہو سکتی جیسا کہ امام ابن ہمام علیہ الرحمہ نے بھی فرمایا غیر مقلدین کے امام نذیر حسین دہلوی نے بھی معیار الحق میں بخاری و مسلم کی سینکڑوں حدیثیں اور ان کے رجال مردود اور نامقبول ٹھہرائے۔ بخاری و مسلم کی کتنی ہی حدیثیں حضور کی شان میں وارد ہیں۔ ان حدیثوں کی یہ لوگ اعلانیہ تردید کرتے ہیں یا تاویلیں حالانکہ جب

معاملہ حضور کے والد گرامی کی عزت وحرمت کا آ گیا تو چاہیے تھا کہ صحیح مسلم کی اس روایت کی تاویل کر لی جاتی وہ یہ کہ یہاں لفظ ابی سے مراد چچا ہے چچا کیلئے اب کا لفظ قرآن وحدیث میں وارد ہے۔ حضرت ابو طالب حضور کے چچا تھے ان کے ایمان نہ لانے اور معذب ہونے کے بارے میں صحیح حدیثیں شاہد ہیں اس لئے صحیح مسلم کی اس حدیث میں بھی ان کا ہی ذکر ہے۔ امام سیوطی نے فرمایا۔ یہ حدیث راوی حماد کی وجہ سے ضعیف ومضطرب ہے۔ امام بخاری نے اس سے کوئی حدیث نہیں لی کہ وہ حدیث کا حافظ نہیں تھا یہ مختلف الفاظ کی وجہ سے کمزور ہے (مسالک الحنفا، ص ۴۳) ایک اور حدیث پیش کی جاتی ہے کہ حضور نے ملیکہ کے بیٹوں سے فرمایا تمہاری ماں جہنم میں ہے اور میری ماں بھی اس کے ساتھ ہے (المستدرک جلد ۲، ص ۳۶۴) اس کے دو جواب ہیں اولا یہ حدیث سخت قسم کی ضعیف ہے، اس کی سند میں ایک راوی عثمان بن عمیر ہے جو ائمہ کے نزدیک منکر الحدیث، ضعیف الحدیث، متروک، تشیع میں غالی اور بات کو بہت جلد بھول جانے والا، ردی المذہب اور رجعت کا قائل تھا (تہذیب التہذیب جلد ۷، ص ۱۳۵) یاد رہے کہ فضائل میں ضعیف حدیث بالاجماع مقبول ہے مگر کسی کے کفر وعذاب میں مقبول نہیں ثانیا یا لوگ اس حدیث کا آخری حصہ نہیں پڑھتے جس میں واضح ہے کہ یہ بات سن کر ایک منافق نے کہنا شروع کر دیا کہ حضور اللہ کے نبی ہو کر اپنی والدہ کے کام نہ آ سکے۔ اس پر ایک انصاری نوجوان نے سوال کیا کہ یارسول اللہ کیا آپ کے والدین دوزخی ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے جو مانگوں گا وہ مجھے عطا فرمائے گا میں اس دن مقام محمود پر جلوہ افروز ہوں گا۔ (ایضا)

ان الفاظ سے تو یہ معلوم ہوا کہ حضور کو اپنے والد گرامی اور والدہ ماجدہ کی مغفرت کا یقین تھا جبکہ کافر کے بارے میں یہ امید قرآن کے خلاف ہے لہٰذا یہ

معلوم ہوا کہ آپ کے والدین کم از کم کافر نہیں تھے موحد تھے اور ان کی بخشش بالآخر ہو جائے گی۔ اب بتایئے اس حدیث کو پیش کرنے سے ان کو کیا فائدہ ہوا جن کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ غیر مومن تھے اور ان کی نجات نہیں ہوسکتی الحمداللہ ہمارا عقیدہ وہی ہے کہ وہ کامل الایمان تھے جنت ان کے لخت جگر کی جاگیر ہے وہ وہاں بلند ترین مقام میں ہوں گے۔ دوزخ ان پر حرام ہے اس قسم کی حدیث ان کو دوزخی ثابت کرنے میں ناکام ہے۔ اپنے موضوع میں متناقض ہونے کی وجہ سے ساقط الاعتبار ہے۔ اگر امام حاکم اسے صحیح کہہ بھی دیں تو کوئی بات نہیں سب پر روشن ہے کہ جس حدیث کو صرف امام حاکم صحیح کہیں ضروری نہیں کہ وہ صحیح ہو کہ حدیث کی صحت کے بارے میں ان سے تساہل بہت دفعہ واقع ہوا ہے جبکہ انکے برعکس امام ذہبی نے اس حدیث کی صحت کے انکار پر قسم اٹھائی ہے (سیرت حلبیہ جلد ا ص ۱۷۴)

چوتھے کا جواب یہ کہ وہ محل استغفار نہیں تھیں ویسے استغفار سے روکا جانا بھی ان کے غیر مومن ہونے کی دلیل نہیں کیونکہ ابتدائے اسلام میں مقروض کی نماز جنازہ اور دعائے مغفرت سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روک دیا گیا تھا حالانکہ مقروض ہونے سے آدمی کافر نہیں ہو جاتا لہٰذا محض اسی بات کی رٹ لگا کر حضور کی والدہ کو وہ نہیں کہا جا سکتا جو وہ کہنا چاہتے ہیں ویسے ایسی روایات ملتی ہیں کہ شفاعت و مغفرت کی اجازت مل گئی تھی۔ ایک روایت امام زرقانی نے نقل فرمائی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں قیامت میں اپنے والدین کی شفاعت کروں گا۔ صحیح مسلم میں ہے حضور قیامت میں عرض کریں گے یا اللہ جن لوگوں نے لا الہ الا اللہ کہا مجھے ان کی شفاعت کا حق دے دے اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ تمہارے لیے نہیں مگر مجھے اپنی عزت کی قسم میں ان کو ضرور دوزخ سے نکالوں گا (باب اثبات الشفاعۃ) شاید حضور کو ان کی شفاعت و مغفرت سے اس

لئے بھی روک دیا گیا ہو کہ وہ موحد تھے اور موحد کی مغفرت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اٹھایا ہے یہاں ایک قرینہ وارد ہوتا ہے کہ پھر ان کو ابتداء معذب ماننا پڑے گا ہم کہتے ہیں کہ ضروری تو نہیں کہ زمانہ فترت میں فوت ہونے والا ہر موحد ابتدا میں بھی معذب ہو یہ اشاعرہ و احناف کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جو موحد زمانہ فترت میں شرک سے بچا اور لوث جہالت سے محفوظ رہا وہ قطعی جنتی ہے اس پر بہت سی احادیث گواہ ہیں۔

عمران بن حصین سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت میں سب سے پہلے اپنے اہل بیت کی شفاعت کروں گا پھر ان کی جو ان سے قریب ہوں گے پھر جو ان کے قریب ہوں گے۔ (الحاوی للفتاوی جلد ۲، ص ۲۰۷)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین سے بڑھ کر کون ہے جو حضور کے قریب ہو لہٰذا حضور کی شفاعت ان کیلئے بھی ثابت ہوئی۔ فافھموا یا اولی الابصار

علامہ ابن جوزی نے حضرت علی المرتضی کی حدیث سے مرفوعا بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل امین نے مجھے آ کر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جس صلب سے آپ جس بطن میں جلوہ فرما ہوئے جس گود نے آپ کی کفالت کی ہم نے سب پر دوزخ کی آگ حرام کر دی۔ (مسالک الحنفا)

عمران بن حصین سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا میں نے اپنے رب سے مانگا کہ میرے اہل بیت میں سے کسی کو آگ میں نہ ڈالے تو اس نے میری دعا کو قبول فرمایا میں نے جو مانگا وہ عطا کر دیا (ایضا بحوالہ شرف النبوہ)

آخر میں قرآن کی واضح آیت پیش کرتے ہیں کہ حضور یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ ربنا اغفرلی ولوالدی یا اللہ میری اور میرے والدین کی مغفرت فرما۔

اس آیت نے بات ہی ختم کر دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین قطعی جنتی ہیں کیونکہ حضور کی دعا رد نہیں ہوسکتی نیز مغفرت اہل ایمان کیلئے ہی طلب کی جاتی ہے اہل کفر کیلئے نہیں نیز اپنے والدین کی مغفرت کے ساتھ اپنی مغفرت کا ذکر کیا کہ جو کوئی میرے والدین کے بارے میں جیسا بھی سوچے گا ویسا ہی اسے میرے بارے میں سوچنا پڑے گا۔

ایک اور وضاحت

حدیث میں واضح الفاظ موجود ہیں کہ حضور کو والدہ ماجدہ کی قبر انور کی زیارت کی اجازت دی گئی اور ہمیشہ کیلئے دی گئی کیونکہ الفاظ میں کوئی قید نہیں اب سوچنا یہ ہے کہ اگر وہ غیر مومن اور معذب ہیں تو ان کی قبر کی زیارت بھی جائز نہیں کیونکہ قرآن حکیم نے زبردست حکم دیا ہے۔ **ولا تصل علی احد منهم مات ابداولا تقم علی قبره** یعنی اے محبوب آپ ان کافروں میں کسی کے مرنے پر نماز جنازہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں (التوبہ) والدہ ماجدہ کی قبر انور کی زیارت کی اجازت اس بات کی دلیل ہے کہ وہ مومنہ وموحدہ تھیں۔ شفاعت ومغفرت کی دعا کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس کی ضرورت نہیں تھی بعض روایات سے جو شفاعت ومغفرت کی دعا ان کے حق میں ثابت ہے اس کا مطلب بلندی درجات کا حصول ہے جیسا کہ حضور نے خود اپنے لئے مغفرت کی دعا کی اس کا مطلب یہ نہیں کہ حضور سے کوئی خطا سرزد ہوئی تو مغفرت طلب کر رہے ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ درجات کی بلندی زیادہ سے زیادہ مانگ رہے ہیں اور بلندی کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں کوئی حد نہیں۔

شدت گریہ کی وجہ

مانعین کا خیال ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قبر انور پر شدت کے

ساتھ گریہ اور رونا اس بات کی ذلیل ہے کہ ان کی والدہ ماجدہ معذب تھیں۔ حضور سے ان کی حالت زار دیکھی نہ گئی اس لئے زاروقطار رونے لگے۔ دراصل ان لوگوں کے ذہن میں یہ بات بیٹھ چکی ہے اس لئے ان کو اس سے ایک انچ آگے جا کر بھی سوچنا گوارا نہیں لیکن جو اہل محبت ہیں جن کو ایمان کی حرارت نصیب ہے ذرا انکار انداز فکر دیکھئے قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

حضور کا رونا والدہ کے عذاب کی وجہ سے نہیں یہ تو اظہار افسوس تھا کہ انہوں نے آپ کا زمانہ نبوت نہ پایا آپ کی شان وعظمت کا کماحقہ نظارہ نہ کیا۔ امام زرقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ قاضی عیاض نے کیا خوب کہا ہے کہ حضور کے رونے کی وجہ یہی تھی کہ ان کی والدہ ان کی امت میں شامل نہ ہوسکیں اس لئے نہیں تھا کہ وہ ملت حنیف میں نہیں تھیں (شرح مواہب اللدنیہ) یہ رونا فراق اور محبت کی وجہ سے بھی ہوسکتا ہے جیسا کہ حدیث کے آخری جملوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی امت میں شامل فرما دیا اس طرح انہوں نے ایک مکمل دین کی تصدیق کی۔ امام ناصرالدین نے فرمایا اور آپ کی رسالت کا اقرار کروایا یہ اللہ تعالیٰ کا حضور پر فضل در فضل اور خاص الخاص لطف واحسان ہے کہ اس نے آپ کے والدین کو زندہ کیا تاکہ وہ آپ پر ایمان لائیں واقعی وہ بہت ہی بڑا مہربان ہے۔ (الدرجہ المنیفہ، ص ۷)

امام اعظم کا قول

متقدمین میں سے بعض حضرات نے حضور کے ابوین کریمین رضی اللہ عنہما کے بارے میں کفروعذاب کا قول کیا ہے جو کہ ان کی بہت بڑی ٹھوکر ہے علامہ علی قاری کا ذکر بھی ان میں آتا ہے لیکن بعد میں انہوں نے اس عقیدہ فاسدہ سے توبہ کر لی جیسا کہ حاشیہ نمبر اس میں درج ہے اس طرح خیال ہے کہ ہوسکتا ہے دوسرے حضرات کو بھی ان کی مخلصانہ دینی کاوشوں کی برکت سے توبہ کی توفیق مل

گئی ہو جہاں تک امام اعظم کا تعلق ہے کہ وہ بھی اس عقیدے پر قائم تھے اور انہوں نے فقہ اکبر میں فرمایا کہ ماتا علی الکفر یعنی ان دونوں کا وصال کفر پر ہوا معاذ اللہ یہ سراسر الزام ہے امام طحاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

فقہ اکبر میں جو یہ الفاظ کہیں ملتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابوین کریمین کا وصال کفر پر ہوا تو یہ الفاظ امام اعظم پر افتراء کے طور پر منسوب کر دیئے گئے فقہ اکبر کے صحیح اور مستند نسخوں میں ان الفاظ کا نشان تک نہیں۔ (طحطاوی جلد۲، ص۸۰)

امام بریلوی قدس سرہ نے بھی وضاحت فرمائی ہے۔

یہ قول امام اعظم سے ثابت ہی نہیں..... یہ کہنا امام اعظم پر ایک الزام سے کم نہیں کیونکہ فقہ اکبر کے درست و مستند نسخوں میں یہ الفاظ نہیں ملتے۔ علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ فقہ اکبر کے حوالے سے یہ عبارت ابو حنیفہ محمد بن یوسف بخاری کی ہے۔ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کی ہرگز نہیں اور اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ یہ عبارت امام اعظم کی ہے تو پھر اس کا معنی یہ ہے کہ وہ عہد کفر میں وصال پا گئے اس معنی سے ضروری نہیں ہوتا کہ وہ کفر میں ملوث تھے میں کہتا ہوں کہ ماتا علی الکفر کا جو معنی علامہ ابن حجر علیہ الرحمہ نے پیش کیا اس کا ایک اور سبب بھی بنتا ہے وہ یہ کہ فقہ اکبر کے بعض نسخوں میں اس عبارت کے ساتھ یہ الفاظ بھی موجود ہیں و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مات علی الایمان یعنی حضور کا وصال ایمان پر ہوا علامہ علی قاری کو خود اس عبارت پر شک ہے کہ واقعی یہ اصل کتاب کی ہے یا نہیں (المستند المعتمد، ص۱۷۵)

ان عبارات کا حاصل یہ ہے کہ فقہ اکبر میں جو یہ خوفناک الفاظ درج ہیں۔
امام اعظم کے نہیں۔

حضور کے بارے میں کہنا کہ مات علی الایمان ان کا وصال ایمان پر ہوا

نہایت عجیب ہے بھلا جو ہو ہی سراپا ایمان اس کے بارے میں اس عبارت کی کیا ضرورت ہے کیا نبی کیلئے کوئی دوسری صورت ممکن ہے جو اس وضاحت کی ضرورت پڑی اس لئے علامہ علی قاری نے اسے مشکوک قرار دیا اور تاویل کی گر یہ عبارت مشکوک ہے تو ابوین کریمین سے متعلقہ عبارت مشکوک نہیں ہوسکتی امام بریلوی قدس سرہ کا یہی مطلب تھا۔

اہل علم جانتے ہیں کہ بعض حضرات نے احادیث مبارکہ کے متون پر ہاتھ صاف کرنے سے گریز نہیں کیا فقہ اکبر کو کیسے معاف کردیتے انہوں نے امام اعظم کے تابناک نام مبارک کا سہارا لے کر اپنے عقیدے کی ترویج کی ہے۔

یہ الفاظ ابوحنیفہ بخاری کے ہوسکتے ہیں کیونکہ اس کی تصنیف بھی فقہ اکبر کے نام سے موسوم ہے جس نسخہ میں یہ الفاظ ہوں سمجھ لیجئے کہ وہ نسخہ امام اعظم کا نہیں اگرچہ اس پر آپ کا نام مبارک ہی لکھا ہو شراب کی بوتل پر شہد کا لیبل لگا دیا جائے تو شراب شہد نہیں بن جاتی۔

اگر کوئی پھر بھی نہ مانے تو ہم کہیں گے کہ ان الفاظ کی تاویل کی جائے گی کہ ابوین کریمین عہد کفر میں فوت ہوئے۔ **ماتا فی زمان الکفر** لفظ زمان محذوف تصور کیا جائے گا جیسے آیت مبارکہ **حرمت علیکم امھاتکم** میں لفظ نکاح محذوف ہے چونکہ لفظ نکاح محذوف ہے اس لئے فعل حرم لفظ ظاہر امھات کے مطابق مونث ہے۔

حضرات گرامی ہماری ان گزارشات سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں رہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابوین کریمین کے بارے میں اہل محبت کا کیا ایمان ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے وہ کبھی بھی اپنے محبوب کو ستانے والی بات نہیں کرے گا اور جسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت نہیں وہ جو مرضی کہے کیونکہ وہ ایمان دار ہی نہیں لیکن اگر کسی محبّ رسول صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے وہ اس قسم کے عقیدے کا اظہار کرے تو اس پر فرض عین ہے کہ اس کی تردید کرے ورنہ غیرت ایمانی کے ضائع ہو جانے کا موقعہ ہے کہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ ایمان ابوین کے مسئلے میں سکوت کرنا چاہیے کیسی عجیب بات ہے ہم کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو راضی کرنے کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابوین کے ایماندار ہونے، اعلیٰ مقامات پر فائز ہونے، فردوس بریں کے مالک و مختار ہونے کی دہائی دی جائے علما کرام کھل کر اپنی تقریروں اور تحریروں میں ان کی شان و عظمت بیان کریں جو ان پر کفر کا فتویٰ لگاتا ہے۔ بقول علامہ آلوسی ہمیں اس کے کفر کا خطرہ ہے (روح المعانی) صحیح حدیث کے مطابق یہ بات درست ہے کہ جو کسی کو بلا وجہ کافر کہے وہ خود کافر ہوتا ہے۔

چند عقلی دلائل

قرائن کو سامنے رکھ کر عقل سلیم کی روشنی میں فیصلہ دینا دین اسلام میں مشروع ہے جب سیدہ عائشہ صدیقہ پر منافقین مدینہ نے الزام لگایا تو حضرت عمر فاروق، عثمان غنی و علی المرتضیٰ نے عقلی دلائل سے ان کے طہارت کردار کی گواہی دی یہاں بھی ہم چند عقلی دلائل پیش کرتے ہیں۔

جس مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام رہے اس مچھلی کے پیٹ سے عنبر جیسی خوشبوئیں پھوٹتی ہیں جس ام عظیم کے شکم اطہر میں ہمارے آقا علیہ السلام نے پرورش پائی اس پر کفر کا فتویٰ **لا حول ولا قوہ الا باللہ** یقیناً ان کے قلب اطہر میں ایمان ہی ایمان ہے نور ہی نور ہے۔

جس پتھر پر ابراہیم علیہ السلام نے قدم رکھا، جس پہاڑ پر سیدہ ہاجرہ نے سعی کی، جس پانی کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قدموں نے چھوا جس تابوت میں حضرت موسیٰ و ہارون علیہم السلام کے تبرکات بند تھے سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی

نشانیاں بن گئیں جس جسم عظیم کے شکم اطہر میں سب کے آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جلوہ آرائی فرمائی اس کو ایمان بھی نصیب نہ ہو کتنا ہولناک عقیدہ ہے۔

زمین کا وہ حصہ ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم انور سے مس ہو رہا ہے وہ عرش و کعبہ سے بھی افضل ہے (مرقاہ شرح مشکوہ جلد۲ ص۱۹۰) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدولت حضور کے گھر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کی کیاری ہے زمین کو فیض مل سکتا ہے۔ والدہ ماجدہ کو فیض نہیں مل سکتا یہ کیسے ممکن ہے؟

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضلات بھی پاک و مبارک ہیں جن حضرات نے ان کو نوش کیا ان کو آگ سے رہائی کی بشارت دی گئی مگر ابوین کریمین کے جسم انور نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم انور سے حظ اٹھایا وہ آگ میں جائیں گے یہ کیسے ہوسکتا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ آپ دو ذبیحوں کے فرزند ہیں یعنی اسماعیل ذبیح اللہ اور عبداللہ ذبیح اللہ کے تو آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا (زرقانی جلد۱، ص۹۷) اب سوال یہ ہے کہ حضرت عبداللہ کا ایمان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک متحقق نہیں تھا تو آپ نے غیر مومن باپ کے ساتھ انتساب پر خوشی کیوں کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے جو آدمی عزت چاہنے کیلئے اپنی نو پشت کافر کا ذکر کرے کہ میں فلان ابن فلان ابن فلان ہوں انکا دسواں یہ جہنم میں جائے (مسند احمد جلد۴، ص۱۳۴) کتنی ہی صحیح حدیثیں ہیں جن میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں محمد بن عبداللہ ہوں صحیح بخاری میں ہے۔ انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب انا ابن عبدالمطلب یہ بھی فرمایا کہ میرے آباء کرام تمہارے آبا سے بہتر ہیں اہل کفر کے ایسے ذکر کی کوئی گنجائش نہیں اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا ذکر کیا ہے تو ماننا پڑے گا کہ وہ مومن و موحد تھے۔ ان عقلی دلائل کی وجہ سے ہم حضرت اقبال کی زبان

میں کہہ سکتے ہیں۔

اے مسلمان اپنے دل سے پوچھ ملا سے نہ پوچھ

ایمان افروز واقعہ ۱۹۸۷ میں مسجد نبوی کی توسیع کیلیئے کھدائی ہو رہی تھی کہ حضور کے والد گرامی کی قبر انور کھل گئی ان کا جسم مبارک ایسے تھا جیسے آج ہی دفن کیا گیا تھا (نوائے وقت ۲۱ جنوری، ۱۹۸۷)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور

امام اعظم نے حضرت حماد سے انہوں نے حضرت ابراہیم سے انہوں نے حضرت اسود سے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی کہ گویا میں حضور کے قدموں کی سفیدی کو اب بھی دیکھ رہی ہوں جبکہ آپ علالت کے دوران مسجد میں جلوہ افروز ہوئے (مسند امام اعظم باب ۱۸۲)

اشارات

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور باندھنا جائز ہے جو لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تصور کو شرک سمجھتے ہیں صحابہ کرام کے معمولات سے واقف نہیں صحابہ کہا کرتے تھے کہ میں اب بھی ایسے دیکھتا ہوں جیسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمامہ شریف باندھے تشریف فرما ہیں (مسلم جلد۲، ص۴۴۰)

یا مسواک اپنے دانتوں میں دبائے رونق افزا ہیں (مسلم جلد۱، ص۱۲۰) اللہ اللہ حضور کا تصور غموں کے طوفان میں تسکین دل کا وسیلہ ہے وہ سامنے آتے ہیں تو نظر کی حسرتیں مٹ جاتی ہیں روح کی تشنگی کافور ہو جاتی ہے۔

جہاں درد حد سے گزر گیا تیری یاد وجہ سکون بنی
یہ کھلا کہ جان عزیز سے ہے قریب تیرا مقام بھی

انہی احادیث سے تصور شیخ کا عقیدہ ثابت ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت

امام اعظم نے حضرت عطا سے انہوں نے اپنے والد گرامی سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہزادے حضرت ابراہیم کا انتقال ہو گیا اسی دن سورج کو گرہن لگا تو لوگوں نے کہا سورج گرہن حضرت ابراہیم کے انتقال کی وجہ سے ہے۔ حضور نماز کیلئے کھڑے ہوئے لمبا قیام کیا پھر لمبا رکوع کیا لمبا سجدہ کیا دوسری رکعت کے سجدے میں بہت روئے اور آپ کو یہ کہتے سنا کہ اے اللہ تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ تو ان کو عذاب نہیں دے گا جب تک میں موجود ہوں پھر آپ نے تشہد پڑھا نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ سورج اور چاند گرہن اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں جن کے ذریعے وہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے ایسے موقع پر نماز پڑھنی چاہیے مجھے جنت کے بہت ہی قریب کیا گیا میں چاہتا تو اس کے درختوں کی کسی شاخ کو چھو لیتا پھر مجھے دوزخ قریب سے دکھائی گئی میں نے اس میں رسول اللہ کے گھر کے ایک چور حاجیوں کے چور اور قبیلہ حمیر کی ایک عورت کو دیکھا کہ ان کو عذاب دیا جا رہا ہے (ایضا باب ۴۷ ملخصا)

اشارات

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت اجتماعی عذاب سے محفوظ ہے لاکھ گنہگار سہی لیکن رحمت عالم کی رحمتوں نے بچا رکھا ہے۔

جنت و دوزخ غیب ہے اور حضور جانتے ہیں یہاں تک جانتے ہیں کہ کون دوزخ میں ہے اور کس وجہ سے ہے اسی حدیث میں عورت کے عذاب کی

وجہ ایک بلی ہے جس کو وہ باندھ رکھتی تھی۔

☆ جنت میں تصرف کا اختیار دنیا میں ہی حاصل ہے۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں
(امام احمد رضا)

نصیحت افروز باتیں

ذیل میں ہم چند نصیحت افروز باتیں رقم کرتے ہیں جن پر عمل کرنے سے ہمارا معاشرہ سدھر سکتا ہے۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بخشش دے گا وہ بخشا ہوا ہے (مسند امام اعظم باب ۸۴)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگوں کا شکر گزار نہیں اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں (ایضا باب ۲۲۰)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے مسلمان بھائی کا عذر قبول نہ کیا اس کا گناہ عشار کے گناہ کے برابر ہے (ایضا باب ۲۱۹)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی عطاؤں میں بہترین عطا اچھا اخلاق ہے (ایضا باب ۲۱۹)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا متکبر کا سر اس کے قدموں کے درمیان ہوگا وہ تابوت میں بند ہوگا اور آگ سے نہ نکلے گا (ایضا باب ۲۱۸)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا والدین کی خدمت کرنی ہی تیرا جہاد ہے۔ (ایضا باب ۲۱۸)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا کام بتانے والا اس کے کرنے والے کے برابر ہے (ایضا باب ۲۲۰)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق ادا کرنا ہے (ایضا، باب ۲۲۰)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مومنوں کی مثال ایک جسم کی ہے مثلا جب سر دکھتا ہے تو سارا جسم جاگنے اور بخار میں رہنے میں اس کا ساتھ دیتا ہے (ایضا)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ پریشان کی فریاد رسی کو پسند کرتا ہے (ایضا)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی کے غم میں خوشی نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ اسے رہائی اور تجھے اس غم میں مبتلا کرے گا (ایضا، باب ۲۲)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے خون معاف کیا اس کی جزا جنت ہے (ایضا باب ۲۲۴)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے شبہ کی چیزوں سے پرہیز کیا اس نے اپنا دین اور عزت بچا لی (ایضا باب ۱۶۵)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سود کھانے اور کھلانے والے پر لعنت کی (ایضا باب ۱۶)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے خرید و فروخت میں دھوکہ کیا وہ ہم میں سے نہیں (ایضا، باب ۱۷۷)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک مومن ناپاک نہیں ہوتا۔ (ایضا باب ۲۹)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ حمام بدترین جگہ ہے جہاں بے پردگی ہے اور پانی ناپاک ہے (ایضا باب ۳۱)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا سب سے

افضل کام ہے (ایضا باب ۳۶)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی نماز عصر فوت ہو گئی اس کا عمل برباد ہو گیا (ایضا باب ۳۸)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ جل جلالہ کیلئے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے جنت میں گھر بنا دیا (ایضا باب ۴۰)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا امام کی قرات مقتدی کی قرات ہے (ایضا باب ۴۴)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ابو قحافہ کی داڑھی بکھری ہوئی ہے آپ نے فرمایا کاش تم اس کو کترتے اور اصلاح کرتے (ایضا باب ۲۱۶)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بیماری کی دوا ہے مگر بڑھاپے اور موت کی نہیں گائے کا دودھ پیا کرو اس میں نباتاتی اجزا ہوتے ہیں (ایضا باب ۲۱۶)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کلونجی میں، پچھنوں میں، شہد میں، آسمانی پانی میں شفا رکھی ہے (ایضا باب ۲۱۶)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے آپ کو اس مصیبت میں ڈال کر ذلیل کرے جس کو وہ برداشت نہیں کر سکتا (ایضا باب ۲۱۶)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو استغفار نہیں کرتا زیادہ صدقہ نہیں دیتا کہ اس کی برکت سے تجھے اولاد عطا کی جائے (ایضا باب ۲۱۶)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یوسف علیہ السلام کا احسان یہ تھا کہ وہ مریض کی عیادت اور حاجت مند کی حاجت روائی فرماتے تھے (ایضا باب ۲۲۷)

خوشبو ضرور قبول کیا کرو (ایضا باب ۲۱۹)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت و سیرت

حضور کی صورت بھی لاجواب اور سیرت بھی لاجواب ہے اور اللہ تعالیٰ کی برھان ہے۔ امام اعظم نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شمائل و خصائل کے بارے میں جو احادیث بیان کی ہیں ان میں چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

☆ حضور کے سر انور اور ریش اطہر میں سفید بالوں کی تعداد بیس تک بھی نہیں پہنچی تھی (ایضا باب ۱۸۲)

☆ حضور جب رات کو تشریف لاتے تو آپ کی خوشبوئے بدن سے صحابہ پہچان لیتے تھے (ایضا باب ۱۸۲)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہتھیلی ریشم و حریر سے زیادہ نرم تھی (ایضا)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں قرآن پڑھو (ایضا) یعنی حضور کے اخلاق قرآن حکیم کی تصویر تھے۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غلام کی دعوت قبول فرماتے، بیمار کی عیادت کرتے اور دراز گوش پر سوار ہو لیتے تھے (ایضا)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قرض ادا کرتے تو اس سے زیادہ ادا کرتے (ایضا)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتے تھے۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں اس انکساری سے کھاتا ہوں جیسے غلام کھاتا ہے پیتا ہوں تو جیسے غلام پیتا ہے اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں یہاں تک کہ موت آ جائے (ایضا باب ۲۰۶)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تصویروں سے نفرت فرماتے تھے (ایضا باب ۲۱۳)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم جلیس سے آگے ہو کر نہ بیٹھتے کوئی ہاتھ تھام لیتا تو پہلے نہ چھڑاتے پہلے ہم جلیس کھڑا ہوتا تو آپ کھڑے ہوتے تھے

آپ کے بدن سے زیادہ کوئی چیز خوشبودار نہیں (ایضا باب ۲۱۹)

ایک شخص نے حضور کو پکارا آپ اپنے گھر میں تھے آپ نے فرمایا لبیک میں حاضر ہوتا ہوں اور باہر تشریف لائے (ایضا)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتے تھے (ایضا)

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشکوک چیز تناول نہ فرماتے (ایضا)

* * *

امام اعظم کا قصیدہ

(چند اشعار کا ترجمہ)

آپ کے نور جبیں سے ضوفشاں ہے ماہتاب
آپ کی طلعت سے ہے روشن جمالِ آفتاب
آپ یٰسین ہر جہاں میں آپ سا ممکن نہیں
رب کعبہ کی قسم جس نے عنایت کی کتاب
اے کہ مدثر ہے عظمت آپ کی برتر ز فکر
آپ کے درجات رفعت بے شمار و بے حساب
آپ کی مخبر ہوئی دنیا میں انجیل مسیح
آپ کی مدحت سرائی میں ہے قرآں بے نقاب
آپ نے دی خلق کو توحید کی جب صدا
آپ کی دعوت پہ دوڑے آبلہ پا شیخ و شاب
آپ کے دم سے مٹا کفر اے ہدایت کے علم
آپ کے دم سے ہوا دنیا میں دیں بھی کام یاب
آپ کے دشمن جہالت کے گڑھوں میں گر گئے
آپ کو جس نے اذیت دی وہی خانہ خراب
بدر میں اہل فلک نے آپ کی امداد کی
آپ کے دشمن زمانے سے مٹا ڈالے شتاب
آپ کو فتح حرم بھی بالیقین حاصل ہوئی
لشکر احزاب میں بھی آپ تھے نصرت مآب
ھود و یونس کو بزرگی آپ کے گھر سے ملی
حسن یوسف میں چھپا تھا آپ کا حسن شباب
اے کہ طٰہٰ آپ نے انسانیت کو دی شفا
آپ ''سبحان الذی اسریٰ'' سے پیہم فیض یاب

جہانِ انبیاء

شبیر حسن چشتی نظامی

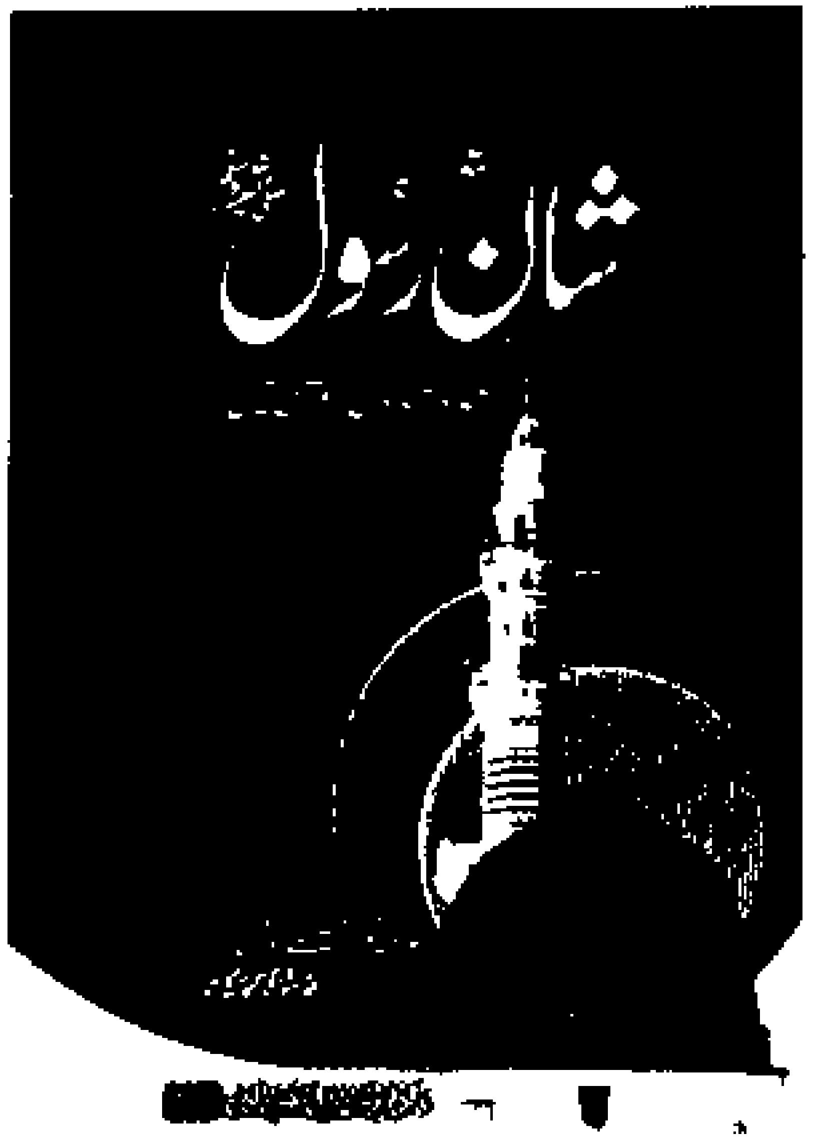
شانِ رسول

کیا آپ جانتے ہیں

حضرت سید آل رسول حسنین میاں برکاتی مد ظلہ

سیرتِ غوث اعظم

سر الاسرار

زبان میری ہے بات ان کی

رسائل مجدد الف ثانی

معجزاتِ رسول کریم

حضرت علامہ عبد الرحیم

تذکرہ مجددین اسلام

علامہ غلام مصطفےٰ مجددی ایم اے

قادری رضوی کتب خانہ